چاندنی کے سائے

اقراء پرویز

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or steal any of the scenes written in this novel .

If you do so, serious action will be taken

انتساب

میں 'چاندنی کے سائے' اللہ کے نام کرتی ہوں جس نے مجھے صلاحیت بخشی کہ میں ایک حرف سے 'لفظ" اور لفظ سے ایک پوری 'تحریر' لکھنے تک کا سفر مکمل کر سکوں ۔

NOVEL HUT

"پیش لفظ"

("چاندنی کے سائے") ؛ میرا پہلا ناول مجھے کہتے ہوئے ہی اتنی خوشی محسوس ہورہی ہے ۔ مجھے لکھنا پسند تھا بچپن سے ہی کبھی ڈائری لکھنا ، کبھی کیا تو کبھی کیا، لیکن زیادہ مجھے کہانیاں لکھنا پسند تھا میں کتابوں کی کہانیاں بہت دلچسپی سے سُنتی تھی اور اتنی ہی جلد وہ مجھے یاد بھی ہو جاتی تھی ۔ میرا شوق تھا کہ میں بھی کوئی کہانی لکھوں تب تو بچی تھی کوشش کی باوجود نا لکھ سکی لیکن کہیں نا کہیں یہ کوشش میرے ساتھ بچپن سے چلتی آرہی تھی ۔ میں نے کوشش بہت کی لیکن کبھی سوچا نا تھا کہ ایسے بھی میں کبھی لکھ پاؤں گی لیکن 'چاہ انسان سے سب کروا لیتی ہے۔' زندگی میں جس کام کو دل سے چاہا جائے اس کو پورے کرنے کے راستے پھر آپ تک خود چل کر آتے ہیں میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہوا کچھ عرصہ

پہلے جب میرے زہن میں یوں ہی اچانک سے خیال آیا کہ مجھے یہ کہانی لکھنی چاہیئے یہ میری ایک بہتر شروعات ہو سکتی ہے مجھے یقین تھا خود پر کہ میں یہ کر سکتی ہوں، لیکن وہی انسانی سوچ کہ کیسے کبھی لکھنے کی کوشش تو کی نہیں صرف دل میں کہانیاں بُھننے سے کیا ہوگا ، لیکن کیا میرا وہ شوق میرے ساتھ نہیں تھا ؟ کیا مجھے یقین نہیں تھا کہ میں یہ کر سکتی ہوں ؟ کیا مجھے اپنی خُوبی پر شک تھا ؟ خود پر شک تھا ؟ لیکن میں اپنے دل کی باتوں اپنے دماغ کے تمام سوچوں سے لڑی ۔مجھے یہاں تک پہنچنے میں کافی پیچیدگیاں آئیں بے شک لکھنا آسان کام نہیں میں حوصلے کے ساتھ ہر چیز کا بخوبی سامنا کرتی رہی ۔میں نے شروعات اس کہانی سے اس لیے کی کیوں کہ اس میں ایک خلاصہ چھپا ہوا ہے اکثر بہت سی لڑکیاں اس مرحلے سے گزر چکی ہیں۔ میری ایک حد تک کوشش رہی ہے اور اپنی لکھائی کے زریعے بھی میری کوشش ہمیشہ یہی رہے گی کہ میں کچھ بہتر لکھ سکوں کچھ ایسا جو اگلے کے زہن پر کچھ اثر چھوڑے۔ بہت نا سہی تھوڑا ہی سہی ہم سادے سے لوگ تھوڑے میں ہی خوش ہو جاتے ہیں اگر کسی کی سوچ میں تھوڑی سی بھی تبدیلی آئی تو یہ میرے لئے ایک اعزاز کی بات ہوگی ۔

بیگانے خود سے ہوئے بیٹھے ہیں

عمر ابھی باقی ہے

دلوں کے راز لیے بیٹھے ہیں

عمر ابھی باقی ہے

ریت کے مانند پھسلتے وقت کو دیکھ رہے ہیں

عمر ابھی باقی ہے

اجالوں کو اندھیروں میں تبدیل ہوتا دیکھ رہے ہیں

NOVEL HUT

عمر ابھی باقی ہے

دن کا آشور راتوں کی خاموشی دیکھ رہے ہیں

عمر ابھی باقی ہے

کسی ایسے پروانے کا انتظار جو اجالوں میں کھینچ لے جائے

عمر ابھی باقی ہے

اِک چمکتا ستارا جو حیاتِ انسانی روشن کر ڈالے

عمر ابھی باقی ہے

لوگوں سے یوں بے زار تنہا ہوئے بیٹھے ہیں

عمر ابھی باقی ہے

NOVEL HUT

شروعات

زندگی خوبصورت ہے، زندگی سکوں بھری ہے

آؤ مل بانٹ کر رہیں اس زندگی کو جیئیں۔

" خوبصورتی صرف ظاہری نہیں ہوتی، بلکہ اندرونی ہوتی ہے، اور محبت کی روشنی ہر اندھیرے کو ختم کر سکتی ہے۔"

NOVEL HUB

~ وہ اِک پروانہ محبت

وہ اِک ستارہ گُل

وہ اِک شبِ گُلستاں سا

وہ اِک مہرباں سا

نئی صبح، نئی بھگ دوڑ، نئی رونکیں، نئی مصروفیات ۔۔

"شہر کراچی" (روشنیوں کا شہر)۔۔

ایسے ہی تو نہیں کہتے کراچی پاکستان کی جان ہے جہاں ایک سیکنڈ کسی کو خاموشی کا نصیب نہیں ہوتا شور وغل تو اس شہر کی اولین پہچان ہے لیکن یہ شہر اپنے آپ میں ایک الگ

NOVEL HUT

شان رکھتا ہے جس کا مقابلہ شاید ہی کوئی اور شہر کر سکے (ہر شہر کی اپنی ایک الگ شان ، اپنی ایک الگ پہچان)۔

صبح کی پہلی کرن اُجاگر ہوئی پرندوں نے چہچہاتے ہوئے اپنا اپنا راستہ اپنا لیا سمندر کی لہروں میں ایک الگ ارتعاش پیدا ہوا، ہر طرف روشنی بکھرتی چلی گئی ۔

"ساحل بچے جا کر اپنی بہن کو جگا دو ابھی تک سو رہی ہے ، ویسے تو جلدی اٹھ جاتی ہے آج بھلا کیوں وہ دیر تک سو رہی تبیعت تو ٹھیک ہوگی اس کی ۔" ریحانہ بیگم نے کچن سے باہر آتے فکر مند سے لہجے میں کہا ۔

"بیگم کیوں بلا وجہ پریشان ہو رہی ہیں وہ بلکل ٹھیک ہے نماز پڑھ کہ سوئی تھی اٹھ جائی گی بس ابھی۔" یہ کہنے والے ابراھیم ملک تھے جن کی اپنی چھوٹی بچی میں جان بستی تھی مجال ہو جو کوئی اُن کے سامنے اُن کی بچی کو کُچھ برا بھلا کہہ دے ۔

"ہاں لیکن پھر بھی ۔۔"

NOVEL HUT

"امی پریشان کیوں ہو رہی ہیں آپ میں اُٹھا دیتا ہوں گڑیا کو بس ابھی گیا اور ابھی آیا ۔ "

وہ کہتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

اپنے آپ سے بے خبر اپنے کمرے میں کوئی سکون کی گہری نیند میں تھا ۔

جیسے پروا ہی نہیں ہو کہ آس پاس آخر چل کیا رہا ہے لیکن کیا خبر کہ اس سکون میں خلل تو پیدا ہونا ہی تھا ۔

"Knock knock"

یہ کوشش بس کچھ سیکنڈ کی ہی تھی لیکن اندازہ تھا کہ دروازہ تو خود ہی کھولنا پڑے گا وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اندازے کے مطابق وہ بہت گہری نیند سو رہی تھی ۔ لیکن انداز بہت خوبصورت بایاں ہاتھ چہرے کے نیچے رکھے اور دایاں ہاتھ تکیے پر خود کو چادر سے ڈھکے بے پروا سی سو رہی تھی ۔ اُسے دیکھ کر بے ساختہ ساحل کے چہرے پر مسکراہٹ اُبھری ۔ چلتا چلتا وہ بیڈ کے قریب پہنچ کر تھوڑا جھک کر اس نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور نہایت نرمی سے پکارا۔

"نورے اٹھ جاؤ بہت لیٹ ہوگیا ہے گڑیا۔"

لیکن جواب ندار۔ جیسے سامنے والے کو تو کوئی فکر ہی نہیں تھی مگر جگانا تو تھا نا۔ اسے زرا حیرت بھی ہوئی تھی آج وہ دیر تک کیسے سو رہی تھی وہ تو ہمیشہ جلدی اٹھ جایا کرتی تھی۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے پاس پڑے ٹیبل پر پڑا الارم کلاک اٹھایا اور ٹھیک پانچ منٹ بعد کا ٹائم سیٹ کیا اور کچھ سوچ کر مسکرایا۔

"سوری گڑیا یہ میرا کل والا بدلہ بھی پورا ہوجائے گا اور تم اُٹھ بھی جاؤ گی ایک تیر سے دو شکار کتنا ہوشیار ہے نا تمہارا بھائی اٹھ کہ داد دو گی مجھے۔" جیسے یہ تو وہ جانتا ہی نہیں تھا کہ اٹھ کر اسے کیا سننے کو ملنے والا ہے یہی سوچ کر وہ تیزی سے نیچے بھاگا(بقول اس کے کل والا بدلا جب اس کے بیدار نا ہونے پر نورے نے ٹھنڈے پانی کا جگ اٹھا کر اس پر انڈیل دیا تھا۔ کوشش کے باوجود وہ کچھ کرنا سکا۔)

"بچے جگایا نہیں اپنی بہن کو۔" کچھ دیر بعد اُسے واپس آتا دیکھ ریحانہ بیگم نے پوچھا۔

NOVEL HUT

"امی بس آجائے گی تھوڑی دیر میں اور وہ بالکل ٹھیک ہے بس تھکن کی وجہ سے شاید دیر تک سوتی رہی ۔" اس کی بات پر ریحانہ نے سکھ کا سانس لیا۔ ماں کے سامنے اس نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی ۔

"اچھا چلو آو تم بیٹھ کر شروع کرو ناشتہ۔" انھوں نے کہتے ساتھ اس کے سامنے ناشتہ پیش کیا ۔

ایک تیز آواز پر اس کی آنکھ کھلی جیسے کانوں میں ٹرک کی آواز جیسا ہارن کسی نے فل سپیڈ سے بجایا ہو ۔۔۔۔نیند بھک سے اُڑ گئی اور وہ اٹھ بیٹھی کچھ سیکنڈ بعد دماغ جگہ پر آجانے کے بعد پوری بات سمجھ میں آئی۔۔۔اور وہ منٹ میں بیڈ سے اترے اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی ۔۔

اپنے کمرے سے نکل کر باہر گِرل پر جھک کر نیچے دیکھا جہاں ماں باپ اور بھائی مزے سے ناشتہ شروع کرنے میں مصروف تھے ۔۔ سب سے پہلی نظر بھائی پر جا رکی جو پہلے ہی اسے دیکھ رہا تھا جیسے اس کے آنے کی خبر اسے پہلے سے ہو چکی تھی۔

NOVEL HUT

"بھائی یہ کیا تھا ۔" یہ سوال کچھ غصے کے ملے جلے تاثرات سے نہایت معصومیت سے پوچھا گیا کیوں کہ اپنے بھائی سے بدتمیزی تو وہ کبھی مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی ۔

"گڑیا کچھ اور کہنے سے پہلے ٹائم دیکھ لو کیا تمہیں آج کہیں جانا نہیں ہے؟"
اسے دیکھتے ہوئے نہایت ہی پیار سے کہا۔ہاتھ میں پکڑا بریڈ کا ٹکڑا منہ میں ڈالا۔

بھائی کی بات سنتے پیچھے لگی وال کلاک پر نظر پڑھی جو نو بج کر دس منٹ بتا رہی تھی اور ایک دم سے برق رفتاری سے مڑی۔

"بھائی ناٹ فیئر ٹائم پر اٹھانا تھا نا لیٹ ہوگئی میں"۔ منہ بنا کر کہا گیا۔

"اب باتیں کر کے اور بھی ہو جاؤ چلو شاباش ۔" یہ ہوا آگ میں تیل ڈالنے والا کام اور وہ بنا کہے سُنے باتھروم کی طرف بھاگی جلدی سے فریش ہو کر باہر آئی کالے رنگ کی سادہ شلوار کمیض پہنے وہ نہایت خوبصوت لگ رہی تھی آئینے کے سامنے آکر گہری سیاہ آنکھوں میں سرمہ ڈالا ان پر موجود لمبی گھنی پلکیں چمک اُٹھیں اُسکے لمبے سیاہ بال جو اس کی خوبصورتی کو اور بھی دلکش بناتے تھے۔۔ تھوڑی سی محنت کے بعد اب وہ مکمل طور پر تیار کھڑی تھی اپنی گھڑی اٹھاتے ہوئے ٹائم دیکھا جو نو بج کر تیس منٹ بتا رہی تھی گھڑی پہن کر اپنا موبائل اور چادر لیے وہ نیچے کی جانب بھاگی ۔۔

NOVEL HUT

خوبصورتی میں وہ سب کے جیسے گوری تو نہ تھی لیکن اپنی مثال آپ تھی ۔ ایک الگ کشش ایک الگ انداز تھا اس کے مزاج میں ۔ وہ جب بنا رُکے بولتی تھی مانو کہ باتوں سے اس کے پھول جھڑتے ہوں، کام کاج چھوڑ کر بس اسے سُننے کا جی چاہتا تھا۔ اُسے میک اپ

کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی اور نا اُسے یہ سب پسند تھا یہ اس وجہ سے نہیں کہ اسے اپنے آپ پر یا اپنی رنگت پر کوئی اعتراض تھا یہ اس لئے کہ اس کی نظر میں "انسان کی جیسی تخلیق پائی گئی ہے اس میں بھلا وہ کیا ہی ردو بدل کر سکتا ہے، جس حسن سے اسے خدا نے نوازا ہوتا ہے وہی انسان کی اصل حقیقت ہے اسے بھلا تسلیم کرنے میں کیسی شرم ۔اُس کا ماننا تھا کہ سادگی ہی انسان کی اصل خوبصورتی ہے اور یہی چیز اسے اور بھی زیادہ دلکش بناتی تھی"۔

'خوبصورتی ایک دھوکہ ہے جو نسان اپنی خوبصورتی پر گھمنڈ کرتے دوسروں کو نیچا دکھاتا ہے وہ اس دھوکے کے زیدِ اثر ہوتا ہے، ور اس کے چلتے وہ اپنی آخرت برباد کر ڈالتا ہے۔'

NOVEL HUT

"ماشاءاللہ آج تو ہماری شہزادی بہت پیاری لگ رہی ہے۔" تعریف کرنے والے نورے کے تایا جان تھے جنہیں وہ بچوں میں سب سے زیادہ عزیز تھی ۔ ابھی بھی وہ اسے دور سے ہی آتا دیکھ مسکرا اُٹھے تھے ۔

"تھینک یو تایا جان ۔" مسکراتے ہوئے آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔

"مجھے جلدی نکلنا ہے آلریڈی لیٹ ہو گئی ہوں میں۔"

NOVEL HUT

"ریلیکس نورے میں چھوڑنے جاؤں گا کچھ نہیں ہوتا آرام سے ناشتہ کرو میں بیگ لے کر آتا ہوں کمرے سے۔" ساحل کی بات پر وہ سر ہلا گئی وہ مسکرا کر اس کا سر تھپتھپاتے پھر سیڑھیوں کی جانب بڑھا ۔

وہ جلدی سے ناشتہ کر کے اٹھ گئی۔

"بس اتنا سا ہی بچے یہ تو کچھ کھایا ہی نہیں تم نے کچھ کھا تو لو پہلے۔" ابراھیم صاحب واپس سے اُس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولے تھے تاکہ اسے واپس بٹھا سکے۔

"بس بابا کھا لیا اور نہیں کھایا جائے گا"۔۔ اتنا تو انھیں بھی علم تھا کہ جب وہ نا کہتی ہے تو پھر اس سے کوئی ہاں نھیں کہلوا سکتا تھا اور آج تو شاید ہی کوئی کروا سکتا تھا اس لیئے اُنھوں نے بھی زیادہ زور نہیں دیا۔

NOVEL HUT

" ٹھیک ہے بچے وہاں کچھ کھا لینا پھر۔" اور مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ چھوڑ گئے۔

"اوکے بابا۔"وہ بھی مسکراتے ہوئی بولی تھی ۔

"چلیں نورے۔ " ساحل جب نیچے آیا تو وہ اسے وہی کھڑی دکھائی دی مطلب وہ ناشتہ کر چکی تھی ۔

"جی بھائی چلیں ۔" ساحل سر کو جنبش دیتے باہر کو چل دیا گاڑی تو وہ پہلے ہی نکال چکا تھا۔

" بچے مجھے پھر کال کر کے ضرور بتانا مجھے انتظار رہے گا اور اپنا خیال رکھنا۔ "

"اوکے میری پیاری امی۔ " ان کا ہاتھ چومتے وہ مسکرا کر بولی ۔ آج بھی وہ اس کے کہیں باہر جانے پر پریشان رہتی تھی جب تک وہ واپس نا آجاتی اور وہ خود اس کا چہرہ نا دیکھ لیتی

تھی تب تک انھیں چین نہیں آتا تھا اور نورے یہ بات اچھے سے جانتی تھی اس لیے کبھی بھی دیر تک باہر نا رُکتی اور رُکنا بھی پڑے تو انھیں ضرور بتاتی تھی ۔

سب کو خدا حافظ کہہ کر وہ باہر آکر گاڑی میں بیٹھ گئی ۔

"بھائی جلدی چلیں خالہ انتظار کر رہی ہوں گی میں نے اُن سے کہا تھا آپ کی طبیعت نہیں ٹھیک میں کام کر لوں گی ، ضرور وہ خود لگی ہوں گی سارا کام کرنے میں ، پتہ نہیں تنزیلہ آئی ہوگی کہ نہیں۔ " ساحل کی طرف مڑتے اب اسے جلدی چلنے کا کہہ رہی تھی جیسے دیر تو اس کی وجہ سے ہوئی ہے حالانکہ محترمہ خود دیر سے اُٹھی تھی ۔

"یار اب یہ ہوائی جہاز تھوڑی ہے ، بلکہ میری گاڑی ہے اور گاڑی پر پہنچنے میں وقت لگتا ہے میری پیاری بہنا تم صبر رکھو بس ، مانا کہ تم ہوا میں اڑھنے کی عادی ہو لیکن اب میں

بیچارہ کیا کر سکتا ہوں انتظار کرو تھوڑا میں تین چار مہینے تک جہاز لے لوں گا پھر تمھیں اس میں گھمایا کروں گا اوکے۔۔" شرارت سے اسے بھرپور سمائل پاس کرتے ہوئے بولا۔

"ہاہاہاہا۔۔ویری فنی..گاڑی چلائیں اب چُپ چاپ۔" جواباً کہتی اب وہ رُخ شیشے کی طرف موڑ گئی۔اور دوسری طرف بیچارا بھائی مسکرا کر رہ گیا(یہ تو ہونا ہی تھا کس نے کہا تھا اسے تنگ کرو بھئی اب وہ ناراض ہو گئی تو۔۔)۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

ان کا خاندان ایک الگ پہچان رکھتا تھا دونوں بھایوں میں اتفاق نے اور ان کی محنت نے کامیابیوں کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا انہیں کسی چیز کی کمی نا تھی۔

ذولفقار ملک کے دو ہی بیٹے تھے بڑا رحیم ملک اور چھوٹا ابراہیم ملک ان کی کوئی بہن نا تھی ۔۔ماں باپ نے بہت لاڈپیار سے دونوں بیٹوں کو بڑا کیا پڑھایا لکھایا ایک اچھا انسان بنایا اور دونوں بیٹے اپنے ماں باپ کا ایک لوتا سہارا تھے۔ جب دونوں اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوئے تو ایک کاروبار کا آغاز کیا جس پر دن رات محنت کر کے اسے مکمل طور پر کھڑا کیا گیا رحیم ملک اور ابراحیم ملک کی ماں بلقیس بیگم اپنے بڑے بیٹے کی شادی اپنے بھائی کی بیٹی سے کر دی جن کا نام نسرین تھا۔۔ اپنے بڑھتے عمر کے رہتے بلقیس بیگم بیمار رہنے لگی اور جلد ہی چل بسی ان کی وفات کے بعد دونوں بیٹوں نے باپ کی خوب

خدمت کی ان کا مضبوط سہارا بنے رہے اسی دوران ابراھیم ملک کی شادی ذولفقار صاحب کے چچا زاد بیٹی ریحانہ سے طے پائی اور ایک مہینے کے مختصر وقت میں ریحانہ ملک خاندان کا ایک خوبصورت حصہ بن گئی اس خاندان میں آنے کے بعد انہوں نے گھر کی تمام ذمہ داری اپنے ذمہ لے لی اور ایک زمہ دار بہو ٹھہری ، چند سال بعد زولفقار صاحب بھی رضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ۔

ماں باپ کی وفات کے بعد اب دونوں بھائی ایک دوسرے کا سہارا تھے کڑے وقت کے ساتھی ، دھوپ چھاؤ میں ساتھ رہنے والے اور اپنے ہمسفر کے ہمراہ زندگی میں آگے بڑھنے لگے۔

ذلفقار صاحب کے بڑے بیٹے رحیم ملک کی ایک ہی اولاد تھی جس کا نام شازم تھا۔جبکہ ابراھیم ملک کے گھر خدا کی رحمت اور نعمت دونوں ہی مہربان ہوئی تھی(بیٹے کا نام

ساحل اور بیٹی کا نام نورے گُل) ۔شازم ساحل سے ایک سال چھوٹا تھا ، نہایت شرارتی بھی تھا کچھ جو وہ اپنی ماں کے رحم و کرم پر تھا جو اس کی ہر شیطانی کو بڑھاوا دیتی تاکہ کوئی اس سے زیادہ ساحل کی تعریف نا کردے ان کی اپنی کوئی بیٹی نا تھی تو انھیں یہ بات اور زیادہ کھٹکتی تھی کہ ریحانہ کی بیٹی ہے ۔

نورے گُل اپنے بھائی ساحل سے دو سال چھوٹی تھی ، جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنے ماں باپ اور بھائی کی جان بن گئی۔ گھر میں سب اس سے بہت محبت کرتے تھے سوائے تائی کے جو ظاہر تو نا کرتی تھی لیکن اسے پسند بھی نا کرتی تھی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ عام لڑکیوں جیسی گوری اور خوبصورت نا تھی ، اور اسی وجہ سے اسے منحوس کہتی تھی (وہی لوگوں کی پرانی اور چھوٹی سوچ)کہ کہیں اس کا کالا سایہ اُن پر نا پڑ جائے ۔اپنا کوئی کام کرتے ہوئے اگر اسے دیکھتا پاتی تو جھٹ سے اس سے سب چھین لیتی، وہ چپ صرف اپنے شوہر کی وجہ سے ہوتی تھی جن کی نورے میں جان بستی تھی ورنہ تو وہ بھی رات دن

موقع پاتے اسے ضرور باقی سب کی طرح طانے دیتی جو گھر سے باہر نکلنے پر اُسے ملتے تھے ۔ اس چیز کا سامنا اس نے اپنے پورے پچپن میں کیا ۔جب اس کا کوئی دوست نا بنتا تھا اس کے سانولے رنگت کے طعنے ۔وہ اکثر گھر آکر رویا کرتی رہتی خود کو کوستی رہتی سب کے سمجھانے کے لاکھ باوجود بھی وہ مضبوط نا بن سکی ۔

شازم ہر طرح سے اسے تنگ کرتا رہتا وہ سکول جاتا اور گھر آتے ہی شیطانیوں میں لگ جاتا کھیلتے وقت محلے کے بچوں کے ساتھ مل کر وہ نورے کو خوب تنگ کرتا ساحل تھوڑا بڑا تھا وہ سمجھدار تھا وہ ہمیشہ اس کا محافظ بنا رہتا تھا۔ شازم کی بس ساحل سے ہی بنتی تھی اور نورے گل سے نفرت ایک وجہ سے وہ اپنی ماں کی بنا پر کرتا تھا وہ جو کہتی وہ کرتا تھا الگ الگ طریقوں سے نورے کو تنگ کرنا بچوں کے ساتھ مل کر وہ کیا کچھ کر لیتا تھا۔ اس کے رہتے نورے نے گھر سے نکلنا ہی چھوڑ دیا تھا۔اسے اکیلا رہنا پسند تھا تو یہ اس کے لیے کوئی اداسی کی وجہ نہیں بنا۔ شازم شاید بُرا نہیں تھا مگر بچوں کے کان میں جیسی باتیں بھری

NOVEL HUT

جاتی ہیں وہ ویسے ہی بنتے جاتے ہیں ۔بڑے یہ بات نہیں سمجھتے کہ بچے معصوم ہوتے ہیں ان کا بچپن معصومیت بھرا ہوتا ہے لہٰذا انھیں اچھے اخلاق کا سبق دے انھیں نیک انسان بنانے کی کوشش کریں لیکن وہ بات اس وقت نسرین کے پلے نہیں پڑھنی تھی۔

جب وہ آٹھ سال کی تھی ۔

ایک دن سکول سے واپسی پر کسی نے اس پر کیچڑ اچھال دیا جب وہ سکول کے باہر کھڑی اپنے بابا کے آنے کا انتظار کر رہی تھی اس دن ساحل کی طبیعت خرابی پر اسے گھر رہنے دیا تھا لیکن وہ اپنے امتحان کی تیاری کے زیر اثر آگئی تھی لیکن وہاں اُس کو اکیلا دیکھ کچھ لڑکے لڑکیوں نے اُس کا مزاق بنانا کچھ زیادہ ہی ضروری سمجھا ۔۔جب اُس کے بابا وہاں پہنچے تو وہ ڈری سہمی سی کھڑی تھی اور سب اس کے گرد دائرہ لگا کر کھڑے اس کا مزاق بناتے ہوئے اس کے ساتھ ہنس رہے تھے ۔ اُنھیں اپنی بچی کو اس حالت میں دیکھ بہت دکھ ہوا تھا کیا یہ سب اس کے ساتھ صرف اس لیے ہو رہا تھا کیوں کہ وہ سب جیسی

خوبصورت نا تھی وہ صرف سوچ کر رہ گئے اور جلدی سے گاڑی سے اُتر کر اس کے پاس پہنچے بچوں نے دور سے ہی کسی کو آتا دیکھ وہاں سے بھاگ جانا مناسب سمجھا۔

اُس کے پاس پہنچتے وہ اسے اپنے گلے سے لگا گئے جس کا رو رو کر برا حال تھا۔

"بس بچے بابا آگئے ہیں نا سب ٹھیک ہے مجھے دیکھو۔" اس کا چہرہ پیار سے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس کو چپ کروانے کی ناکام سی کوشش کر رہے تھے جو کہ انھیں معلوم تھا کہ جب اس کی سب سے بڑی کمزوری پر کوئی وار کرتا ہے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے ۔۔کرنے والا تو اپنا کام کر کے چلا جاتا ہے پیچھے اسے دوبارہ سے ہر بار ایک نیا جنم لینا پڑھتا ہے۔

("ناجانے ہمارا یہ معاشرہ ایسا کیوں ہے جہاں صرف گوروں کو ہی خاص سمجھا جاتا ہے ہمیشہ ان کو ڈو مینیٹ کیا جاتا ہے کیا یہ معاشرہ خود کو عقل مند کہتا ہے ، اگر کہتا ہے تو افسوس ہے اس معاشرے والوں پر اور اُن کی سوچوں پر ، کاش اُنھیں کوئی بتا پاتا کہ صرف خوبصورتی ہی سب کچھ نہیں ہوتی خوبصورت لگنا ہی سب کچھ نہیں ہوتا ، زندگی میں بہت سارے معاملات ہوتے ہیں ہر معاملے میں خوبصورتی کام نہیں آتی ، خوبصورتی سے بڑھ کر ایک عمل ہے وہ ہے خوبصورت کردار کیا کوئی کہہ سکتا ہے ہر خوبصورت بندے کا خوبصورت کردار ہے ؟ ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے کردار کے مالک ہوتے ہیں ورنہ تو اُنھیں اپنی خوبصورتی کا اتنا گھمنڈ لگ جاتا ہے کہ وہ یہ خود بھول بھال جاتے ہیں کہ یہ خود کیا ہیں، اُن کا اصل مقصد کیا ہے، یہ اس دنیا میں کیوں آئے ہیں، کچھ بھی نھیں یاد رہتا اُنھیں ۔ "

اپنا سر جھکائے وہ اپنے باپ کے سامنے ایسے کھڑی تھی جیسے اس سے پتا نہیں کون سا جرم سرزد ہو گیا ہو۔

اسے یوں دیکھتے ابراھیم صاحب کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔۔کہاں سوچا تھا اُنھوں نے کہ وہ اپنی چھوٹی سی بچی کو یوں دیکھیں گے کبھی یوں اس طرح ٹوٹا ہوا۔

"گُل چلو بچے بابا آپ کو گھر لے چلتے ہیں آجاؤ۔" اسے گُل صرف اس کے بابا کہتے تھے۔ اسے پیار سے پچکارتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑا جسے وہ جھٹکا دے کر اپنے ہاتھ اُن کے ہاتھ سے کھینچ گئی۔

"بابا میں گُل نہیں ہوں مجھے گُل مت کہیں آپ۔۔ککک۔آپ کو پتا ہے گُل کسے کہتے ہیں اس کا مطلب ہوتا ہے پھول اور پتا ہے ب۔۔بابا آپ کو پتا ہے پھ۔۔پھول کتنے

خوبصورت ہوتے ہیں م۔۔م۔میں پھول تو نہیں ہو سکتی ہوں مہ۔م۔۔ میں بہت بدصورت ہوں بابا ۔۔۔مجھے گُل مت کہا کریں ۔۔۔میں پھول نہیں ہوں میں سہ۔سہ سایہ ہوں کالا سایہ ۔۔می۔۔۔م۔۔میں منحوس ہوں بابا میں من۔۔ح۔۔۔" اور بس یہاں اُن کی بس ہوئی تھی اور وہ اسے سینے میں بھینچ گئے تھے ناجانے کتنے آنسوں اُن کی آنکھوں سے خاموشی سے بہہ نکلے تھے ۔وہ جو کب سے چُپ سی سر جھکائے کھڑی تھی وہ اسے بولنے پر امادہ کر رہے تھے کہ وہ کچھ بولے تو سہی اور جب وہ آخر بول اُٹھی تو اُن کے جسم کے سات پردوں کے پیچھے ان کے دل کی دنیا ہلا گئی ۔

NOVELHUT

"ایسا نہیں کہتے بچے ،آئندہ آپ ایسا کبھی نہیں کہیں گی خود کو ان الفاظ سے کبھی نہیں بلائیں گی آپ ۔۔ورنہ بابا آپ سے بہت ناراض ہوں گے ۔اور آپ کو پتا ہے نا بابا جب ناراض ہوتے ہیں تو کیسے ناراض ہوتے ہیں۔ "پیار سے اس کے آنسو پونچھتے ہوئے وہ اسے سمجھا رہے تھے ۔انھیں اس بات کا علم تھا کہ ان کی شہزادی کو ان کا ناراض ہونا نہیں

پسند تھا جان پر بن آتی تھی اس کی اگر وہ ناراض ہو جاتے تھے تو۔اس وقت انھیں اس موقع کے لحاظ سے وہی بولنا مناسب لگا کیونکہ اگر وہ واپس سے ایسے الفاظ کہتی رہتی تو اس کی طبیعت بگڑ جاتی جیسے ایک دو بار ہو بھی گئی تھی اور اس کی وجہ بھی سکول کے کچھ بچے تھے لیکن اس وقت اتنا سنگھین نہیں ہوا تھا جب کہ اس کی طبیعت اتنی بگڑ گئی تھی لیکن پھر جو کچھ آج ہوا وہ تو ان سب واقعوں سے بڑا تھا۔سکول میں تو چلو کوئی ٹیچر کوئی سینئر اس کا پیچھا چھڑوا دیتا تھا لیکن آج تو وہ وہاں اکیلی تھی یہی سوچ کر انھیں اور دکھ ہو رہا تھا کہ وہ اگر تھوڑی اور دیر کر دیتے تو کیا ہوتا۔ان کی بچی نا جانے کس تکلیف سے گزر رہی ہوتی۔

NOVEL HUT

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی میں بٹھا دیا،پورا راستہ وہ اس کا ہاتھ پکڑے ایک ہاتھ سے گاڑی چلاتے رہے اور وہ ان کے کندھے سے لگی تھی۔آنکھیں بند تھی۔ وہ جانتے تھے وہ سو نہیں رہی تھی وہ جاگ رہی تھی لیکن اس نے دوبارہ کچھ نہیں بولا تھا۔ان کی دھمکی کارآمد

ثابت ہوئی تھی۔ انھیں یہ جان کہ خوشی بھی ہوئی کہ اس حالت میں بھی اسے اپنے بابا کی پروا ہے خود سے بڑھ کر اپنے بابا کی پروا ہے اسے ۔ہاں وہ اپنے بابا سے بہت محبت کرتی تھی۔ اپنے بابا کی شہزادی ان کے لئے تو وہ کچھ بھی کر سکتی تھی پھر اگر اسے اپنی تکلیف بھلانی بھی پڑھتی تو وہ پیچھے کبھی نا ہٹتی ۔وہ شروع سے ہی بہت سمجھدار تھی جھٹ سے ہر بات سمجھ لیا کرتی تھی ۔ لیکن بعد میں وہ لوگوں کے طعنوں کے ہاتھوں رُل گئی ۔

وہ گھر آئے تو سب پریشان کھڑے تھے کیوں کہ معمول کے مطابق آج زرا دیر ہو گئی تھی ساحل گھر پر تھا اور شازم دوسرے سکول میں تھا وہ بھی کب کا واپس آچکا تھا اسے لینے ڈرائیور جاتا تھا۔ اس کی ماں نے اس کا داخلہ دوسرے سکول میں کروایا تھا تاکہ وہ ان بھائی بہن سے دور رہے بقول ان کے کہ وہ دونوں اس کی صحبت خراب کر رہے تھے ۔

NOVEL HUT

نورے پہلے سکول وین میں جاتی لیکن بچوں کی شرارتوں سے تنگ آکر اس نے گھر میں سب بتادیا تب اس کے بابا نے کہا کہ وہ اپنی شہزادی کو خود لے کر جائیں گے اور واپسی پر بھی خود ہی لینے جایا کریں گے۔

جب سب نے اس کا چہرہ دیکھا تو سب کُچھ کُچھ تو سمجھ ہی گئے تھے کہ کچھ تو بات ضرور ہوئی ہے ۔وہ بنا کسی کی ایک سنے اوپر کی جانب دوڑی تھی ۔

ریینہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آئی تھی پچھلا ایک ہفتہ وہ لاہور رہی تھی تو وہ اسے دیکھ نہیں پائی تھی وہ اس کی غیر حاضری میں آگئی تھی تاکہ وہ اسے سرپرائز دے سکے انھیں یقین تھا وہ انھیں دیکھ کر بہت خوش ہوگی ۔

ربینہ کو اسے ایسے دیکھنے پر دکھ ہوا تھا اکثر وہ گھر اداس آیا کرتی تھی یا اگر رویا بھی کرتی تو کبھی اس قدر دکھی نہیں ہوئی تھی انھوں نے کہاں اسے اس طرح ٹوٹا ہوا دیکھا تھا ریحانہ اُن کی نورے کیلئے محبت سے خوب واقف تھی اُن کی جان بستی تھی نورے میں یوں کہو کہ اسے ریحانہ سے زیادہ ربینہ نے پالا تھا ۔ انھوں نے اسے اُس وقت سے پالا تھا جب ان کی اپنی کوئی اولاد نا تھی ۔۔اسے یوں دیکھ کر اُنھیں بہت تکلیف ہوئی تھی ۔ کہیں دور کونے میں کھڑے کسی کی بھوری آنکھوں میں نہایت فکر جھلک رہی تھی۔

پیچھے ابراھیم صاحب نے سب واقع بیان کیا تھا ۔بچوں کیلئے تو چھوٹی چھوٹی باتیں معنٰی رکھتی ہیں چھوٹی چھوٹی باتیں انھیں خوش بھی کر لیتی ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ان کا بہت بڑا نقصان بھی کر دیتی ہیں ۔

سب سے پہلے ساحل اور ریحانہ اس کے پیچھے گئے تھے مگر اس نے ان سے بھی بات کرنے سے انکار کر دیا ۔

"میں بات کر کے دیکھتی ہوں ۔ " ربینہ ریحانہ اور ساحل کو واپس آتا دیکھ وہ اس سے خود بات کرنے کا کہتی اوپر کی جانب چل دی ۔

اس نے دروازہ بند نہیں کیا تھا لیکن وہ کسی کو اندر بھی نہیں آنے دے رہی تھی اس وقت صرف ربینہ تھی جنھوں نے ہمت کی اور وہ اس کے پاس گئیں۔

وہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو وہ بیڈ سے ٹیک لگائے نیچے بیٹھی تھی ۔ بال سارے پونی سے باہر کو بکھرے ہوئے تھے چہرے پر کالے نشان ، کپڑوں اور جوتوں پر کیچڑ لگا تھا۔

اسے یوں چپ چاپ بیٹھے زمین کو تکتے دیکھ ان کا دل کسی نے جھکڑا تھا انھوں نے آہستہ آہستہ قدم اس کی جانب بڑھائے ۔ لیکن اچھی بات یہ تھی کہ اس نے سب کی طرح ربینہ کو منع نہیں کیا تھا وہ انھیں منع نہیں کر سکتی تھی وہ چپ تھی بالکل چپ ۔

"یوں چپ کیوں بیٹھی ہو بچے کچھ بولو دیکھو میں تمھارے پاس آئی ہوں مجھ سے بھی بات نہیں کروگی ہاں؟؟" اسے یوں چپ دیکھ وہ بات کا آغاز کر گئی کچھ بھی کر کے وہ اب اسے بولنے پر اُکسا رہی تھیں۔

وہ کچھ نا بولی بالکل چپ چاپ بیٹھی رہی۔اب وہ کھڑکی کے باہر لگے درخت کو تک رہی تھی۔۔۔ ربینہ نے بھی اس درخت کو دیکھا۔

"تمھیں وہ درخت کے پتے والی کہانی پتہ ہے۔۔؟؟"ایک آخری کوشش انھوں نے اپنی طرف سے کی چاہے بات بن جائے، اسے کہانیاں سننا بہت پسند تھا۔ ربینہ کو بخوبی اندازہ تھا۔

"وہ چینٹی اور فاختہ والی کہانی۔"جواب بہت دیر بعد آیا اس نے ان کی طرف دیکھا نہیں مگر جاننا ضرور چاہا کہ وہ کون سی کہانی کی بات کر رہی ہیں آخر۔

NOVEL HUT

اس کی آواز سنتے وہ مسکرا دی تھی۔

"نہیں یہ دوسری کہانی ہے شاید تم نے نہیں سنی۔" اب کی بار وہ مطمئن ہو کر ٹیک لگا کر بیٹھ گئ۔

"کون سی کہانی ہے یہ آپ سنائیں گی نہیں مجھے۔" اب کی بار وہ پوری طرح ان کی طرف مڑ گئی، جیسے وہ کہانی سننے کے لئے تیار تھی۔ معصوم آنکھیں آٹھ ہے انھیں دیکھ رہی تھی۔

NOVEL HUT

اب کی بار ریبنہ کھل کر مسکرائی تھی۔ وہاں کوئی اور بھی دیوار کے پیچھے کھڑا مسکرایا تھا لیکن ناجانے کون۔۔۔؟؟؟

(یہ کہانی ہے دو بہنوں کی ....جب چھوٹی بہن بہت بیمار ہوتی ہے اور وہ جینے کی امید چھوڑ دیتی ہے ان کے گھر کے باہر ایک گھنا درخت ہوتا ہے ۔۔وہ بیمار لڑکی روز اس درخت کو دیکھتی رہتی ہے اور اس کے گرتے ہوئے پتوں کو جب اس درخت کا آخری پتہ بچ جاتا ہے تو وہ روز اسے دیکھتی ہے اور اپنے جینے کی امید کھوتی رہتی ہے کہ اس درخت کے گِرتے پتوں کے ساتھ ساتھ اس کی زندگی بھی ختم ہو جائے گی ۔

ایک دن اس کی بہن اسے وہاں کھڑا دیکھ پوچھ لیتی ہے ۔

NOVEL HUT

"یہاں کیوں کھڑی ہو اور کیا دیکھ رہی ہو؟؟۔"

تو وہ جواب دیتی ہے ۔

"آپی آپ وہ درخت دیکھ رہی ہیں ۔"

تو وہ کہتی ہے۔۔

"ہاں ۔یہ بہت پرانا درخت ہے ۔" اب کی بار دوسری بہن بھی اس کے ساتھ آکر کھڑی ہوکر اس درخت کو دیکھتی ہے ۔

"دیکھو اس کے سارے پتے گِر گئے ہیں بس ایک آخری پتہ بچا ہے ۔" چھوٹی بہن اب بھی وہاں دیکھتے ہوئے کہتی ہے ۔۔

"ہاں اس کے سارے پتے گِر گئے ہیں۔"

تو چھوٹی بہن واپس سے کہتی ہے۔

"جس دن یہ آخری پتا گِرے گا نا تو اس پتے کے گرنے کے ساتھ میں بھی مر جاؤں گی۔"

تو اس کی بڑی بہت اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتی کہتی ہے۔

"تم فکر نا کرو تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی اور وہ پتہ کبھی نہیں گرے گا"۔ اتنا کہتی بڑی بہن چلی جاتی ہے۔

NOVEL HUT

اور جب وہ اگلے دن اٹھتی ہے وہ پتی وہیں کا وہیں ہوتا ہے ۔پھر دوسرا دن۔۔پھر تیسرا۔۔ اور وہ پتہ وہیں کا وہیں کھڑا رہتا ہے ۔چھوٹی لڑکی کی امید واپس آنے لگتی ہے اور جینے کی خواہش بڑھنے لگتی ہے اور ایک دن آجاتا ہے جب وہ بالکل صحت یاب ہو جاتی ہے تو اپنے کمرے سے اس درخت کو دیکھتی ہے اور سوچتی ہے یہ پتہ آخر کیوں نہیں گِرا اور اسے نزدیک سے دیکھنے کا سوچتی اس درخت کے پاس جاتی ہے۔

"تو جب وہ وہاں جاتی ہے تو پتہ ہے کیا دیکھتی ہے ؟؟" اب کی بار ربینہ نے نورے سے سوال کیا تو اس نے ناں میں سر ہلایا ۔ وہ بہت دلچسپی سے کہانی سُن رہی تھی۔

NOVEL HUT

'وہ دیکھتی ہے کہ۔۔"

"کیا دیکھتی ہے۔" اب نورے کو فکر ستانے لگی کہ وہ لڑکی وہاں کیا دیکھتی ہے اور اسے جاننے کی بہت جلدی ہوتی ہے وہ ربینہ کو بھی بولنے نہیں دے رہی ہوتی یہ اُس کی بچپن کی عادت ہوتی ہے وہ جتنے لگن سے پوری کہانی سناتی ہے اس کا نتیجہ جاننے کے لئے وہ اتنی ہی بے تاب ہوتی ہے ۔۔

"وہ دیکھتی ہے کہ ۔۔۔" اور ربینہ کی بات کوئی بیچ میں ہی کاٹ دیتا ہے۔۔

"کہ وہ پتہ نکلی ہوتا ہے اور وہ نکلی پتہ اس کی بڑی بہن نے بنایا ہوتا ہے تاکہ اس کی امید نا ٹوٹے اور وہ ٹھیک ہو جائے اور وہ واقعی ٹھیک ہو جاتی ہے ۔" بھوری آنکھوں والا مسکراتے ہوئے اسے نتیجہ بتا گیا تھا ۔

اور وہ مسکرانے لگی وہ واقعی نتیجہ جان کر خوش ہوئی تھی ۔

ریبنہ بھی مسکرا دی تھی ۔

بھوری آنکھوں والا تو پہلے ہی مسکرا رہا تھا ۔

"بچے زندگی بہت قیمتی ہوتی ہے اسے اس طرح کسی کے لئے بھی ضائع نہیں کرتے نا خود کو دُکھ دیتے ہیں آپ کو پتا ہے جب آپ پریشان ہوتی ہیں تو آپ کے گھر والوں کو کتنا دکھ ہوتا ہوگا کیا پتا وہ کھانا کھاتے ہوں گے نہیں ؟ ۔کیا پتا وہ رات کو سو پاتے ہوں گے کہ نہیں ؟ کیا تمھیں جان کر اچھا لگا گا کہ کوئی تمھاری وجہ سے یوں پریشان ہو ، یا وہ بھوکا سوئے ۔۔؟؟"
اب کی بار وہ جواب کی منتظر رہی ۔

"خالہ جان وہ مجھے اچھا نہیں لگتا سب مجھے تنگ کرتے ہیں ، پتا نہیں میں ایسی کیوں ہوں ، میں اللہ تعالٰی سے شکایت نہیں کر رہی لیکن مجھے بہت برا لگتا ہے جب مجھے کوئی کہتا ہے تم

بدصورت ہو۔۔اور آج تو میں بہت ہرٹ ہوئی ہوں خالہ سب نے مجھے کہا تم منحوس ہو، سب نے میرے اوپر کیچر پھینکا میرا مزاق بنایا میں وہاں اکیلی تھی وہ سب ساتھ تھے میں کچھ بھی نہیں بول پائی۔ " یہ کہتے وہ دوبارہ سر جھکا گئی اب کی بار اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

رمینہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔

" تمھیں پتا ہے اکیلے کون ہوتا ہے۔ " تو اس نے محض ناں میں سر ہلایا۔

"کوئین۔ "

"کوئین اکیلی ہوتی ہے ہمیشہ وہ اپنے فیصلے خود کرتی ہے وہ اپنی جنگ خود لڑتی ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتی وہ اپنی مرضی کرتی ہے کوئین پر کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی اور جب وہ کچھ کرتی ہے تو کوئی اسے روک نہیں سکتا وہ سب سے بڑی ہوتی ہے ، وہ حکم ماننے والی نہیں حکم دینے والی ہوتی ہے ۔ " ریینہ بہت میٹھے انداز میں بول رہی تھی۔ ریینہ کی بات سنتے وہ ان کے کندھے سے ہٹتی ٹکر ٹکر ان کا چہرہ دیکھنے لگتی ہے ۔

"تو کیا میں کوئین ہوں خالہ۔؟؟ "معصومیت سے پلکیں چپکاتے ہوئے کہتی ہے اس کے سوال پر ریینہ مسکرادیتی ہے ۔

NOVEL HUT

"ہاں بچے ! تم کوئین ہو ۔تم اب بڑی ہو رہی ہو تمھیں مضبوط بننا پڑے گا اگر کوئی تمھارے رنگ کے بارے میں کچھ کہتا ہے تو کہے بلکہ ہزار بار کہے تمھیں فرق نہیں پڑھنا چاہیئے کہ کون کیا کہتا ہے تمھارے بارے میں تم درگزر کر دیا کرو جب تم اگنور کرو گی نا تو

انھیں اندازہ ہوگا وہ بول کر خود کو ہی ہلکان کر رہے ہیں ، تمھیں ان کی باتوں سے فرق نہیں پڑھ رہا ۔۔کیا تم مضبوط بنو گی ؟؟ اپنے ماما بابا کے لیے ساحل کے لیے میرے لیے ہم سب کے لیے ؟؟" اور وہ کچھ دیر تک سر جھکائے خاموش رہی اور پھر سر اٹھا کر مسکرا دی ۔

"میں بنوں گی مضبوط خالہ ! کیوں کہ میں کوئین ہوں اور کوئین کسی سے نہیں ڈرتی ہے بلکہ وہ ڈراتی ہے ، وہ حکم دیتی ہے ، میں کوئین بن کر دکھاؤں گی خالہ ! میں اپنے ماباباکو کبھی پریشان نہیں کروں گی، اب میں بہادر بنوں گی ۔ " وہ بہت اعتماد سے مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی اور ربینہ کو اس پر ناز ہو رہا تھا وہ انمول تھی بہت انمول ۔

ربینہ نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوم لیا۔

NOVEL HUT

" شاباش ! چلو اب تم جاکر فریش ہو جاؤ جلدی سے اور پھر آؤ سب مل کر کھانا کھاتے ہیں ۔ " ربینہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نورے نے واشروم کا رخ کیا کچھ دیر بعد جب وہ باہر آئی تو وہ بہت مختلف لگ رہی تھی اس نے سیاہ رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے بالوں کو پونی میں باندھ لیا تھا کچھ دیر پہلے والا حلیہ اب بالکل درست ہو چکا تھا اب وہ مسکرا رہی تھی ۔

"شاباش بچے آجاؤ نیچے چلیں۔ " وہ ربینہ کا ہاتھ تھامے نیچے آگئی تھی اسے مسکراتے ہوئے اُترتا دیکھ سب ہی مسکرادیے تھے ۔

NOVEL HUT

"سب دھیان سے سُن لیں اب ہم پچھلی کوئی بات نہیں دہرائیں گے بلکہ اب ہم ایک نئی شروعات کریں گے ، ہے نا نورے ! " ربینہ مسکراتے ہوئے نورے کی طرف دیکھتی ہوئے بولی بدلے میں وہ بھی مسکرا کر اثبات میں سرہلا گئی ۔

اور اس کے چہرے کی چمک دیکھ پورے گھر میں رونک واپس لوٹ آئی تھی۔ ایسی ہی تو ہے وہ، کسی کے غم کو خوشی میں تبدیل کرنے والی، کسی کی اندھیری زندگی میں روشنی بکھیر دینے والی۔

"وہ کوئی عام تو نہیں وہ انمول ہے۔ "

سب مل بیٹھ کھانا کھاتے ہیں، کھانا کھانے کے بعد اب سب بیٹھے باتیں کرنے میں مگن ہوجاتے ہیں اور باتوں باتوں میں وقت کا پتا ہی نہیں چلتا ۔

NOVEL HUT

"روبی میری بات سننا زرا ۔" ریحانہ ان کے پاس جھکتے آہستہ سے کہتی ہیں۔

وہ انھیں لئے اوپر کمرے میں آجاتی ہیں ۔

"کیا ہوا تھا اسے اور تم نے اسے کیسے منایا کچھ کہا تھا اس نے تم سے ؟" وہ پریشان نظر آرہی تھی ۔

"کچھ بھی نہیں کہا اس نے ۔ میں نے بس اسے ایک کہانی سنائی تھی اور اسے سمجھایا تھا اور وہ میری پیاری بچی ہے نا وہ سب سمجھ گئی ۔" اب کی بار وہ مسکرائی تھی ۔

ریحانہ نے جھٹ سے انھیں گلے لگا لیا ان کی آنکھوں میں آنسو جھلک رہے تھے وہ خاموش تھی لیکن ربینہ سب سمجھ گئی تھی ان کے بنا بولے ہی ان کے سارے الفاظ انہوں نے جان لئے تھے ۔

"مجھے بھی دیر ہو رہی ہے اب ریحانہ میں بس مصطفٰی کو دیکھوں وہ کہاں ہے ۔"

دونوں اب الگ ہوئی ریحانہ اپنی آنکھی صاف کر رہی تھی اور ربینہ اٹھ کھڑی ہوئی ۔

"امی آپ کو بابا بلا رہے ہیں ۔ " ریحانہ کو ربینہ سے الگ ہوتے دیکھ نورے مسکراتے ہوئے بولی تھی جب وہ آئی تو کچھ دیر اپنے ماں اور خالہ کو تکتی رہی کتنا پیارا منظر تھا جب وہ اپنی خالہ اور ماں کو ایسے دیکھ رہی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد انھیں مخاطب کیا ۔۔

"روبی میں بس ابھی آئی ۔ " ریحانہ ربینہ کا کندھا تھپتھپاتے باہر چلی گئی ۔

NOVEL HUT

"آپ پھر کب آئیں گی خالہ مجھے ایک اور سٹوری سننی ہے آپ سے۔ " وہ جھٹ سے ربینہ کے پاس آئی تھی اسے وقت کمرے میں کوئی اور بھی داخل ہوا تھا۔

"بہت جلد آؤں گی میں اپنی بچی سے ملنے۔ " وہ اس کے گال کھینچتے ہوئے محبت سے کہتی ہیں ۔

"کیا تم مصطفٰی سے ملی ہو، اس کا ایڈمشن بھی تمھارے سکول میں کروایا ہے اب دونوں ساتھ ساتھ آیا جایا کروگے۔ " وہ مسکراتے ہوئے اس کا ماتھا چومتی اسے بتا رہی تھی ۔

ربینہ کی بات سنتے اس نے پیچھے دیکھا جہاں وہ کھڑا تھا اس کے پیچھے دیکھنے پر بھوری آنکھوں والا ہلکا سا مسکرایا بدلے میں وہ بھی مسکرا دی.

" چلو مصطفٰی گھر چلنا ہے بچے دیر ہورہی ہے۔ " ربینہ کمرے سے باہر کی طرف چل دی۔

"جی ممی آتا ہوں۔ " اس نے پیچھے سے آواز لگائی ۔

"کیا آپ میری دوست بنیں گی۔؟؟" مصطفٰی نے جلدی سے اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتے کہا۔

"فرینڈز؟؟" ہاتھ پھیلائے سوالیہ انداز میں پوچھا ۔

نورے نے پہلے اسے دیکھا اور پھر اس کے پھیلائے ہاتھ کو اور پھر اس کا ہاتھ تھامتی مسکراتے ہوئے بولی ۔

" فرینڈز۔ "

مصطفٰی بھی مسکرا دیا۔

"مائے سیلف مصطفٰی۔"

"اینڈ مائے سیلف نورے گُل۔"

اب وہ دونوں مسکراتے ہوئے اپنا اپنا تعارف نئے سرے سے ایک دوسرے سے کروا رہے تھے، جانتے تو ایک دوسرے کو پہلے سے تھے مگر آج یہ ان کی دوستی کی شروعات تھی ۔

NOVEL HUT

'ایک نیا آغاز ایک نئی کہانی'

"مصطفٰی آجاؤ بچے۔" نیچے سے ربینہ کی آواز آئی۔

"آیا ممی۔" اور وہ جانے کا لے لئے بھاگا۔لیکن دروازے پر رُک گیا اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"کل سکول میں ملاقات ہوگی، فرینڈ!" اور بنا آگے پیچھے دیکھتا باہر کو بھاگا۔

NOVEL HUT

"آرام سے۔" لیکن وہ سنتا تو نا وہ جا چکا تھا۔

مصطفٰی بہت کم گو تھا وہ کم ہی کسی کو دوست بناتا تھا اور بات تو وہ بس کام کے وقت کرتا تھا لیکن نورے اس کی کزن تھی اس کے باوجود ان میں بات نا ہو پاتی تھی ان کی عمر میں دو سال کا فرق تھا ۔ مصطفٰی نورے سے دو سال چھوٹا تھا ، وہ نورے کے گھر بھی بہت کم کم آتا تھا اور جب جب آتا تھا اس سانولی سی لڑکی کو دیکھتا رہتا تھا جو کہ اس کی ماں سے بہت اٹیچ تھی وہ ان کے آنے سے کھل سی جاتی تھی ۔ وہ سانولی ہی سہی مگر وہ بہت خوبصورت تھی بس دیکھنے والے کی نظر ہونی چاہیئے اس کی آنکھوں میں ایک الگ سی چمک تھی ، اس نے بہت بار چاہا کہ وہ اس سے بات کر سکے لیکن وہ نا کر پاتا تھا ، اگر وہ کم گو نا ہوتا تو وہ یہ کام باآسانی کر لیتا ۔

NOVEL HUT

ربینہ جو کہ ریحانہ کی چھوٹی بہن تھی جن کی شادی اپنے ابّا کے دوست کے بیٹے سے ہوئی تھی ربینہ کی شادی کراچی میں ہی ہوئی تھی اور خلیل صاحب کا کاروبار بھی کراچی میں ہی تھا لیکن ان کا خاندان لاہور میں تھا ، اپنے کام کی وجہ سے وہ کراچی میں ہی سیٹل ہو گئے

تھے لیکن اپنے گھر بار چھٹیوں میں چکر ضرور لگاتے تھے پہلے اکیلے اور شادی کے بعد اپنی فیملی کے ساتھ ، جب ربینہ کو بھی لاہور جانا پڑھتا تو وہ نورے سے روز وہاں سے کال پر بات کرتی تھی اس طرح ان کے اپنے دل کو بھی تسلی رہتی تھی ۔

نورے کا کوئی دوست نا تھا مصطفٰی کی دوستی پر وہ بہت خوش تھی کہ اب اس کا بھی دوست ہے جس سے وہ باتیں شیئر کرے گی اس کے ساتھ کھیلے گی۔اس نے بہت مشکلیں دیکھی تھی چھوٹی سی عمر میں اپنے لیے اس قسم کے نفرت آس پاس دیکھنا اسے توڑ گیا تھا۔ایسا نھیں تھا کہ اسے کوئی سمجھتا نہیں تھا یا اسے کسی کا سہارا نہیں تھا سب اسے سمجھاتے تھے اس کا سب سے بڑا سہارا ساحل تھا جو اسے گڑیا کی مانندپیار کرتا ، اسے یہ احساس دلاتا تھا کہ اس جیسی بہن کسی کی نہیں وہ بہت خوش نصیب ہے ۔لیکن ایسا ہوتا ہے کبھی کبھی کسی کا بولنا ہمارے لیے بہت معنٰی رکھتا ہے اس کا احساس اس کی پروا اسکا سمجھانا ایک الگ کردار ادا کرتا ہے ہماری زندگی میں جو چاہ کر بھی کوئی اور نھیں کر

NOVEL HUT

سکتا۔ایسے میں اس وقت اس کی زندگی میں وہ کردار جس نے ادا کیا اور جو نورے کا مضبوط سہارا بنی وہ تھی اس کی خالہ جو اس کی ماں کی چھوٹی بہن تھی۔اُنھیں نورے بہت عزیز تھی۔ وہ اس کا سہارا بنی اسے سمجھایا بھروسہ دلایا خوصورتی سے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا اصل خوبصورتی تو سیرت سے ہوتی ہے نا کہ صورت سے۔ وہ کمزور تو نا تھی لیکن لوگوں کی تانوں نے اسے کمزور کر دیا تھا شروع شروع میں وہ چھوٹی ہی سہی مگر اپنا دفاع کرتی تھی جواب دیا کرتی تھی۔ پھر آخر کار کب تک تانے سنتی رہی اور کرتے کرتے وہ لوگوں کی باتوں کو اتنا دل پر لینے لگی کہ وہ بکھر سی گئی۔کیا اس کا خوشیوں پر حق نا تھا ؟کیا اس کا حق نا تھا کہ وہ عام بچوں کی طرح جی سکے؟ اس وقت جب اسے اپنی ماں جیسی خالہ کا ساتھ ملا ان کا سمجھانا ، ان کا ہر ایک قدم اسے ایک نئی کرن کی طرف لے جاتا چلا گیا اور وہ وقت آیا جب وہ اٹھ کھڑی ہوئی اسے ایسا کرنے میں وقت لگا تھا۔ پھر اس نے اپنے آپ کو تسلیم کر لیا۔ اپنے لیے کھڑا ہونا سیکھ لیا اور یہ جانا کہ انسان کی اصل خوبصورتی کیا ہوتی ہے اصل خوبصورتی انسان کے کردار سے ہوتی ہے ۔انسان کا کردار اس کی اصل پہچان ہے نا کہ اس کی رنگت۔

ایک دن جب محلے کی عورت نے اسے اس کی سیاہ رنگت پر کوسا اور کہا کہ ماں باپ کے لیئے ایک دھبا ہے ایک سیاہ دھبا ۔ اس سانولی لڑکی سے شادی کون کرے گا۔یہ تو سب کیلئے منحوس ٹھہرے گی اس عورت نے تماشہ کھڑا کیا تو سب اکھٹے ہو گئے اس وقت نورے تھوڑی بڑی ہوچکی تھی وہ آٹھویں جماعت میں تھی۔

تو اس نے محض اتنا کہا کہ "مجھے فرق نہیں پڑھتا میرے بارے میں کوئی کیا کہتا ہے کیوں کہ انسان خدا نہیں ہوتا اور مجھے فخر ہے اپنے آپ پر اور افسوس ہے آپ کی سوچ پر جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے جسے واحد معبود تو مانتے ہیں لیکن اسی معبود کی تخلیق پر اس طرح کیچڑ اچھالتے ہیں اس پر سوال اٹھاتے ہیں کبھی سوچا ہے جب روز محشر سوال کیا جائے گا تو کیا جوب دیں گی آپ ؟ کبھی سوچا ہے؟آپ اپنا سوچیں میرے بارے میں فکر نا کریں میں دھبہ بھی ہوں تو اپنے لیے ہوں کم سے کم آپ کی طرح کسی پر کیچڑ نھیں اُچھالتی اس

لیے آپ مجھے میرے حال پر رہنے دیں خدا بننے کی کوشش نا کریں ۔وہ دن اور آج کا دن تھا کہ محلے والوں کو چُپ لگ گئی تھی حالانکہ اتنا کچھ تو اس نے نہیں کہا تھا لیکن وہ جو تھوڑے الفاظ اس نے استعمال کیے تھے وہ بہت بھاری الفاظ تھے اگر کوئی ان پر سوچتا تو دوبارہ وہ الفاظ کبھی نا استعمال کرتا۔(انھیں کوئی حق نا تھا کہ وہ خدا کی تخلیق پر کوئی سوال اٹھاتے ، جو انسان جیسا بنایا گیا ہے اپنے آپ میں خوبصورت ہے ، ہر اک شے کی اپنی ایک الگ پہچان ہے۔)

" خوبصورتی اور بدصورتی کا فیصلہ کرنے والی محض وہی ذات ہے جس نے اس کائینات کو بنایا ، اُسی نے ہر شے کو پیدا کیا ہے اور بے شک وہی عزت دینے والا ہے ۔"

انسان کو ایک بات ہمیشہ ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ اس کا خوبصورت ہونا نا ہونا کوئی معنٰی نہیں رکھتا بلکہ اس کے اخلاق اس کی خوش اسلوبی اس کی سیرت یہ سب معنٰی رکھتا ہے ۔

NOVEL HUT

انسان اپنے آپ کو خوبصورت بنانے میں اکثر اپنی آخرت برباد کر دیتا ہے اگر یہی محنت وہ اپنے اخلاق کو سنوارنے میں لگائے تو وہ ایک بہتر انسان ثابت ہو سکتا ہے ۔ ہر ایک انسان کہی نا کہی دوسرے کے زخم بھرنے کی طاقت ضرور رکھتا ہے ضرورت ہے تو محض ایک جزبے کی جو ہر کسی کے پاس نہیں ہوتا ۔ اگر ایک انسان اگلے انسان کی تمام خامیوں کو پرے رکھے اسے عزت کی نظر سے دیکھے بنا کسی رنگ و عمر کے فرق کو رکھے بغیر تو یہ دنیا کا نظام واقعی زیادہ نا سہی تو کچھ حد تک ضرور بہتر ہو سکتا ہے ۔ اپنا اخلاق ایسا بنائیں اپنی شخصیت ایسی بنائیں کہ آپ دوسروں کے غم کو سمیٹنے کی طاقت رکھنے کے قابل ہوں آپ اگلے کی زندگی میں تھوڑی آسانیاں لا سکیں ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"ہیلو۔" کسی آواز پر نورے یکدم پیچھے مڑی تھی۔ مڑنے پر دیکھا تو ٹھیک اس کے سامنے مصطفٰی کھڑا تھا۔ وہ درخت کے سائے تلے بیٹھی تھی اور وہ تھوڑا فاصلے پر تھا اس کے سر پر سایہ نا ہونے کی وجہ سے دھوپ سیدھی اس کے چہرے پر پڑھ رہی تھی۔ سورج کی روشنی میں اس کی بھوری آنکھیں چمک رہی تھی۔

"ہائے۔"

NOVEL HUT

"آپ اکیلی کیوں بیٹھی ہیں۔" مصطفٰی نے اسے یوں ہی اکیلے بیٹھے دیکھا تو وہاں چلا آیا۔

"وہ بس میرا دل کیا تھوڑی دیر یہاں بیٹھ کر ٹھنڈی ہوا محسوس کروں۔" اس نے

"کیا میں بھی یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔"

"ہاں کیوں نہیں۔" نورے مسکرا کر بولی۔ تو وہ بھی وہاں اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"سکول تو بہت اچھا ہے آپ کا میرا یہاں بہت جلدی دل لگ گیا ورنہ مجھے ایڈجسٹ ہونے میں وقت لگتا ہے۔" وہ اس کا چہرہ دیکھ کہتا ہے۔

NOVEL HUT

"تم بہت انجوائے کرو گے یہاں سب کچھ ہی بہت اچھا ہے۔" نورے مسکرا کر بولی۔ تو وہ محض سر ہلا گیا۔

"بریک ختم ہو گئی ہے چلیں نور کلاس میں چلتے ہیں۔"بیل کی آواز سنتے وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا۔

"ایک منٹ رکو تم نے کیا کہا۔؟"نورے کی آنکھیں زرا چھوٹی ہوئی تھیں۔

"میں نے کہا کلاس میں چلیں۔"

"نہیں اس سے پہلے تم نے کس نام سے پکارا۔"

NOVEL HUT

"آ اچھا وہ میں نے آپ کو نور بلایا۔" اس نے کہتے اس کی طرف دیکھا تو وہ کچھ بولی نہیں مگر چہرہ دیکھتے جیسے وہ جان گیا وہ کیا پوچھنا چاہ رہی(یعنی تم نے مجھے نور کیوں کہا میرا نام تو 'نورے گُل' ہے۔)

"ایکچلی آپ کا نام بہت پیارا ہے مگر تھوڑا بڑا ہے تو مجھے لگا میں آپ کو ایک نِک نیم دوں۔" اپنا کان دائیں ہاتھ کی دو انگلیوں میں پکڑے معصومیت سے کہا۔

"کیا آپ کو برا لگا اگر لگا تو میں نہیں کہوں گا دوبارہ۔" اسے چپ بیٹھے دیکھ مصطفٰی نے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں تم کہہ سکتے ہو۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔ اس کی بات پر وہ مسکرایا تھا۔ اسے اچھا لگا تھا اس نے اسے بہت خوبصورت نام دیا ہے۔

"تو پھر چلیں۔" اس کے کہنے پر وہ اٹھتی اس کے ساتھ چلنے لگے راستے میں ہلکی ہلکی اِدھر اُدھر کی باتیں جاری تھیں۔

آہستہ آہستہ ان دونوں میں بہت اچھی دوستی ہوگئی تھی ۔سکول میں اگر کوئی نورے کو تنگ کرنے کی کوشش بھی کرتا تو مصطفٰی اس کے ساتھ کھڑا رہتا وہ جیسے اس کا محافظ تھا۔ چھوٹی چھوٹی کوششیں کرتا تاکہ اس کے چہرے پر ایک جھلک مکسراہٹ کی دیکھ سکے ۔نورے کو اب کوئی پریشان نہیں کرتا تھا۔ مصطفٰی کی دوستی پر وہ بہت خوش تھی۔ دونوں ساتھ ساتھ آیا جایا کرتے۔ کبھی نورے واپسی پر ان کے گھر چلی جاتی پھر اسے ساحل لینے چلا جاتا یا اس کے بابا۔ وہ اب بڑی ہو رہی تھی۔ نورے کی ایک اور دوست بھی بن گئی تھی جس کا نام عائشہ تھا وہ مائگریٹ سٹوڈنٹ تھی وہ اس سے چھوٹی ہی سہی مگر اس کی کم عمری پر پڑھائی شروع کرنے کی وجہ سے وہ نورے کی ہم جماعت تھی۔ ان دونوں کی اچھی خاصی دوستی ہوگئی تھی۔

NOVEL HUT

پھر سکول سے کالج کب شروع ہوا کچھ پتا ہی نہیں چلا۔

☆★☆★☆★

مصطفٰی نورے کو اکثر پارک لے جایا کرتا وہ دونوں گھنٹوں بیٹھ باتیں کرتے کبھی اگر اسے دیر ہو جاتی تو وہ ربینہ کے ہاں ہی رک جاتی ۔ اکثر ان کا شام میں ہی پلین بنتا تھا اس وقت پارک میں خوب چہل پہل ہوتی تھی موسم بھی کافی اچھا رہتا تھا اور پارک اکثر دوپہر کے بعد ہی کھلتے تھے۔اس لیے وہ اسے عصر کے بعد ہی لے جایا کرتا تھا زیادہ تر وہ نورے کے گھر کے پاس والے پارک میں جاتے تھے تاکہ وہ اسے وقت پر گھر چھوڑ سکے مصطفٰی کے گھر

سے پارک تک اتنا فاصلہ نہیں تھا چند منٹ کی دوری لیکن نورے کے گھر کے مقابلے مصطفٰی کا گھر زرا فاصلے پر پڑتا تھا۔۔

"میں آپ کو کچھ دینا چاہتا ہوں ۔ "آج بھی شام ہونے کے قریب اسے پارک لے آیا تھا۔

"کیا ؟" نورے نے اس کی آنکھوں میں دیکھ پوچھا ۔

NOVEL HUT

"یہ لیں ۔ "کہتے ساتھ اس نے اپنی ہتھیلی سامنے کی جس پر ایک نہایت ہی پیارا رنگ برنگے پھولوں کے ملاپ سے بنا ایک چھوٹا سا گلدستہ تھا ۔ مانو جیسے کسی بچے کے بہلانے کے لئے بنایا گیا ہو ۔ اس گلدستے میں مصطفٰی نے کچھ پھول جمع کرکے انھیں ایک بڑے پتے کے ساتھ ایک گلاب کی ڈنڈی کے ساتھ باندھا ہوا تھا دکھنے میں وہ بلکل کسی پروفیشنل

گلدستے کی طرح لگ رہا تھا جو عام طور پر لوگ کسی تقریب کے موقعوں پر ایک دوسرے کو دیتے ہیں ۔

"یہ کتنا کیوٹ ہے ۔" نورے کی آنکھیں چھوٹی سی ہوگئی ۔ وہ ایسے خوش ہورہی تھی جیسے کوئی بچا اپنا فیورٹ کھلونا دیکھ کر ہوتا ہے ۔

"ہے نا ۔" مصطفٰی نے اس کا چہرہ دیکھتے کہا ۔

NOVEL HUT

"یہ کیسے بنایا تم نے ۔" نورے نے سر اٹھا کر اس سے پوچھا اور پھر واپس سے اسے موڑ موڑ کر دیکھا ساتھ ساتھ مسکرا بھی رہی ہوتی ہے ۔

" بس بنا دیا آپ کو پسند آیا ۔ " ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالتے وہ مسکراتے ہوئے بولا ۔

" بہت ، یہ بہت پیارا ہے ۔ " اس کے کہنے پر مصطفٰی دل سے مسکرادیا ۔پھر اس کے ساتھ ساتھ چلنے گا ۔

پھر وہ اس کی عادت بن گئی تھی وہ جب بھی پارک آتے مصطفٰی اسے وہ چھوٹا سا گلدستہ بنا کر دے دیتا اور وہ دیکھ وہ بہت خوش ہوتی تھی ۔

☆★☆★☆★

حال

"بس بس بھائی اب گیٹ کے اندر اتارنے کا ارادہ ہے کیا۔مانا کہ آپ اس بوڑھی چمکیلی کو ہیلی کاپٹر سمجھتے ہیں مگر اب ایسا بھی کیا اترانا جو آپ مجھے شو آف کے لیے گھر کے اندر لینڈ کروائیں حوصلہ رکھیں مجھے ادھر ہی اتار دیں بڑی مہربانی ہوگی پائلٹ صاحب۔ "گاڑی کی تیز سپیڈ کو دیکھتے اس نے پہلے اسے روکنے کی کوشش کی بعد میں اسے خوب جلا ڈالا ۔

NOVEL HUT

(لو بھئی کوئی اس وقت ساحل کی شکل دیکھتا تو بتاتا کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے ، کوئی کسی کی گاڑی کو ایسا کہتا ہے کیا نورے ناٹ فیئر سوری کہو شاباش) ساحل کا تو مانو اپنی چمکیلی کے بارے میں اس قسم کے الفاظ سن کر دماغ گھوم گیا تھا بمشکل اس نے ضبط کیا

۔

[ناجانے یہ لڑکوں کو اپنی گاڑیوں سے (چاہے وہ بائک ہو ،کار ہو، یا کسی اور قسم کی گاڑی) اتنا لگاؤ کیوں ہوتا ہے مانو کے گاڑی نا ہوگئی ان کی اولاد ہوگئی ، پٹرول وغیرہ تو ایسے ڈلوانے جاتے ہیں مانو ڈائپر چینج کروا رہے ہوں توبہ توبہ کوئی ان کے سامنے ان کی گاڑی کو برا بھلا کہہ کر تو دیکھے ، اونہوں میں نے تو کہہ دیا سوری ہاں سوری ! !]

"اس ٹائم میرا نا ٹائم ضائع ہو رہا ہے واپس آکر حساب لوں گا خیریت مناؤ اپنی گڑیا تم آکر تمھیں ہینگر میں نا لٹکایا تو میرا نام بدل دیو۔ " (کس قدر منہ کے زاویے بدل بدل کر کہا گیا یہ سب ۔تیر سہی نشانے پر لگا بھئی لڑکا تو تپ ہی گیا۔خیر ہمیں کیا بھائی بہن کا مسئلہ ہے انھیں ہی نپٹانے دیتے ہیں) ۔

NOVEL HUT

"اب اتروتاکہ میں بھی جاسکو نہیں تو وہ گدھا مجھے بھی سنہرے الفاظوں سے نوازے گا۔ " اب کی بار ہنستے ہوئے اس کی طرف رُخ کرکے کہا۔

"اچھا بھائی اللہ حافظ اپنا خیال رکھیے گا اور جلدی آجانا میں انتظار کروں گی ، اور خبردار جو اسے ڈانٹا تو ، میں بہت براپیش آوں گی ۔" اسے تنبیہ کرتی گاڑی سے اُتر گئی۔

" بعد کی بعد میں دیکھیں گے ، ابھی تو مجھے جانے دو ورنہ میں لیٹ ہو جاؤں گا اوکے گڑیا خداحافظ ۔ " ہاتھ کو اوپر اٹھائے نورے کی طرف لہرایا بدلے میں نورے نے بھی اسی انداز میں ہاتھ لہرایا اور ساحل کی گاڑی مین گیٹ سے نکلتے ہی وہ اندر کی طرف چل دی۔

"اسلام علیکم خالہ جان۔ " بہت ہی معزز انداز میں سلام کرتے ہوئے پیچھے سے انھیں حصار میں لیا (ہائے یہ خالہ بھانجی کا پیار)۔

جب نورے گھر کے اندر داخل ہوئی تو وہ کچن میں نا جانے کون سا کام کرنے میں مصروف تھیں تبھی نورے اُنھیں دیکھتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"آگئی میری بچی دیر کردی تم نے تو کہا تھا نو بجے تک آپ کے پاس ہوں گی۔" انھوں نے فریج سے پانی کی بوتل نکالی۔

"وہ خالہ جان میں نا مجھے آج اٹھنے میں دیر ہوگئی اور کسی نے اٹھایا بھی نہیں تو بس اسی لیئے۔" ان کی طرف چمکتی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے نہایت معصومانہ انداز میں بولی۔

"اچھا کوئی بات نہیں چلو میرے ساتھ چیزیں سمیٹ لو پھر باہر ساتھ میں چائے پی کر ان کا انتظار کریں گے۔"

"اس نے فون کیا تھا کہ کب تک پہنچے گا بھائی ابھی نکلے ہیں اسے لینے کہہ رہے تھے راستے سے ارمان کو بھی ساتھ لیتے جاؤں گا اور خالو کو تو وہ ویسے بھی آفس سے پک لر لینگے۔ "

"ہاں کیا تو تھا فون فلائٹ پروان چڑھنے سے پہلے کہہ رہا تھا دس بجے ف پاکستان لینڈ کرے گا اب دیکھو کب پہنچتا ہے۔ " مسکرا کر اپنی لاڈلی کو دیکھا۔

"جی خالہ جان آجائے گا بس وہاں کے اور ہمارے ٹائم میں فرق ہے تھوڑی بہت اونچ نیچ تو ہو ہی جاتی ہے بس اللہ کرے خیریت سے پہنچ جائے وہ۔ " ربینہ نے مسکر کر اس کی جانب دیکھا۔

"آمین ! آجاؤ بچے باہر چل کر بیٹھتے ہیں ادھر کا کام ہوگیا۔ " وہ چیزیں سمیٹتے ہوئے نورے سے مخاطب ہوئی۔ باقی تو نورے خود ہی سمجھ گئی تھی کہ کام واقعی ہوگیا کچن میں بھی اور باہر بھی سب چیزیں ترتیب سے رکھ دی گئی تھی ۔

"آپ نے سب اکیلے کرلیا میں کرلیتی نا آکر آپ تھک گئی ہوں گی۔ " نورے ان کے ساتھ بیٹھتے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ۔

"نہیں بچے کام سے کیا تھکنا ویسے بھی باقی کا سارا کام تنزیلہ نے کیا ہے اسے آج کام تھا تو وہ صبح جلدی ہی کام ختم کرکے چلی گئی ۔میں نے بس بریانی بنائی ہے مصطفٰی کے لیے اسے بہت پسند ہے سوچا میرا بچہ اتنے سالوں بعد آرہا ہے تو اپنے ہاتھوں سے اس کے لیے کچھ بناتی ہوں ۔" مسکراتے ہوئے نورے کا ہاتھ دباتے کہا۔(تنزیلہ ان کے گھر کام

کرتی تھی انھیں اس وقت انہوں نے کام پر رکھا تھا جب ربینہ نے سکول کے کام کا آغاز کیا تھا اور اب انھیں اس گھر میں کام کرتے بہت سال ہو گئے تھے)

"تم تو آج بہت خوش ہوگی نا۔"انہوں نے مسکراتے ہوئے اپنی لاڈلی سے پوچھا۔

" خوش خالہ میں تو بہت بہت خووو ششششش ہوں اتنا کہ میں بتا نہیں سکتی آٹھ سال انتظار کیا ہے میں نے اُس بُدھو کا اور اس کی وجہ سے میں اتنا روئی بھی ہوں آنے دیں زرا اسے گِن گِن کے بدلے لوں گی اس سے۔" اس کی بات سن کر وہ ہنس پڑی۔ کچھ وہ خود اتنی پیاری تھی اور کچھ اس کی بولنے کا انداز انھیں ہمیشہ وہ ہنسانے پر مجبور کر دیتی تھی۔

"ہاں ہاں لے لینا میں بھی تمھاری طرف ہوں۔" نورے کی طرف داری کرتے ہوئے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا ۔ کچھ دیر چائے پی کر باتیں کی پھر وہ اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ ربینہ مسکرا کر اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔

"گیارہ بج گئے ہیں خالہ ابھی تک ان کا کوئی اتا پتا نہیں۔" غیر آرام دہ انداز میں ٹہلتے ہوئے بار بار گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے جیسے وہ بہت فکر مند نظر آرہی تھی۔

" بچے آرام سے بیٹھ جاؤ ابھی کوئی مجھے سے کہہ نہیں رہا تھا کہ تھوڑی اونچ نیچ تو ہو ہی جاتی ہے اور اب ۔ " وہ اب اسے تنگ کرتے ہوئے بولی۔

"بس وہ انتظار نہیں ہو رہا ہے نا خالہ کیا کروں ۔ " اس کے انداز سے ربینہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی ۔

"آرام سے بیٹھ جاؤ تھورا وقت لگے گا بچے آجائیں گے۔" اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس اپنے ساتھ بٹھا دیا۔

"اچھا چلو مجھے تم دونوں کے بچپن کے قصے سناؤ ایسے ٹائم بھی گزر جائے گا اور تم بھی تھوڑا سکون سے بیٹھی رہو گی۔" اس کا دیھان بھٹکانے کیلئے انھیں یہ طریقہ کارآمد لگا ان کی بات سنتے تو اس کی سیاہ آنکھیں چمک اُٹھی جیسے تو وہ اس کا پسندیدہ کام تھا اپنے بچپن کے قصے سنانا اور وہ شروع ہو بھی گئی اپنی خالہ کو بچپن کی داستان سنانے میں۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

فلائٹ اپنے راستے پر رواں دواں تھی تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے ملک میں ہوگا۔یہی سوچ کر وہ بار بار مسکرا رہا تھا ۔ وہ بس کچھ دیر میں لینڈ کرنے والے تھے۔

بھوری آنکھوں کی مسکراہٹ برقرار تھی۔

آنکھوں کی سامنے بار بار کسی کا روشن چہرہ آرہا تھا جیسے اس چہرے کو دیکھنے کی اس کی خواہش کچھ ہی لمحوں میں پوری ہونے والی تھی یہ سب سوچتے سوچتے وہ کہیں اور ہی پہنچ گیا یادوں کا سلسلہ بہت طویل تھا اور خوبصورت بھی ۔

☆★☆★☆★

آٹھ سال قبل

"منظر گلستانِ جوہر۔"

(حلال پارک)

"مصطفٰی یہ دیکھو اس پارک میں اتنے پیارے پھول ہیں تم مجھے پہلے کیوں یہاں نہیں لائے۔" اس کی طرف دیکھے نورے کچھ دکھ اور افسوس کے ساتھ بولی تھی ۔(ہائے اللہ اتنے پیارے پیارے پھول ہیں دل کر رہا سارے اٹھا کر گھر لے جاؤں۔)

"میں پہلے ہی آپ کو یہاں لے آتا اگر پہلے دیکھ لیا وہ تو میں کل اپنے دوست کے ساتھ سیر کرنے نکلا تو مجھے یہ دکھ گیا پھر پتا چلا یہ کچھ وقت پہلے ہی تعمیرِ عمل میں لایا گیا ہمارے گھر سے زرا دور پڑھتا ہے مگر میں نے ٹھان لی تھی کہ آپ کو یہاں لاکر رہوں گا اور دیکھیں آج آپ یہاں کھڑی ہیں ۔ " ۔ نورے نے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں زرا چھوٹی کئے مسکراتی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا (ایسا کرتے وہ گھنگھریالے بالوں والا لڑکا نہایت پیارا لگتا تھا کیا کوئی اسے بتاتا کہ وہ یہ سب کرتے ہوئے کس حد تک پیارا لگتا ہے یقیناً نہیں بتایا ہوگا)۔ اس وقت بھی وہ مسکرا کر سب بتا رہا تھا کہ وہ کہیں اس سے ناراض ہی نا ہوجائے۔

NOVEL HUT

"ایک تو تم مجھے ناراض بھی نہیں ہونے دیتے ودنہ تو خبر لے لینی تھی میں نے آج تمھاری۔ "بظاہر ناراضگی جتائی۔ وہ اب بھی یوں ہی مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا نورے نے نظریں چراتے قدم جلدی جلدی زرا آگے کو بڑھائے تھے۔ اب مصطفٰی تھوڑا فاصلے پر کھڑا تھا۔

"ہاں مگر لی تو نہیں نا۔ " اب بھاگ کر اس کے سامنے آگیا اور دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے

۔

کچھ سوچتے ہوئے نورے کی سیاہ آنکھیں چمک اُٹھی اور اپنی مٹھی میں قید کچھ پھولوں کو یک دم اس پر اچھال دیا کچھ پتے تو اس کے منہ میں جاتے جاتے بچے اور باقی کے سارے اس کے گھنگریالے بالوں میں پھنس گئے۔ اور ادھر نورے کا ہنس ہنس کر برا حال ہو رہا تھا ۔ جو پیٹ پکڑ کر اپنے ہنسنے پر قابو پا رہی تھی۔

NOVEL HUT

وہ کچھ کہتا یا ری ایکٹ کرتا لیکن اسے چمکتی آنکھوں سے ہنستا دیکھ کر رُک گیا جو اب ہنستے ہوئے اپنی گیلی آنکھیں صاف کر رہی تھی ۔ پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا جو اسے ہی تک رہا تھا نا جانے کب سے۔

"یقین مانو بہت پیارے لگ رہے ہو ایسا لگ رہا ہے مانو کوے کے گھونسلے میں پھول کے پتے اٹکے ہوئے ہیں۔" اور وہ ایک پھر ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہونے لگی۔(واہ واہ پیارا بھی لگ رہا اور کوّے کے گھونلے جیسا بھی بات کچھ ہضم نہیں نا ہو رہی خیر ہمیں کیا لگے رہیں ساتھ میں۔۔)

وہ جو کچھ دیر رُک کر کچھ کہنے لگا تھا رک گیا آنکھوں میں حیرت اُمڈ آئی (او اللہ کوے کا گھونسلہ، یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ) وہ نہایت خفا نظر آرہا تھا جن بالوں کی لوگ تعریفیں کرتے نہیں تھکتے تھے وہ ان بالوں کو گھونسلے سے تشبیہ دے رہی تھی۔(چلو خیر کہ ابھی اسے یہ پتا نا چلا تھا کہ کوے کا گھونسلہ چڑیا کے گھونسلے سے کہیں گنا زیادہ بڑا ہوتا ہے اور خطرناک بھی دنیا جہاں کا لوہا، تاریں اور نا جانے کیا کیا لا کر کوّے اس میں بُھن دیتے ہیں مانو جیسے اُنہیں پوری عمر اسی ایک گھونسلے میں گزارنی ہو۔)

"آپی بری بات دیکھیں چڑیا کا گھونسلہ کہہ دیتی کوے کا کیوں کہا آپ بھی نا۔"

یہ کہنے والی ایک چھوٹی سی بچی تھی جو نا جانے کب سے نورے کی کارستانیاں دیکھ رہی تھی۔

بچی نے کہہ کر نورے کی طرف دیکھا اور پھر وہ دونوں ایک ساتھ ہنسنے لگی ہاتھ پر تالیاں مار مار کر ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھیں۔

NOVEL HUT

وہ بہت خفا خفا لگ رہا تھا۔ ہوتا بھی کیوں نا وہ دونوں (ایک تو وہ خود اور دوسری وہ بچی کہاں سے ٹپک پڑی) مل کر اس کے ساتھ یہ کون سا مزاق کر رہی تھیں۔ وہ بال ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے پیچھے کی طرف مڑنے لگا۔

اپنی گیلی آنکھیں صاف کرتے ہوئے اس نے مصطفٰی کی طرف دیکھا جو اب جانے لگا تھا اس کی ہنسی کو یک دم بریک لگا۔

"یار یہ کچھ زیادہ ہوگیا نا۔۔" نورے بچی کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔تو بچی نے سر اثبات میں ہلایا۔

" شاید وہ وہ ناراض ہوگئے اور ساری غلطی آپکی تھی میں نے تو کچھ نہیں کیا۔"(واہ جی واہ سارا الزام مجھ پر لگا دو اب)نورے اسے دیکھ کر رہ گئی اس کی خبر بعد میں لینے کا سوچ وہ مصطفٰی کی طرف دوڑی۔

"مصطفٰی رُک جاؤ یہ تو بس ایک مزاق تھا سوری میں تمھیں ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی ۔" اس کے ہمقدم چلتے ہانپتے ہوئے بولی۔ایک تو وہ پیچھے سے دوڑ کر آئی اور اوپر سے مصطفٰی کے چلنے کی سپیڈ توبہ توبہ ۔

اس کا ہانپتا دیکھ وہ رُک گیا اور کچھ سیکنڈ اسے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے مسکرادیا۔(اللہ کتنا پیارا لگتا تھا وہ یوں ایسے مسکراتے ہوئے۔)

"تم ہنس رہے ہو مطلب تم ناراض نہیں ہو۔" حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے نورے بولی ۔

"میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا نور۔" اس نے اتنی اپنائیت سے کہا کہ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی ۔

"تو تم کہاں جا رہے تھے ایسے۔ "

"وہ تو میں نے سوچا آپ دونوں کے لیے باہر سے کچھ کھانے کو لے آؤں اس لیے۔ "

"دونوں مطلب ۔ "نورے کو زرا حیرت ہوئی وہ کس دونوں کی بات کر رہا تھا یہاں تو صرف وہ دونوں تھے ۔

NOVEL HUT

"آپ کی نئی دوست ۔ " مصطفٰی نے انگلی سے اس بچی کی طرف اشارہ کیا۔نورے نے مڑ کر اسے دیکھا۔جسے اب اس کی ماں ہاتھ پکڑ کر لے جا رہی تھی اور وہ نورے کو دیکھتے ہوئے مسکرا رہی تھی ۔

مصطفٰی کی بات سنتے نورے ہنسی تھی ۔ وہ دوبارہ مصطفٰی کی طرف مڑی۔

"اور ادھر میں سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی کہ لو کر دیا ناراض تمھیں میں نے۔ " اب جیسے وہ کچھ مطمئن نظر آرہی تھی ۔

"بدھو ادھر لاؤ یہ تمھارے بال صاف کر دوں۔ "اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے باک صاف کرنے چاہے لیکن وہ زرا دراذ قد تھا ۔ اس نے مسکراتے ہوئے مصطفٰی کو دیکھا اور جیسے وہ دیکھنے سے ہی سب سمجھ گیا اور اس نے اس کے سامنے اپنا سر جھکا دیا تاکہ اسے آسانی ہو۔۔ اور وہ مسکراتے ہوئے اس کے سارے بال صاف کر رہی تھی۔

"شُکراً۔۔ "س نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"اٹس اوکے۔۔" مسکرا کر شُکرانا وصول کیا۔

"ایک بات پوچھوں۔۔؟" نورے نے پہلے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا پر ہاں میں سر ہلا دیا۔

"اگر میں کبھی ناراض ہوگیا تو آپ کو فرق پڑے گا۔۔؟؟" نا جانے کیوں یہ سوال پوچھا گیا (ارے بھئی زہن میں آگیا یوں ہی کیا ہوگیا ہے ہر بات پہ سینٹی نہیں ہوتے) پہلے تو وہ ہاتھ روکتی چپ سی ہوگئی پھر اس کی جانب دیکھتے بولنا شروع کیا۔

"فرق بہت چھوٹا لفظ ہے مصطفٰی تم میرے سب سے اچھے دوست ہو بچپن کے پارٹنر بلکہ ایسا بولو کرائم پارٹنر اور جب ایسا دوست ناراض ہوتا ہے تو صرف فرق نہیں پڑھتا جان جانے لگتی ہے بندے کی ۔" نور نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"سٹاپ اٹ نور بس ناراض ہونے کا پوچھا تھا یہ مرنا مرانا کہاں سے آگیا بیچ میں ۔" اور بس اِدھر اتنے میں ہی مصطفٰی کی ہوگئی ختم ۔ اسے جیسے کچھ بہت برا لگا تھا۔ وہ رُخ موڑ گیا اس سے۔

NOVEL HUT

" اچھا بابا سوری نہیں کہتی تم نے خود ہی تو پوچھا تو میں نے بتا دیا چلو اب موڈ ٹھیک کرو اپنا ۔ " مسکراتے ہوئے اس کا رُخ اپنی طرف موڑا۔ اس کی چمکتی سیاہ آنکھیں اور مسکراتا چہرہ دیکھ جیسے وہ سب بھول بھال گیا۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن آپ آئندہ ایسے نہیں بولیں گی کبھی، وعدہ کریں۔" اسے جیسے خوف لاحق ہوا۔

"اوکے بابا وعدہ اب خوش۔" نورے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا کہنا ہی اس کے لیے بہت ہوتا تھا۔

"یہ لیں۔" مصطفٰی نے ہتھیلی اس کے سامنے کی۔ نورے کی نظر جیسے ہی پڑھی وہ وہی چھوٹا سا گلدستہ اس کے سامنے کئے کھڑا تھا۔نورے نے جھٹ سے اٹھا لیا تھا۔

"تم یہ دینا نہیں بھولتے کبھی۔" نورے نے اس کی طرف دیکھا۔

"جو چیز آپ کو خوش کرے کیا میں اسے بھول سکتا ہوں۔" اس نے اس انداز میں کہا کہ نورے نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ایک تو گھنگھریالے بالوں والی مسکراتا بہت خوبصورت تھا۔

"تمھاری سمائل بہت پیاری ہے مصطفٰی ہمیشہ مسکراتے رہا کرو۔"

"کیا واقعی۔" اس نے یقین کرنا چاہا۔تو نورے نے سر کو جنبش دیتے ہاں کہا تھا وہ مسکرا رہی تھی۔

NOVEL HUT

"مجھے نہیں پتا تھا آپ کو میری سمائل اتنی پسند ہے اب تو میں یوں ہی مسکراتا رہوں گا۔" اس نے یکدم کہا تھا اور نورے ہنسنے لگی تھی۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا تھا اسی لیے آپ کو یہاں بھی لایا تھا تاکہ موڈ بھی فریش رہے اور بات بھی اچھے سے ہوجائے۔" سب باتوں میں تو وہ جیسے اصل بات کہنا بھول ہی گیا تھا جو کہنے کیلئے اسے یہاں لایا تھا۔

"ہاں بولو کیا بات ہے میں سن رہی ہوں۔" اب وہ مکمل اس کی طرف مڑ گئی۔

"ایک منٹ تم کچھ پریشان لگ رہے ہو کیا بات ہے۔" اس کے چہرے کے زاویے بدلتے دیکھ نورے نے اس سے پوچھا۔

"آجائیں ادھر بینچ پر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔" وہ اسے کہتا بینچ کی طرف بڑھنے لگا۔

NOVEL HUT

"تم مجھے ڈراؤ نہیں کیا بات ہے جو کھڑے ہوتے ہوئے نہیں ہو سکتی ہے۔" اسے جیسے فکر سی ہونے لگی۔

"ریلیکس رہیں یار سب ٹھیک ہے انفیکٹ کچھ گُڈ نیوز ہے آئیں تو سہی پہلے آپ۔" اس کا ہاتھ پکڑے اسے سائڈ پر پڑے ایک بینچ پر بٹھا دیا اور خود بھی اس کے ساتھ وہی بیٹھ گیا۔

"کیا گڈ نیوز ہے جلدی بتاؤ۔" نورے کو اب جاننے کی جلدی تھی۔

NOVEL HUT

"بتا رہا ہوں صبر تو کریں۔" مصطفٰی نے ایک لمبی سانس اندر کو کھینچی۔

"آپ کو یاد ہے میں نے سکولرشپ کے لیے اپلائے کیا تھا پچھلے سال ۔ " اس نے ایک ہاتھ سے سر کھجاتے بات کا آغاز کیا ۔

"ہاں مجھے یاد ہے اس کے لیے تم نے بہت محنت بھی کی تھی ۔" نورے کو اس کی سکالرز شپ کے لئے کی گئی محنت بخوبی یاد تھی ۔

"جی تو وہی سکولرشپ مجھے مل گئی ہے کالج کی طرف سے وہ دس لوگ جنہوں نے اپلائے کیا تھا ان دس لوگوں میں صرف میرا نام آیا ہے واحد میں سلیکٹ ہوا ہوں پورے کالج میں ۔ " وہ خوشی سے بتا رہا تھا ۔

"مط۔ مطلب تمھیں سکالرشپ مل گئی ہے ۔" حیرانگی اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ اس نے یہ الفاظ ادا کیے۔

"جی مجھے مل گئی ہے فائنلی میری محنت رنگ لائی ۔ " اسکے اس انداز پر وہ مسکرایا تھا ۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو واقعی تمھاری محنت رنگ لائی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

" ہاں یہ تو ہے اچھا ویسے یہ سب چھوڑیں آپ یہ بتائیں آپ خوش ہیں نا ۔ " اپنا چھوڑو وہ اس سے اس کی خوشی کے بارے میں پوچھ رہا تھا (کمال کر رہا تھا)

NOVEL HUT

" خوش میں بہت زیادہ خوش ہوں تمھارے لیے۔" خوشی اس سے بیاں نہیں ہو رہی تھی۔ اب کی بار وہ کچھ مطمئن ہوا تھا۔

"کیا نام ہے اس کالج کا مجھے یاد نہیں آرہا۔"

"کنگز کالج لندن۔"

"ہاں یاد آیا ۔ کنگز کالج لندن۔۔ میں بہت خوش ہوں تمھارے لیے مصطفٰی فائنلی تمھیں وہ مل ہی گیا جس کے لیے تم نے بہت محنت کی۔" وہ واقعی خوش نظر آرہی تھی۔

" جی اب میں باہر جا کر اپنی باقی کی پڑھائی پوری کر سکوں گا اور میں نے آپ کو یہ بھی بتانا تھا کہ پرسوں یعنی اتوار کو میری لندن کی فلائٹ ہے۔ " وہ جیسے بہت خوش نظر آرہا تھا یا ظاہر ایسے کر رہا تھا۔

"فف۔۔فلائٹ اتنی جلدی ابھی تو پتا چلا ہے اور اتنی جلدی جا بھی رہے ہو تم۔" اسے ناجانے کون سی بات پریشان کر رہی تھی۔

"پتا تو مجھے چھ مہینے پہلے ہی چل گیا تھا مگر میں آپ کو بتا نہیں سکا۔ اور سب ہو چکا ہے۔"

"تم مجھے اب بتا رہے ہو اور سب کیسے کیا تم نے اکیلے۔"

"انہوں نے مجھے ایک ویزا سپورٹ لیٹر اشو کیا تھا جب میں نے ویزا کیلئے اپلائے کیا اس سے مجھے بہت ہیلپ ملی میرا پاسپورٹ بھی بن چکا ہے اور ویزا بھی آگیا ہے اب ستمبر میں میری کلاسز شروع ہو رہی ہیں تو مجھے جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے جانا پڑے گا۔" اس کے ساتھ بیٹھے اس نے پوری تفصیل بتائی تھی۔

" کچھ بولیں نا نور آپ تو چپ ہی ہوگئی ہیں اور آپ نے تو۔۔۔۔" اس کی باتوں کو جیسے بریک لگا کیونکہ اس نے نورے کی آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ لی تھی ۔وہ اس سے رُخ موڑ گئی تھی۔

" نور آپ رو رہی ہیں ؟ کیا ہوگیا ہے ؟طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟۔ کہیں چوٹ لگی ہے کیا بتائیں مجھے؟ " اور نورے کے آنسو اب کی بار روانی سے بہہ نکلے ۔

" میں ٹھ۔ ٹھیک ہوں ۔" گیلی سی آواز میں اپنے ٹھیک ہونے کی خبر اسے دی ۔

" تو پھر آپ رو کیوں رہی ہیں میں نے کچھ کیا ہے تو اس کے لیے سوری پلیز آپ رونا بند کریں ۔" اس کا رُخ اپنی طرف موڑ کر اب وہ اس کو رونے سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا ۔جو کہ ناکام سا کام لگ رہا تھا۔

"تت۔۔تم نے ہی تو کیا ہے سب اب کہہ رہے ہو کیا کیا ہے ۔سب تم ہی نے کیا ہے ۔جا رہے ہو اچانک یوں ایسے یہ سوچے بنا کہ پیچھے میں کیسے رہوگی وہ بھی اتنا عرصہ کے لئے۔کون اپنے دوست کو ایسے اکیلا چھوڑ کے جاتا ہے ہاں بتاؤ ۔" سوں سوں کرتی جیسے وہ دل کی بات زبان پر لے ہی آئی تھی۔

اسے جیسے اب سب سمجھ میں آیا تھا اور اس کے رونے کی وجہ بھی وہ بینچ چھوڑ کر اس کے سامنے نیچے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا ۔

NOVEL HUT

"اگر آپ میرے جانے سے اتنی پریشان ہو رہی ہیں اور اپنا یہ حال کر رہی ہیں تو میں نہیں جاؤں گا۔ "یہ دلاسہ دے رہا تھا اسے یا کیا کر رہا تھا جو بھی تھا اسے چپ کروانے لے لیئے بولنا لازمی تھا۔

"خبردار جو اب کچھ الٹا سیدھا کر کے تم نے سب خراب کیا تو تمھیں جانے سے روکنے کیلئے تو نہیں رو رہی میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ تم چلے جاؤ گے تو میں اکیلی ہو جاؤں گی عائشے میری دوست ہے لیکن وہ ہر وقت تو میرے ساتھ نہیں ہوتی نا تم ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہو تو مجھے بس یہی سوچ کر رونا آرہا ہے کہ پیچھے میں اکیلی ہوجاؤں گی اور تمھیں بہت مس بھی کروں گی۔ "آنسوں اب رُک چکے تھے۔ مصطفٰی بس نظر اٹھائے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

NOVEL HUT

"تو کیا میں وہاں سب کے ساتھ ہوں گا میں بھی تو وہاں اکیلا ہوں گا نا اور آپ کے پاس تو یہاں پر سب ہیں، ممی ہوں گی آپ کے پاس، خالہ خالو اور باقی سب میرے پاس تو وہاں کوئی بھی نہیں ہوگا اکیلا تو میں ہوا نا۔" وہ جیسے بہت دکھ سے بولا تھا۔

وہ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی صحیح تو کہہ رہا تھا وہ اکیلا تو وہ ہوگا وہاں پردیس میں۔ اسے اپنا رونا بھول گیا لیکن اب اسے اس کے وہاں اکیلے ہونے پر رونا آیا اس کی آنکھیں دوبارہ بھیگ گئی اور وہ پھر سے رو پڑی۔

وہ تو بوکھلا ہی گیا اس کے دوبارہ رونے پر۔

"نورے پلیز یار آپ جانتی ہیں مجھے آپ کو روتا ہوا دیکھنا اچھا نہیں لگتا اور خاص کر تب جب آپ میری وجہ سے رو رہی ہوں۔" وہ بہت منت بھرے لہجے میں اس سے بولا تھا اور اس کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے لگا۔

NOVEL HUT

"تم وہاں اکیلے کیسے رہو گے مصطفٰی تمھیں تو کھانا بنانا بھی نہیں آتا۔" اور اب کی بار مصطفٰی کو نا چاہتے ہوئے بھی ہنسی آگئی اسے اس کے کھانے پینے کی فکر لاحق تھی۔

" یار وہاں سب تیار ملتا ہے اور میں سکالرشپ پر ہوں مجھے تو سب بنا بنایا ملے گا مجھے یہ سہولت دی گئی۔ " وہ اب جیسے اسے تسلی دینے لگا تاکہ وہ کسی طرح چپ ہو جائے۔

"تم سچ کہہ رہے ہو۔ " اپنی آنکھیں صاف کرتی ہوئی وہ اس سے پوچھنے لگی ۔

" جی سچ کہہ رہا ہوں اب اٹھیں چلیں آپ کو گھر چھوڑ دوں خالہ پریشان نا ہو رہی ہوں "۔ اسے اٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی اٹھ گیا وہ اٹھا تو وہ اسی دیکھتی چلی گئی ان آنکھوں میں شکایت تھی وہ نظریں موڑ گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اٹھایا اور پھر چلنے لگا ہاتھ اب بھی اس نے پکڑ رکھا تھا گاڑی کے پاس آکر اس کی طرف کا دروازہ کھول کر اُسے بٹھایا اور پھر اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا ۔

گاڑی چلاتے ہوئے وہ اس پر وقتاً فوقتاً نظر ڈالتا گیا لیکن وہ چپ سی تھی بس ہاتھ میں پکڑے اس گلدستے کو تک رہی تھی ناجانے اسے کیوں اتنا برا لگ رہا تھا رونا آرہا تھا۔اور اُدھر مصطفٰی کو اسے ایسے دیکھ کر دکھ ہو رہا تھا وہ پورا راستہ ایک لفظ نا بولی۔

" گھر آگیا ہے نور ! ! " اسے سوچوں میں گم دیکھ مصطفٰی نے اسے پکارا۔

"ہاں !۔۔ اچھا ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اب دیر ہو رہی ہے اللہ حافظ ۔ " وہ جیسے کسی گہری سوچ سے باہر آئی تھی اتنا سا کہہ کر بنا اس کی طرف دیکھے اندر کی جانب بڑھ گئی حلانکہ اس نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا اسے پتا تھا اس کا اچانک اپنے جانے کی خبر دینا اسے اداس کر گیا ہے اس کے پیچھے جانے کا سوچتا گاڑی کا دروازہ کھولنے ہی لگا تھا کہ فون کے بیل کی آواز پر رُک گیا سکرین پر ممی لکھا جگمگا رہا تھا وہ فون اٹھا گیا۔

"کہاں ہو بچے۔" ربینہ کی آواز میں واضح فکر مندی تھی۔

" ممی راستے میں ہوں آرہا ہوں۔" نظریں اب بھی نورے کے گھر کے گیٹ پر اٹکی ہوئیں تھی۔

" اچھا جلدی آجاؤ میں کھانے پر تمھارا انتظار کر رہی ہوں۔" یہ کہتے ساتھ انھیوں نے کال کاٹ دی۔

NOVEL HUT

اندر جانے کا ارادہ ترک کرکے وہ اپنے گھر کی طرف گاڑی کا رخ موڑ گیا۔

☆★☆★☆★

"نورے بچے تم آگئی آج دیر کردی ربینہ کی طرف گئی تھی کیا ؟کیسی ہے وہ؟" انھیں وہ کچھ بدلی بدلی سی نظر آئی ان کی بات کا جواب بھی نہیں دیا۔

اپنی ماں سے نظریں ملائے بغیر وہ اپنے کمرے کی طرف چل دی۔

" بچے کہاں جا رہی ہو کھانا تو کھا لو۔" ماں اُس کے پیچھے آئی تھی۔

" امی مجھے بھوک نہیں ہے مجھے سونا ہے تھک گئی ہوں۔"

" اچھا لیکن دودھ تو پی لو اور ۔۔۔ " بنا اُن کو جواب دیے وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی غائب ہو گئی ۔

" اسے کیا ہوا ؟؟ شاید تھک گئی ہے میری بچی آج بہت ۔" نورے کی ماں خود سے ہم کلامی کرتی اپنے کمرے کیطرف روانہ ہو گئی ۔

رات کی تاریکی ہر سو پھیل چکی تھی ۔

NOVEL HUT

وہ اپنے کمرے میں بستر پر لیٹی کچھ سوچ رہی تھی۔

"مجھے بس یہ بات اداس کر رہی ہے کہ میں اس کے بغیر اکیلی ہو جاؤ گی لیکن میں اس کے لیے بہت خوش ہوں سب سے زیادہ میں اُسے ہمیشہ کامیاب دیکھنا چاہتی ہوں، کیا ہوگیا بس کچھ عرصہ ہی تو ہے گزر جائے گا وہ واپس آجائے گا پھر ہم ساتھ ہوں گے ہاں ایسا ہی ہوگا۔" خود کو تسلی دیتے دیتے وہ نیند کی وادیوں میں کھو گئی۔

کمرے میں لیٹے وہ چھت کو گھور رہا تھا۔

"کیا میں نور کو فون کروں؟ نہیں سب سو رہے ہوں گے اس ٹائم تک تو وہ بھی سو جاتی ہیں، میسج کر دیتا ہوں جاگ رہی ہوں گی تو ریپلائے کر دیں گی۔" کچھ سوچ کر اس نے میسج کر دیا۔

NOVEL HUT

"نور آپ سو گئی ہیں ۔ "پندرہ منٹ تک جواب نا ملنے پر اب اسے یقین ہو گیا کہ وہ سو چکی ہے الارم لگا کر وہ بھی سونے کے لئے لیٹ گیا ۔

☆★☆★☆★

اس کی آنکھ فجر کی آذان پر کھلی وہ اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی واپس آکر اس نے اپنا دوپٹہ اچھے سے چہرے کے گرد لپیٹا اور نماز کی نیت باندھی۔ نماز پڑھ کر اب وہ دعا مانگ رہی تھی۔ اس کی دعا بہت لمبی ہوتی تھی ۔دعا سے فارغ ہو کے جائے نماز کو تہہ کر کہ ایک سائڈ پر رکھ دیا ۔ کمرے سے باہر آتے وہ نیچے کی جانب آئی۔ رُخ کچن کی جانب تھا ۔

ارادہ ناشتہ بنانے کا تھا تاکہ جب سب اُٹھ جائیں تو اُنہیں ناشتہ تیار ملے ۔

تقریباً ایک گھنٹے تک اس کا کام مکمل ہوا ۔اس وقت تک سب اٹھ چکے تھے اس نے تمام چیزیں اٹھا کر میز پر لگادی اتنے میں باقی سب بھی آگئے۔

" ارے واہ آج تو ناشتہ لگتا گڑیا نے بنایا ہے۔" ساحل نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا ۔اثبات میں سر ہلاتی وہ مسکرائی تھی ۔

NOVEL HUT

"ہاں میں جلدی اٹھ گئی تھی نیند نہیں آئی تو سوچا آج سب میں بنادوں۔۔۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے بھئی چلو جلدی سے بیٹھو ورنہ سب ٹھنڈا ہوجائے گا اور ٹھنڈے کھانے کا مزہ نہیں رہتا پھر۔" طایا جان نے محبت سے سب کو مخاطب کیا باری باری سب اپنی اپنی جگہ پر براجمان ہوگئے۔

"مجھے مصطفٰی کا میسج آیا تھا وہ کل جا رہا ہے یوں اچانک۔" ناشتے کے دوران بات کا آغاز ساحل نے کیا تھا۔

"جی بھائی اسے سکالرز شپ مل چکا ہے اس کی کلاسز بھی شروع ہونے والی ہیں تو وہ جا رہا ہے۔" اپنی بات مکمل کر کہ اب وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئی۔ شازم کی ماں کا تو چہرہ ہی بدل گیا۔ انھیں اب نورے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ہضم نہیں ہوتا تھا۔ شازم باقاعدہ ناشتے میں مصروف تھا اس نے کسی بات میں شمولیت اختیار نہیں کی تھی۔

"چلو بھئی یہ تو بہت اچھی بات ہے مصطفٰی بہت محنتی بچہ ہے اللہ پاک اسے کامیاب کرے ۔" رحیم صاحب کہتے ہی واپس ناشتے ہی طرف متوجہ ہوگئے ۔

"آمین ! بابا میں آج چلی جاؤں خالہ کے ہاں ان کو مدد کی ضرورت ہوگی ۔ "پنگ بابا کی طرف دیکھتے اس نے پوچھا۔

"ہاں بچے چلی جاؤ اس میں پوچھنے والی کونسی بات ہے چاہو تو آج وہیں رُک جانا ہم بھی شام میں آجائیں گے اس سے ملنے ۔" ابراھیم صاحب مسکرا کر نرمی سے بولے ۔

"شکریہ بابا ۔" وہ خوش ہوتے ہوئے بولی تھی ۔

"تائی امی آپ کچھ کھا کیوں نہیں رہی کھائیں نا کچھ ۔ "نورے نے اُنھیں نا کھاتا دیکھ پوچھا ۔

" نہیں میں کھا رہی ہوں بس ویسے کچھ سوچ رہی تھی ۔ " ایسا لگتا تھا جیسے ان کی سوچ میں کسی نے خلل ڈالا ہو ۔

"ہاں بھئی ہماری بچی نے اتنا اچھا ناشتہ بنایا ہے بھلا کوئی کیوں نہیں کھائے گا ہے نا بیگم !
" رحیم صاحب تو اپنی لاڈلی کی تعریفیں نہیں تھکتے تھے۔

" ج۔۔جی جی بہت اچھا بنا ہے سب ۔"بمشکل مسکرا کر بولی شاید ان کے لئے نورے کی کسی بات پر مسکرا دینا سب سے مشکل کام لگتا تھا۔

☆★☆★☆★

صبح کے دس بجے کا وقت تھا جب نورے اپنی خالہ کے گھر داخل ہوئی تھی، ساحل اسے چھوڑ گیا تھا۔

NOVEL HUT

" اسلام علیکم خالہ جان ! " اندر آتے ہوئے مسکراتے ہوئے سلام کیا۔

" وعلیکم سلام بچے ! اچھا ہوا تم آگئی بہت کام تھا میری مدد کر دوگی اکیلی آئی ہو۔ "

"نہیں خالہ بھائی چھوڑ گئے ہیں ۔ "

"اچھا چلو سہی ہے۔ "پھر وہ چیزیں سمیٹنے میں لگ گئیں۔

"مصطفٰی کہاں ہے خالہ نظر نہیں آرہا ۔ "نورے نے اِدھر اُدھر نظر دوڑاتے ہوئے خالہ سے پوچھا۔

NOVEL HUT

"وہ اپنے دوست کے ساتھ شوپنگ پر گیا ہے کہہ رہا تھا شاید دوپہر کا کھانا بھی وہی کھالے کیوں کہبہت کام ہے اور اوپر سے صرف آج کا دن ہے تو بس صبح جلدی ہی نکل گیا تھا ۔

"

" اچھاا ا ! "جواب سنتے جیسے وہ تھوڑی اداس ہوگئی لیکن پھر ان کے ساتھ کام میں لگ گئی ۔

شام کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے جب وہ گھر میں داخل ہوا دونوں ہاتھ شاپنگ بیگ سے بھرے ہوئے تھے۔لاؤنج میں سب سے پہلے اسے نورے بیٹھی ہوئی نظر آئی وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھا جب اندر داخل ہوا تو معلوم ہوا اندر نورے کے تمام گھر والے موجود تھے جو کہ ظاہر سی بات ہے مصطفٰی سے ملنے آئے تھے ۔

NOVEL HUT

"آؤآؤ برخوردار بڑی دیر کردی آتے آتے ۔ " ساحل مصطفٰی سے ملتے ہوئے شرارت سے گویا ہوا۔

"یار بس کام زیادہ تھا وقت کم بس اسی لیے ۔" وہ اس کے گلے لگتے بولا۔

"چلو کوئی بات نہیں آجاؤ بیٹھو ۔" ساحل اسے اپنے ساتھ صوفے پر بٹھا گیا تھا ۔

" بچے جا رہے ہو کل ۔" اِبراھیم صاحب نے نہایت پیار سے پوچھا وہ اسے بالکل ساحل کے طرح محبت کرتے تھے۔

"جی خالو ۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" بچے صبح کس ٹائم نکلو گے آپ ۔" اب کی بار رحیم صاحب گویا ہوئے ۔

" صبح گیارہ بجے نکلوں گا یہاں سے باقی اللہ خیر کرے ۔ "اس کی بات پر نورے کو زرا اداسی ہوئی تھی ۔

"چلو بچے ساحل صبح آجائے گا میں نہیں آپاؤں گا مجھے اور بھائی صاحب کو کل کہیں کام پہ جانا ہے تو صبح ہم نہیں آسکیں گے ۔ " انھوں نے معزرت خواندہ انداز میں کہا ۔

"کوئی بات نہیں خالو جان آپ نے آج بھی آکر تکلیف کی میں خود آجاتا آپ سے ملنے ۔ " نہایت ادب سے وہ ابراھیم ملک کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"ارے نہیں بچے اس میں کون سی بڑی بات آخر تم بھی تو میرے بچے ہو پہلی دفعہ گھر سے اتنی دور جا رہے ہو اتنے عرصے کیلئے کیسے نا آتا میں ملنے ہاں ۔" ابراھیم ملک مسکراتے ہوئے بولے تھے ان کی بات سنتے ربینہ بھی مسکرادی تھی ۔

منظر خوبصورت نظر آرہا تھا سب مل جل کر بیٹھے تھے ، کچھ چائے پانی اور کچھ باتیں ، اور سب مسکرا رہے تھے ۔

"چلیں اب ہم چلتے ہیں اپنا خیال رکھنا بچے اور سب کچھ اچھے سے چیک کرنا پیکنگ کرتے وقت ۔ " ابراھیم صاحب اس سے گلے ملتے ہوئے تاکید کرنے لگے ۔

"جی دیھان رکھوں گا آپ بے فکر رہیں ۔" اس نے احتراماً کہا۔

نورے کے گھر والوں کو رخصت کر کہ وہ اندر آیا تو سامنے ہی اس کی ماں اور نورے بیٹھی تھی وہ بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا وہ دونوں دنیا جہاں کی باتوں میں مشغول تھیں کچھ دیر اور

گزر جانے کے بعد نورے سامان کچن میں رکھنے کیلئے اٹھی جب مصطفٰی نے اسے مخاطب کیا

۔

"نوریہ رکھ لیں پھر آئیں میں آپ کو چھوڑ دوں رات بہت ہو گئی ہے۔" اس کی بات سنتے وہ یک دم مڑی تھی اور اس کی طرف دیکھا۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" جواب رینہ نے دیا تھا اس نے سوالیہ نظروں سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

NOVEL HUT

"کیوں ضرورت نہیں وہ اکیلی تو نہیں جا سکتی۔" اس نے جواب جاننا چاہا۔

"کیوں کہ وہ آج یہی رُکے گی ۔" ربینہ نے دو ٹوک انداز میں کہا ۔

"ریلی۔۔" اب اس کا رخ نورے کی طرف تھا اسے جیسے اس کے وہاں رکنے سے بہت خوشی ہوئی تھی اور حیرت بھی ۔

"ہاں ۔ " نورے نے مسکرا کر جوب دیا اور کچن کی طرف چل دی ۔

"بیٹا تم اپنی پیکنگ دیکھ لو آو میں مدد کر دیتی ہوں ۔"

"نہیں ممی آپ سو جائیں تھک گئی ہیں پورا دن کام کر کے میں کر لوں گا کوئی بڑی بات نہیں ۔"

انھیں ان کے کمرے میں لاکر لٹا دیا اور جب وہ مڑنے لگا تو انھوں نے اس کا ہاتھ تھام لیا وہ پھر رُک گیا اور ان کے پاس وہیں بیٹھ گیا ۔

"میرا بچہ کتنا بڑا ہوگیا ہے اپنا خیال رکھنا وہاں اور خوب محنت کرنا میرے بچے اللہ پاک تجھے کامیاب کرے ۔" اس کو پیار سے سمجھاتی وہ اس کے ہاتھ چوم گئی۔

"جی جی پکا اپنا خیال رکھوں گا اور پلیز کوئی رونا دھونا نہیں ڈالنا آپ نے اچھے سے خوشی سے پیار سے رخصت کرنا ہے مجھے تاکہ مجھے بھی آسانی ہو۔ "

اس کی بات پر کمرے میں داخل ہوتے اس کے بابا بھی ہنس پڑے اور آکر ان دونوں کے ساتھ وہیں بیٹھ گئے۔

" اچھا بابا نہیں روؤں گی ڈرامے باز اب جا اپنا کام کر۔ " وہ بھی اس کی بات پر ہنس پڑی بالکل بچوں جیسی باتیں جو کر رہا تھا۔

" اور اگر یہ روئیں گی تو فکر نا کرو میں ہوں ناچپ کروانے کے لئے۔ " اب کی بار تینوں ایک ساتھ ہنسے تھے۔

بچے چاہے جتنے بھی بڑے ہو جائیں ماں باپ کیلئے ہمیشہ چھوٹے ہی رہتے ہیں۔

وہ اپنے کمرے میں آیا سب سے پہلے اپنا بیگ نکالا اسے کھول کر بیڈ پر رکھ دیا ۔پھر کچھ کپڑے جوتے اور باقی ساری چیزیں اٹھا کر بیڈ پر رکھ دیں ۔ اب وہ انھیں پیک کرنے کا کام سر انجام دینے لگا تھا جو کہ آج کے وقت میں ناممکن سا لگتا تھا ۔بیگ کو وہ ایسے دیکھ رہا تھا

جیسے پتا نہیں کون سا پہاڑ ہو جو اسے کھودنا ہو ۔ سر کھجاتے ہوئے کبھی بیگ کو دیکھتا اور کبھی بیڈ پر پڑی ہوئی چیزوں کو ۔

" ارے کہاں پھنس گیا یار کیسے کروں اب یہ سب نور سے مدد لوں کیا ۔ " کچھ سوچتے ہوئے وہ خود سے گویا ہوا ۔

"نہیں یار وہ تو اب تک سو چکی ہوں گی ، چلو خود ہی کچھ کرتا ہوں ۔" کہتے ساتھ ایک جوڑا ہاتھ میں پکڑا اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی ۔

وہ جیسے ہی مڑا سامنے ہی نورے کو کھڑا پایا ہاتھ میں چائے کے دو کپ لیے، پہلے آنکھوں میں حیرت ابھری اور پھر خوشی ۔

"آپ سوئی نہیں ابھی تک۔ " اس نے جیسے معلوم کرنا چاہا ، دل کی خوشی کو ظاہر نا ہونے دیا ۔

"تو کیا مجھے سونا تھا ۔" اس کی طرف دیکھتی وہ سوا لیہ انداز میں بولی لیکن آنکھیں مسکرا رہی تھی ۔ مسکراتے ہوئے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا۔

وہ سر نا میں ہلاتا مسکرا کر رہ گیا۔ اور اس کے ہاتھ سے چائے کا کپ تھام لیا۔

NOVEL HUT

آرام سے بیٹھ کر پہلے دونوں نے چائی پی اور پھر نورے اٹھ گئی ۔

" اب تم آرام سے بیٹھو اور میں تمھاری پیکنگ کرتی ہوں اوکے ۔ " حکمیہ انداز میں کہتی بیڈ کی طرف بڑھی ۔

"آپ اکیلے نہیں کریں گی ۔ "

" میں نے کہا کیا کہ مجھے مدد چاہیئے ؟ " آئیبرو اٹھا کر سوال کیا۔

" اوکے میں چیزیں دوں گا آپ رکھتی جانا اوکے لیکن میں سب اکیلے نہیں کرنے دوں گا آپ کو ۔ " اس نے جیسے دو ٹوک انداز میں کہا۔ اسے بھی اس کی بات ماننی پڑی کیوں کہ وہ جانتی تھی وہ اکیلے تو اسے کبھی نا کرنے دیتا۔

دیر رات تک وہ دونوں باتیں کرتے رہے پیکنگ تو کب کی ہو چکی تھی لیکن باتیں بہت تھی جو کرنی تھی۔کوئی بات وہ کرتی تو وہ ہنس دیتا تو کبھی وہ کچھ کہہ دیتا تو وہ خفا ہو جاتی ۔

رات کی اس خاموشی میں ان دونوں کی باتیں کمرے کے چاروں طرف گونج رہی تھیں۔

"تین بج رہے ہیں اب تم سوجاؤ تھوڑا آرام کرو صبح جلدی اٹھنا ہے پھر اب میں چلتی ہوں۔ "

NOVEL HUT

"یار اب تو تقریباً صبح ہو ہی گئی ہے اب کیا سونا تھوڑی دیر اور باتیں کر لیتے۔ "اس کی طرف دیکھتے وہ جیسے بہت معصومیت سے بولا۔

"ڈرامے نہیں کرو میرے ساتھ شرافت سے سو جاؤ بلکہ میرے سامنے لیٹو شاباش ۔"
دروازے میں کھڑی ہو کے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ اسے حکم دے رہی تھی۔ کیا وہ انکار کر سکتا تھا؟۔ چپ چاپ جا کر اپنی جگہ پر لیٹ گیا۔

"اب سو جاؤ میں صبح اٹھانے آؤں گی او کے گڈ نائٹ ۔" اس نے بتی بجھائی اور دروازہ بند کر کے اب وہ مڑی تو مسکرا رہی تھی کچھ سیکنڈ پہلے والی سنجیدگی غائب تھی ۔

وہ کمرے میں آ کر سوئی تو نہیں تھی کچھ وقت بیٹھی رہی پھر آذان ہو گئی وہ اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی واپس آئی نماز پڑھی ۔ نماز کے بعد اب وہ تلاوت کر رہی تھی ۔ تلاوت پوری کر کے وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکلتے کچن کا رخ کیا۔

"آپ اٹھ گئی خالہ ۔" کچن میں داخل ہوئی تو خالہ پہلے ہی وہاں موجود تھی ۔

"ہاں بچے بس آنکھ کھل گئی تھی ۔ "ربینہ نے مڑتے مسکرا کر کہا۔

" اچھا میں مصطفٰی کو اٹھا دیتی ہوں اس نے ریڈی ہونا ہوگا ۔"

"ہاں اٹھا دو بچے تاکہ وہ آرام سے ناشتہ وغیرہ کر لے ۔ " وہ سر ہلاتیاس کو جگانے اس کے کمرے کی جانب بڑھی۔

NOVEL HUT

اس کے کمرے کے باہر آکر دروازے پر دستک دی ۔

" مصطفٰی ! " آواز دی ہی تھی کہ دروازہ یک دم کھلا اس نے دیکھا تو سامنے ہی وہ تیار کھڑا تھا۔

"تو تم پہلے ہی اٹھ گئے ۔ " سر تا پیر اس کا جائزہ لیا تھا۔

" جی اٹھ گیا اور تیار بھی ہو گیا کتنا اچھا بچہ ہوں نا میں ۔۔ " بھوری آنکھیں جھپکاتے جیسے اسے اس وقت وہ کوئی بچہ ہی لگا تھا۔

NOVEL HUT

وہ بس اس کی حرکت پر مسکرا سکی ۔

" چلو نیچے اب ۔ "

دونوں نیچے آئے تو ناشتہ تیار تھا۔

سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

ناشتے کے بعد اب سب باہر صوفے پر بیٹھے تھے کہ ساحل بھی آگیا۔

راموں کاکا (جو کہ ان کے گھر کا مالی تھا) سے کہہ کہ سامان گاڑی میں رکھوا دیا۔۔ مصطفٰی بھی تیار ہو کر نیچے آگیا۔

NOVEL HUT

"میاں صاحب چلو ایئرپورٹ دو گھنٹے پہلے پہنچنا ہوتا ہے ۔ "

ساحل اسے جلدی چلنے کا کہتا باہر چلا گیا۔

اب وہ اپنے بابا سے مل رہا تھا۔

"خیال رکھنا اپنا اور اپنی ماں کی فکر بالکل نا کرنا۔" مسکرا کر باپ سے گلے ملا۔

اب وہ اپنی ماں سے مل رہا تھا۔

"دیکھو میں تو رو نہیں رہی بالکل بھی بس تم اچھے سے رہنا وقت پر کھانا وقت پر سونا خوب مزے بھی کرنا۔" اپنے بچے کو گلے سے لگاتے ہوئے وہ بھی مسکرا کر بولی تھی۔

NOVEL HUT

اپنی ماں کا ماتھا چوم کر اس کا رُخ اب باہر کی طرف تھا۔باہر آیا تو سامنے ہی گاڑی کے پاس اسے کھڑا پایا۔اس سے رخصتی لینا جیسے اسے جیسے مشکل سا لگا ۔اس نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ مسکرا رہی تھی کیا وہ سچ میں مسکرا رہی تھی یا وہ کوئی اداکاری کر رہی تھی ۔اگر اداکاری کر رہی تھی تو وہ ایک کمال کی اداکار ثابت ہوگی ۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے پاس چلا آیا ۔

"I'll miss you"

(یعنی میں آپ کو بلکل مس نہیں کروں گا)

اور وہ مسکرا گئی ۔

"I'll miss u too"

" میں بھی تمھیں بالکل مس نہیں کروں گی ۔ " اس کی بات سنتا وہ بھی مسکرایا ۔

NOVEL HUT

"تو پھر چلیں اللہ حافظ بولیں ۔" اپنے ہاتھ کا ئکہ سا بنا کر اس کی طرف بڑھایا بھوری آنکھیں چمک رہی تھی۔

" اللہ کی امان ؛اپنا خیال رکھنا ۔" اس نے بھی اپنے ہاتھ کا مکہ بنا کر اس کے ہاتھ کے بنے مکّے سے ٹکرایا۔

"تو اب میں جاؤں ۔" اس نے جیسے اجازت لینی چاہی۔

NOVEL HUT

اس نے محض سر کو ہی ہاں میں جنبش دی ، شاید وہ اب اور ضبط نہیں کر پا رہی تھی۔ وہ مسکرایا اس کی آنکھوں کی طرف دیکھا اور نگاہیں جھکا لیں جیسے وہ سمجھ گیا یوں جیسے وہ آنکھیں پڑھنا جانتا ہو(کیا وہ سب کی آنکھیں پڑھ سکتا تھا یا بس اسی کی)اور پھر وہ آگے چل

دیا ۔ گاڑی میں بیٹھتے سب کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھا اور بس ایک بار اس کی طرف دیکھا اور پھر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔

وہ اس کے ساتھ ایئرپورٹ نہیں گئی تھی کیوں کہ' اپنوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے جاتے ہوئے دیکھنا آسان نہیں ہوتا۔'

اس کے جانے کے بعد وہ گھر آگئی تھی اور اپنے کمرے میں چلی گئی تھی اور کمرے میں جاتے ہی اس کا ضبط ٹوٹا تھا اور وہ رونے لگی تھی۔

"میں بس صرف آج رو رہی ہوں بس صرف آج پھر میں کبھی نہیں روؤں گی میں اس کیلئے دعا کروں گی کہ وہ کامیاب لوٹے میں اسے کامیاب دیکھنا چاہتی ہوں ۔ " جیسے وہ خود کو خود ہی تسلی دے رہی تھی۔

رات کا کھانا سب نے کھا لیا تھا اس نے کھانے سے یہ کہہ کہ منع کیا تھا کہ اسے بھوک نہیں۔۔

" میری دعا ہے یہ وقت جلدی گزر جائے اور تم واپس آجاؤ مصطفٰی ۔ " نم آنکھوں سے دل ہی دل میں کہتی اب وہ چاند کو دیکھنے لگی تھی۔ کیا یہ صرف یاد تھی اس کی یا کچھ اور (یہ وقت بتائے گا)۔۔

NOVEL HUT

اس کا انتظار بڑھتا ہی چلا گیا۔ بیچلرز کے بعد اس نے ایم بی اے (ماسٹرز آف بزنس ایڈمنسٹریشن) بھی وہیں سے کیا اس کے لیے بھی اسے سکالرشپ مل گئی تھی ۔ وہ اپنے بابا کا مضبوط سہارا بننا چاہتا تھا تاکہ وہ پاکستان لوٹ کر بزنس میں ان کی مدد کر سکے۔جب ساحل سے اس کی بات ہوئی تو اس نے اسے حوصلہ دیا تھا ایک اچھے مستقبل کا حوالہ دیا

تھا تاکہ وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکے ، ایک کامیاب انسان ٹھہرے اوریوں وہ چھوٹا سا انتظار سالوں میں بدل گیا۔۔

اس کے جانے کے بعد نورے نے بھی اپنی پڑھائی مکمل کر لی تھی اس نے بس بیچلرز کی ڈگری لی تھی اور وہ اسی میں خوش تھی اس نے یہیں تک پڑھنے کا پہلے سے من بنا لیا تھا ۔ پڑھائی سے فراغت کے بعد وہ ربینہ کے ساتھ ان کے سکول میں مدد کر دیا کرتی تھی یا یہ کہو کہ اب ان کی ساتھی تھی وہ ہر کام اپنے ذمہ پر کرنے لگی تھی، آخر میں سارا حساب انھیں دی دیتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اسی سکول میں ٹیچنگ شروع کر دی تھی ۔ کچھ عرصہ تو یوں ہی گزر گیا بعد میں ربینہ نے اس کے مہینے کی تنخواہ مقرر کر دی ، کوشش تو پہلے بھی بہت کی تھی انھوں نے مگر وہ یہ کہہ کر ٹال دیتی تھی کہ مجھے فلحال ضرورت نہیں ہے جب ضرورت ہوگی تو میں آپ سے خود لے لوں گی ۔ لیکن آخر کب تک ٹالتی رہتی اس لیے

ربینہ نے بھی اب اس سے کہہ دیا تھا کہ اگر میرے ساتھ کام کروگی تو میری ہر بات ماننی پڑے گی ورنہ میں کام نہیں کرنے دوں گی ۔ اور بس ان کی ترکیب کام آگئی تھی ۔اکثر ان کی طبیعت خراب رہتی وہ شوگر پیشنٹ تھی اور ساتھ ہائی بلڈ پریشر کی بھی مصطفٰی نے نورے سے اپنے جانے کے بعد ان کا خیال رکھنے کو کہا تھا ۔ اس لیے نورے کیلئے ان کی بات ماننا تو اور بھی ضروری ہوگیا تھا کیوں کہ وہ انھیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

شام ڈھل چکی تھی ۔ وہ دونوں بائک پر سوار گھر لوٹ رہے تھے جب اچانک مصطفٰی کی نظر سامنے آئس کریم پارلر پر پڑی ۔ اس نے بائک پارلر کے پاس ایک طرف روک دی۔

"کیا ہوا۔" نورے نے بائک رکتے دیکھ پوچھا ۔

"آئیں آپ کو آئس کریم کھلاؤں۔" وہ مسکرا کر بولا اور نورے کو ساتھ لیتے وہ اندر داخل کوا۔ کاؤنٹر پر آتے مصطفٰی نے دو آئسکریم کا آرڈر دیا ۔ پھر ایک طرف جگہ دیکھتے وہ دونوں بیٹھ گئے ۔ کچھ وقت میں ویٹر ان کے سامنے آرڈر رکھتا چلا گیا۔

" میں نے سوچا آج آپ کو اپنی پسند کا فلیور کھلاؤں۔" وہ مسکرا کر بولا ۔پھر اپنی آئس کریم کھانے لگا۔

"فلیور اچھا ہے۔" نورے نے ٹیسٹ کرتے کہا۔

آئس کریم کب کی ختم ہو گئی تھی مگر نورے کی باتیں ختم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ سکون سے ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھے اور دوسرا ٹیبل پر دھرے اسے سن رہا تھا ایک دفعہ بھی اسے رونکے کی کوشش نہیں کی تھی بس اسے سنے جا رہا تھا اس کا بولنا اچھا لگ رہا تھا وہ ہاتھ کے اشارے کرتی ن جانے نا جانے کیا کیا بولے جا رہی تھی دنیا جہاں کی باتیں کبھی بچپن کے قصے کبھی کیا کبھی کیا بیچ میں خود ہی کسی بات پر ہنس دیتی کبھی بنا رکے بولنے لگتی۔ وہ چہرے پر ہلکی مسکان سجائے بس اسے سنے جا رہا تھا۔

"اتنی دیر ہو گئی اور تم نے بتایا بھی نہیں تم چپ نہیں کروا سکتے تھے مجھے۔" یکدم نظر سامنے گھڑی پر پڑی تھی۔

"کیوں چپ کرواتا آپ اتنے سکون سے بول رہی تھی میں نے بھی آپ کو کبھی اتنی باتیں کرتا نہیں سنا مجھے اچھا لگ رہا تھا۔" مصطفٰی نرمی سے اس کا چہرہ تکتے بولا۔

"تم بور نہیں ہوئے میری باتوں سے۔" اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"میں آپ کی باتوں سے کبھی بور نہیں ہوتا نور۔" اس نے نہایت آرام سے کہا نورے سر دائیں بائیں ہلا کر رہ گئی۔ وہ واقعی اس سے کچھ کہہ نہیں سکی۔

"اچھا چلو دیر ہوگئی۔" اپنا موبائل اور بیگ اٹھاتی وہ مصطفٰی کو کہتی کھڑی ہوئی۔ مصطفٰی بھی اس کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔کاؤنٹر پر پے کرتے وہ دونوں ایک ہمراہ باہر نکلے تھے۔

پھر مصطفٰی نے اسے گھر چھوڑتے اپنے گھر کا رُخ کیا تھا۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

آٹھ سال بعد

منظر جناح ایئرپورٹ (کراچی)۔

وقت کو جیسے پر لگ گئے تھے اور آج آخر وہ دن آہی گیا تھا جب وہ واپس آرہا تھا۔ہاں آٹھ سال بعد اب وہ واپس آرہا تھا۔نورے کا تو مانو خوشی کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔باقی سب بھی اس کے لوٹنے پر بہت خوش تھے۔

ساحل، اس کے بابا اور اس کا دوست ارمان کب سے کھڑے اس کا انتظار کر رہے تھے باقی سب کی طرح ان کے ہاتھ میں بھی ایک پیارا سا ویلکم بورڈ تھا جو خاص نورے نے ہی بنایا تھا۔ساحل نے اسے بھی ساتھ آنے کو کہا لیکن وہ منع کر گئی۔اصل میں تو وہ یہ چاہتی تھی کہ جہاں اس نے اسے آٹھ سال پہلے دیکھا تھا اب بھی اسے وہیں پر دیکھے۔۔ اس عرصے اس نے اسے ویڈیو کال نہیں کی تھی وہ اگر کبھی کہتا تھا تو نورے بہانے بنا کر منع کر دیتی ناجانے کیا وجہ تھی اس کے بر عکس اگر وہ آڈیو کال کرتا تو وo اٹھا لیتی تھی مگر پھر بھی اتنے سالوں میں ان دونوں کے درمیان اتنی خاص بات نا ہو پاتی تھی وجہ وقت کی کمی تھی کبھی وہ مصروف ہوتا تھا تو کبھی نورے۔

ساحل دور سے ہی اسے آتے دیکھ چکا تھا اب وہ اور ارمان تھوڑا اور آگے آگئے تھے تاکہ مصطفٰی اُنھیں آسانی سے دیکھ سکے۔

کچھ سیکنڈ میں وہ گیٹ کراس کرکہ سامنے نمودار ہوا ہاتھ میں ایک ہینڈ کیری اور دوسرا اس کے پاس تین سوٹ کیس تھے جو وہ لگیج ٹرالی میں ڈالے چلے آرہا تھا۔

اب وہ بالکل ان کے سامنے ان کے نہایت قریب آگیا سب سے پہلے وہ ساحل سے ملا پھر اپنے بابا سے مسکراتے ہوئے گلے ملا اور پھر ارمان سے۔

"ویلکم بیک شہزادے۔" ساحل نے زور سے اسے گلے لگایا۔

" سانس نکالیں گے کیا اب۔ " اسے محسوس ہوا اگر اسے جلد نا چھوڑا گیا تو اسے دوسری سانس نہیں آئے گی ۔

"اوو سوری سوری وہ اکسائٹمنٹ میں ۔۔۔" ساحل اسے چھوڑتے معزرت خواندہ انداز میں کہنے لگا ۔

" کوئی بات نہیں اتنا تو چلتا ہے ۔ " اس نے بھی مسکراتے ہوئے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

جب وہ دائیں جانب مڑا عین سامنے اس کے بابا کھڑے تھے جو اسے دیکھ مسکرا رہے تھے ۔وہ ایک سیکنڈ بھی ضائع کئے بغیر ان تک پہنچا تھا ۔اور ان کے گلے لگا تھا ۔

"میرے شیر کیسے ہو۔" خلیل صاحب اس سے گلے لگے محبت سے چور الفاظ میں بولے۔

"میں ٹھیک ہوں بابا۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹا تم نے سوچا ہوگا کہ اتنا عرصہ تمھاری ماں تمھیں یاد کرتی رہی لیکن تمھیں بس میں نے یاد کیا اور تمھاری ماں اُنھیں تو زرا برابر تم یاد نھیں آئے۔" (او ہو انکل صاحب شکایت ،بہت بری بات ہے) بظاہر سنجیدگی سے مگر ان کے الفاظوں میں صاف شرارت جھلک رہی تھی۔ وہ مسکرایا لیکن جلد ہی مسکراہٹ روکی تھی۔

"ایسی بات ہے کیا بابا تو گھر چلیں زرا ہم دونوں ان کی خبر لیں گے ۔" مصطفٰی نے بھی سنجیدگی ظاہر کی ۔ خلیل صاحب نرمی سے مسکرائے اور اثبات میں سر ہلاتے اس کا کندھا دبایا ۔

"میاں تم تو پہچان میں ہی نہیں آرہے یار۔ "ارمان اس کے کندھے پر اپنا بازو پھیلاتے ہوئے گویا ہوا ۔

"اچھا تو پھر کیسے پہچان لیا مجھے ۔" مصطفٰی نے بھی مسکراتے ہوئے اس کے گلے لگتے سوال کیا ۔

NOVEL HUB

"وہ تو بس دیکھو نا دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ۔" ارمان تھوڑا سا پیچھے ہوتے ایک آنکھ ونک کرتے ہوئے شرارت سے بولا۔ خوشی کے مارے مانو وہ ہوا میں اُڑ رہا تھا اس کا دوست جو اتنے عرصے بعد گھر لوٹا تھا ۔

"یہ ٹھرک پن بعد میں جھاڑنا ایس ایس پی اب چلو ۔" ساحل نے بنا اس کی طرف دیکھے ایک ایک لفظ چبا چبا کر کہا اور آگے بڑھ کر سامان اُتارنے لگا۔

"یہ ہر بار میرا عہدہ یاد دلانا کیا بہت ضروری ہے ساحل میاں ۔" بھلا ارمان کیوں پیچھے رہے بھئی اپنا دفاع بھی تو کرنا ہے نا۔

"ہاں ناں اب دیکھو تم مجھ سے بالکل بھی ہضم نھیں ہو رہے ہو یہاں کھڑے ہوئے ، لیکن میں کیا کروں مجبوری ہے میں اپنے کزن کا ویلکم نہیں خراب کر سکتا اس لیے چپ

ہوں بس فلحال تو تم یہی شکر مناؤ ۔" ساتھ میں وہی مصنوعی مسکراہٹ جس سے تو مانو ارمان کو تپ ہی چڑھ گئی ۔

"یار تم اپنے کزن کو دیکھ رہے ہو کس طرح زبان درازی کر رہا ہے مجھ سے اس سے کہو ذرا اپنی زبان کو لگام دے پولیس والے سے زیادہ زبان درازی بہت بھاری پڑتی ہے " ۔اس نے مصطفٰی کی طرف دیکھتے ہوئے ساحل کو سخت وارننگ دی۔

" اب بس بھی کرو یار تم لوگ واپس شروع ہو گئے ہو پتا نہیں ایک کو پولیس سے کیا پرابلم ہے دوسرے کو میرے کزن سے کبھی ایسا ہوا ہے کہ تم لوگوں کی ملاقات سکون سے ہو ۔ " مصطفٰی تو ان کی لڑائی سے سخت چڑ جاتا تھا ۔

"یار اس سے سکون سے ملنا بھی کون چاہتا ہے یہ تو بس میں تمہاری وجہ سے اس کے سامنے آجاتا ہوں ورنہ اسے تو کوئی منہ بھی نہیں لگائے۔" اور اور ادھر تو ارمان کے کانوں سے دھوئیں اُڑتے ہوئے نظر آنے لگے تھے۔

" بچوں کی طرح لڑ رہے ہو چلو چھوڑو یہ سب سامان اٹھاؤ مجھے گھر جانے کی جلدی ہے تم لوگ میرا فالتو میں وقت برباد کر رہے ہو، وہاں سب میرا انتظار کر رہے ہوگے۔" دونوں کو چپ کروانا کشمیر کو آزاد کروانے برابر ہے اگر انھیں روکا نا جائے تو ضرور کسی نا کسی کی شامت آنی ہوتی ہے گاڑی میں سامان رکھتے وہ گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

نور اپنی خالہ کے ساتھ بیٹھی انتظار کر رہی تھی اتنے میں گاڑی کی آواز سنائی دی اور وہ خوشی سے اٹھ کھڑی ہوئی ۔۔

"لگتا ہے وہ لوگ آ گئے ۔" اس کے چہرے پر ایک الگ ہی چمک اُتر آئی۔

" ہاں بچے چلو چل کر دیکھتے ہیں۔ "نورے نے اُن کے اٹھنے کا انتظار کیا اور پھر دونوں نے ساتھ ہی باہر کا رخ کیا ۔۔

NOVEL HUT

ربینہ کی تو اپنے لال پر پہلی نظر پڑھتے ہی آنکھیں نم ہو گئی اور وہ تیزی سے اس کے پاس گئی وہ جو سامان نکالنے کے لیے جکھا سا تھا اپنی ماں کو اپنے قریب دیکھ کر رُک گیا انکھیں تو

اس کی بھی نم ہوئی تھیں لیکن اب وہ رونا نہیں چاہتا تھا ۔وہ آگے بڑھا اور محبت سے اُنھیں گلے لگایا ۔۔

"ممی اب میں آگیا ہوں ، بس آپ نے رونا نہیں ہے میں تو اب یہیں ہوں کہیں نہیں جا رہا ۔ " اُن کے آنسو اپنی شرٹ پر گِرتے وہ محسوس کر رہا تھا ۔۔

اب تو جائے گا بھی تو میں نہیں جانے دوں گی۔ " وہ اب محبت سے اُن کا ماتھا چوم رہا تھا ۔

NOVEL HUT

" کتنا بڑا ہو گیا تو تو پہچان میں ہی نہیں آرہا ۔ " محبت سے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرے وہ نم آنکھوں سے اس کا دیدار کر رہی تھی ۔

"ہاں جی ہاں جی میں تو جب نرسری میں تھا تب گیا تھا نا اب میٹرک کر کہ لوٹا ہوں تو بڑا تو میں نے ہونا ہی تھا ۔" اُس کا کہنا تھا اور سب ہنس پڑے ۔

"چل بس بس زیادہ ناٹنکی نہیں کر اب۔" ہلکے سے اُس کا کان کھینچا آنکھیں تو جیسے بہنے کے بہانے پکڑ رہی تھی ۔

"بس ممی اب رونا نہیں آپ نے پلیز۔" مصطفٰی نے انگلیوں کی پوروں سے اُن کے آنسو چنے ۔

NOVEL HUT

ماں بیٹا ایک لمبے انتظار کے بعد مل رہے تھے اور اب وہ مسکرا رہے تھے ۔ سامان وغیرہ تو ساحل اور ارمان نے نکال لیا تھا ۔ اب وہ اپنے ماں کا ہاتھ تھامے قدم قدم چلنے لگا اس

کا رُخ اندر کی جانب تھا ۔ تھوڑے فاصلے پر ربینہ نے اسے روکا اور اُس کی نظر اتاری ۔ سب اندر کی جانب بڑھ گئے ۔

ابھی وہ دروازے سے چند قدم دور ہی تھا کہ کسی احساس کے تحت رُک گیا ، عین اسی جگہ پر جہاں وہ آٹھ سال پہلے کھڑا تھا کسی کے سامنے ۔ نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی وہ ہاتھ باندھے کھڑی تھی انکھوں میں ہلکی ہلکی نمی بھی تھی اور چہرے پر خوشی کے آثار بھی تھے ۔ آج اتنے سالوں بعد اسے سامنے سے دیکھنے پر ایک الگ سی چمک اس کے چہرے پر دکھنے لگی تھی ۔ بھوری آنکھوں میں چمک واضح ہوئی اور وہ مسکرانے لگا ۔۔

NOVEL HUT

آہستہ سے قدم بڑھائے اور اب وہ بلکل اس کے سامنے کھڑا تھا ۔ وہ اب بھی یوں ہی مسکرا رہی تھی ۔ کچھ دیریوں ہی کھڑے رہے ۔پھر بات کا پہلا آغاز مصطفٰی کی طرف سے ہوا۔

"نور! آپ بالکل نہیں بدلی۔" نگاہیں زمین پر نا جانے کیا کھوئی ہوئی چیز تلاش کرنے لگی۔

" لیکن تم تو کافی بدل گئے ہو، داڑھی واڑھی، باڈی شاڈی کہیں لڑکی وغیرہ کو پٹانے کے چکروں میں تو نہیں تھے وہاں پر۔" سرتاپیر اس کا خوب جائزہ لیتے اب وہ پوچھ رہی تھی آنکھوں میں واضح شرارت جھلک رہی تھی۔

ایک نظر خود پر ڈالے مسکراتے ہوئے اب اس نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ میں تو بلکل وہی ہوں نور جو آٹھ سال پہلے تھا۔ آپ چاہیں تو میرا امتحان بھی لے سکتی ہیں گارنٹی دیتا ہوں فُل مارکس سے پاس ہوں گا۔"

"ڈرامے باز ! " وہ اب ہنستے ہوئے اپنی آنکھیں صاف کر رہی تھی ۔ اور وہ اسے دیکھ رہا تھا ۔آٹھ سال کا انتظار تھا اب وہ اس کی تصویر حفظ کر رہا تھا ۔

"کیسے ہو ؟ " مسکراہٹ اب بھی برقرار تھی ۔

"میں تو بلکل فٹ آپ کے سامنے ہوں ، آپ خود اندازہ لگائیں کہ میں کیسا ہوں ۔ "
وہ بھی مسکرا رہا تھا (بہت خوبصورت مسکراہٹ تھی اس کی کوئی اُسے بتائے کہ یوں کھلے عام نہیں مسکرایا کرتے۔نظر لگ جاتی ہے۔)

"مجھے تو ٹھیک ہی لگ رہے ہو بلکہ مجھے تو دال کالی کالی نظر آرہی ہے ۔ " ناجانے وہ اس کے چہرے پر کیا تلاش رہی تھی ایک پل کیلئے بھی نظر نہیں ہٹا رہی تھی ۔

"دال کالی ہی نظر آئی گی نا نور کیوں کی سالن جو جل گیا ہے۔ "چہرہ اس نے ایسے بنا لیا جیسے یہ کوئی اہم بات ہو جس سے اس نے نورے کو آگاہ کیا ۔

"ہاں ہاں اب بس کرو میں سمجھ گئی ۔"آنکھوں میں آئی ہلکی نمی پھر سے صاف کی ۔

آپ کیسی ہیں نور ۔ " اور اس کے پوچھتے ہی اس کی مسکراہٹ تھوری پھیکی پڑ گئی لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا ۔

"میں تو ٹھیک ٹھاک مجھے کیا ہونا ہے بھلا ۔ " اس نے اپنا انداز بالکل نارمل رکھا اب جب وہ واپس آہی گیا تھا تو اداسی کس بات کی اس نے اپنی اداسی ظاہر نا ہونے دی نا وہ اسے یہ

بتا سکی کہ اس کے بعد وہ کتنی تنہا تھی ۔ ایسا کوئی دن نا گزرا جب اس کی یاد اس کے ساتھ نا ہوئی ہو ۔

" بچے اندر آجاؤ دونوں بیٹھ کر بات کرو اب کیا پورا دن کھڑے رہو گے ۔ " ان دونوں کو وہیں پر کھڑے پا کر رہینہ نے کہا ۔

" چلیں اندر چلتے ہیں ۔ " مصطفٰی نے ماں کی بات سنتے نورے سے کہا ۔

NOVEL HUT

"ہاں چلو ۔ " مصطفٰی نے اسے آگے چلنے کا اشارہ کیا اور خود اس کے پیچھے پیچھے اور دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے ۔

اب وہ دونوں اندر آگئے ہال میں سب بیٹھے تھے باتیں کر رہے تھے اتنے میں دوپہر کے کھانے کا وقت ہو گیا پھر سب نے مل کر کھانا کھایا نورے اپنی خالہ کے ساتھ کچن میں مصروف ہو گئی مصطفٰی کے کچھ اور دوست اس سے ملنے آگئے تو وہ اور ارمان ان کے ساتھ باہر بیٹھ گئے ساحل کھانا کھانے کے بعد نکل گیا تھا نورے کچن میں کام کر رہی تھی جب پیچھے سے روبینہ نے آواز لگائی۔

" بچے تم بھی اب آرام کرو مصطفٰی کے دوست چلے گئے میں نے اس سے کہا تم اب آرام کرو جب سے آیا ہے بس باتیں کیے جا رہا ہے تھوڑی دیر آرام کرے گا تو بہتر محسوس کرے گا۔ "

NOVEL HUT

"جی خالہ آپ نے صحیح کیا میں بھی بس گھر کے لیے نکل رہی ہوں امی نے کال کی تھی عائشہ آرہی ہے مجھ سے ملنے اسے مجھ سے کچھ کام ہے تو میں چلتی ہوں۔ مصطفٰی سے تو میں مل لی اور ابھی وہ تھکا ہوا ہوگا اسے آرام کرنے دیں میں پھر آؤں گی۔ "

"اچھا بچے مجھے تمھیں کچھ بتانا تھا۔ "

"جی خالہ کیا بات ہے۔"

NOVEL HUT

"بیٹا کل سکول کی چھٹی ہے واشروم والی سائڈ اور گراؤنڈ میں تھورا مرمت کا کام ہو رہا ہے ایسے میں بچے بھی ڈسٹرب ہوتے تو انھیں بھی اور ساتھ میں سٹاف والوں کو بھی آف ملا ہے۔ "

"اچھا چلیں ٹھیک ہے، میں تو کل بھی نہیں جا پائی تھی اور آج بھی۔ "

"کوئی بات نہیں بچے تمھاری جگہ مینج ہوگئی تھی پریشان مت ہوا کرو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ۔"اس کا ہاتھ تھامے ربینہ نے نہایت پیار سے کہا ۔نورے نے بھی مسکراتے ہوئے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"چلیں خالہ میں اب چلتی ہوں۔ " ان کی طرف دیکھتی وہ بولی۔

NOVEL HUT

"بیٹا رک جاتی لیکن تمھیں تو جلدی ہے جانے کی اگلی بار آؤ گی نا تو جانے نہیں دوں گی ۔ " بہت پیار سے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"خالہ آج تو نہیں رک سکتی پکا پھر آوں گی تو ضرور رکوں گی انشاءاللہ۔ "نورے بھی انھیں یقین دلاتے ہوئے بولی۔

" اچھا بچے جیسا تمہیں مناسب لگے ساحل کو بلایا ہے یا کیسے جاؤ گی۔ " ہمیشہ کی طرح انھیں اس کے واپس جانے کی فکر ہوئی ۔

" نہیں خالہ عائشے مجھے پک کرے گی بس تھوڑی دیر میں۔ "

NOVEL HUT

"اچھا بچے اپنا دھیان رکھنا ۔" ربینہ اسے گلے لگاتے ہوئے نرمی سے بولی تھی۔

"جی خالہ۔" اس سے ملنے کے بعد روبینہ اپنے کمرے کی طرف چل دی نور موبائل پر عائشے کو میسج ٹائپ کرنے لگی وہ باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ سامنے مصطفٰی کھڑا دکھائی دیا تھا۔

"تم گئے نہیں اپنے کمرے میں۔" اسے لگا وہ اپنے کمرے میں سو رہا ہوگا۔

"بس جانے ہی لگا تھا کہ آپ کی باتیں سن لی آپ جا رہی ہیں۔"بال ماتھے پر بکھرے سے تھے رف سا حلیہ وہ تھک تھکا سا لگ رہا تھا۔

NOVEL HUT

"ہاں تم سے تو میں مل لی تم بھی کافی تھک گئے ہوگے اب تم آرام کرو میں کل آؤں گی۔
"اب وہ عائشے کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"رُک جاتی تھوڑی دیر ۔ " اُس کی بات پر اس نے ہلکا سا سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر وہ مسکرائی ۔

"میں پھر آؤں گی عائشہ کو مجھ سے کچھ کام ہے مجھے اس کے ساتھ کہیں جانا ہے تو مجھے جانا پڑے گا ۔"

"اوکے تو پھر کل آپ ضرور آئیں گی اسی شرط پہ اب میں آپ کو جانے دوں گا۔ "

یاد دھیانی کے لفظ اب اس نے شرط لگا لی جیسے کل آنا تو بہت ضروری ہے بھئی ۔

"ہاں میں ؟آؤں گی انشاءاللہ ۔" اس نے بھی ہاں میں ہاں ملائی ۔

تو ٹھیک ہے اپنا خیال رکھیے گا ۔" اس نے اپنے ہاتھ پیچھے باندھ لئے ۔

"تم بھی اپنا خیال رکھنا اور جا کر آرام کرو ۔ "

"میں چھوڑ دوں آپ کو ۔ "

"اور تمھیں کیوں لگتا ہے کہ میں تمھیں اتنی زحمت کرنے دوں گی وہ بھی اس حالت میں کہ جب تم کچھ وقت پہلے ہی تھکے تھکے لوٹے ہو ۔" مسکراتے ہوئے اس نے کہا ۔اس کا جواب سنتے وہ بھی سر نیچے جھکائے مسکرا دیا ۔

"مجھے عائشہ پک کرے گی تم فکر نہیں کرو۔" وہ کچھ اور کہتی کہ اسے کال آنے لگی اس نے کال نہیں اٹھائی کیوں کہ وہ جانتی تھی وہ بس عائشہ کی طرف سے اشارہ تھا کہ باہر آجاؤ۔

"دیکھو وہ آگئی اب میں چلتی ہوں۔" اپنی چیزیں لیتی وہ اب باہر نکلنے کو تھی۔

"چلیں میں آپ کو باہر تک چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ بھی اس کے ساتھ آتے ہوئے اس سے کہتا ہے۔

NOVEL HUT

مصطفٰی اُسے باہر چھوڑنے آیا سامنے اُس کی گاڑی کھڑی تھی وہ عائشے کے ساتھ چلی گئی اور وہ واپس مڑگیا۔

☆★☆★☆★

نور پر عائشہ کی نظر پڑتے ہی عائشہ غصے سے آگ بگولا ہو گئی۔ " یار کتنی دیر لگا دی تم نے ۔" وہ کافی ناراض لگ رہی تھی۔

" سوری یار مجھے لیٹ ہو گیا تھوڑا تمہیں پتہ تھا نا آج سارا دن مصروف تھا مصطفٰی آرہا تھا واپس تو میں تو صبح سے وہی تھی ۔ " اب وہ اسے تفصیل سے بتا رہی تھی تاکہ اس کا موڈ تھوڑا سا ٹھیک ہو سکے ۔

"دوپہر کا کیا ٹائم ہو رہا ہے دیکھو اتنا لیٹ ہوگیا اب اگر بازار بند ہوا نا تو دیکھنا تم میں تم سے بات نہیں کروں گی۔ "عائشہ سخت ناراضگی جتاتے ہوئے بولی اور رخ دوسری طرف موڑ لیا۔

"واٹ بازار بند دوپہر کو بازار کیوں بند ہو گا رات تھوڑی ہوئی ہے؟ "۔ نورے کو کچھ حیرانگی ہوئی۔

"کیوں کھانا کھانے کیلئے نہیں بند کرتے۔ " اس کی یہ بات سنتے نورے کی ہنسی کنٹرول کرنے مشکل ہوگئی۔

"واہ بھئی اب تم میرا مزاق اُڑاؤ۔ " اس نے کہتے ساتھ رُخ واپس سے شیشے کی طرف موڑ دیا۔

" اچھا بابا سوری دیکھو میں آگئی ہوں نا ۔ " نورے اُسے منانے کی ناکام سی کوشش کرنے لگی ۔

"ہاں ہاں جیسے بڑا تیر مار لیا ہے تم نے میرے بولنے پر آگئی ہو تمھیں تو مصطفٰی کے آگے کچھ دکھتا ہی نہیں ہے دیکھو تو اب صبح سے وہاں پہنچی بیٹھی تھی اور میرا کیا مجھے تو تم بھول ہی جاتی ہو۔ "

NOVEL HUT

"یار کیا ہوگیا ہے عائشے اب بس کرو نا جانے بھی دو اب یہ سب تمہارے بولنے پہ ہی تو آئی ہوں میں، ہاں بولو کہاں جانا ہے اور ایسا کیا ضروری لینا ہے جو مجھے تم اتنے دنوں سے تیار کر رہی ہو ۔ " کافی لمبی چوڑی کھینچنے کے بعد اب جا کر نورے کو کہیں پتے کی بات پوچھنے کا موقع ملا ۔

"یار مجھے میری کزن نہیں ہے جو میری ماموں کی بیٹی ۔ " اب وہ مکمل رُخ اس کی جانب موڑ گئی ۔

"ہاں ہے تو اسے کیا ۔ "

"اُس کی شادی ہے یار اور مجھے اس کے لیے چیزیں وغیرہ لینی ہیں اور تمہیں پتہ ہے میں کبھی کچھ اچھا نہیں لے سکتی مجھے سمجھ نہیں آتی میری چوائس ہی بہت بری ہے ۔ "

"تو یہ بات تھی تم مجھے اتنے دنوں سے کہہ رہی تھی کہ مجھے تم سے اتنا ضروری کام ہے اور مجھے لگا بھئی پتا نہیں کیا بات ہوگی ۔" وہ اب اسے تنگ کرنے کے غرض سے ایسا کہہ گئی

حالانکہ اسے پتا تھا کہ اسے لینے دینے کی چیزوں سے کتنی چڑ ہے اور نا اسے کچھ سمجھ آتی ہے ۔

"تو کیوں تمہیں یہ کوئی کام نہیں لگتا میرے لیے تو یہ بہت بڑا کام ہے۔ "

"یار یہ کام تھوڑی ہے ۔" نورے نے شرارت سے کہا۔

"تو اور کیا ہے ۔ " اب کی بار عائشے نے دانت کچکچائے۔

" اچھا چلو چھوڑو تم سے بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے چلو اب اترو بھی ۔" باتوں باتوں میں تو پتہ ہی نہیں چلا اور وہ دونوں پہنچ بھی گئیں ۔ اور پھر عائشہ بیگم اور اس کی

پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیزوں کا کرتے کرتے صرف ایک جوڑا لینے پر اس نے نور پر پورا دن بازار میں گزروا دیا شام ہونے کو تھی جب نورے واپس گھر لوٹی عائشہ خود چھوڑنے آئی تھی۔

"گُل بچے کدھر رہ گئی تھی تم اتنی دیر لگادی وہاں سے تو دوپہر کی نکلی تھی۔ " ابراھیم صاحب باہر ٹہلتے فکر مند سے نظر آرہے تھے۔

"بابا عائشہ کے ساتھ گئی تھی اسے کچھ کام تھا بس وہی لیٹ ہو گئی۔ "

"کیسے آئی ہو ؟"

" وہ چھوڑ گئی ہے بابا ۔ "

"بیٹا مجھے کال کر دیتی تمہیں پتہ ہے کس طرح کا دور چل رہا ہے اتنی رات کو تم دونوں اکیلے آئی ہو اکیلے آنا صحیح نہیں ہے۔ "

نہیں بابا بس دیر ہو رہی تھی تو بس اسے لیے اور اس کا ڈرائیور ساتھ تھا زیادہ دیر ہوتی تو میں بھائی کو بلا لیتی اور میں نے موبائل پہ لوکیشن آن کر دی تھی اس سے آپ کو پتہ چل رہا تھا کہ میں کدھر ہوں۔ " اس نے قریب آکر ان کا ہاتھ تھام لیا۔

" سو تو ہے اسی سے تو مجھے پتا چل لگا کہ بچی گھر سے باہر ہے وہ تو بیگم صاحبہ نے بتایا کہ تم دوست کے ساتھ کہیں گئی ہو ۔ " نہایت پیار سے اسے گلے لگائے وہ کہہ رہے تھے ۔

" جی بس وہ اتنے دنوں سے مجھے کہہ رہی تھی کہ اسے مجھ سے کچھ کام ہے آپ کو پتہ ہے میں اسے منع نہیں کر سکتی میری واحد دوست ہے وہ۔ "

" اچھا بچے اچھا کیا جو چلی گئی چلو اندر چلتے۔ " ابراھیم صاحب اسے اپنے ساتھ لگائے اندر کی جانب بڑھ گئے ۔

کھانا کھا کر سب اپنے کمروں کی طرف چلے گئے نورے بھی بہت تھک چکی تھی اس لیے وہ اپنے کمرے میں آتے ہی سو گئی ۔

صبح اس کی انکھ آذانوں پر کھُلی اُٹھ کر اس نے نماز پڑھی اور پھر سو گئی پورے دن کی تھکان تھی کہ اُترنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی جب وہ اُٹھی تو صبح کے ساڑھے سات

بج رہے تھے جلدی سے اُٹھ کر فریش ہوئی اور نیچے آگئی جہاں سب ناشتے کے لیے ٹیبل پر موجود بیٹھے تھے وہ بھی سب کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔

☆★☆★☆★

" بچے آج تو تم سے ہم سب آگے ہو گئے آپ نے آنے میں دیر کردی ۔ "تایا جان نے لاڈ سے اسے پکارا تھا ۔

" وہ تایا جان میں کل بہت تھک گئی تھی میں صبح نماز کے لیے اُٹھی تو میں واپس سو گئی بس اسی وجہ سے " " وہ کچھ شرمندگی سے بتانے لگی ۔

" چلو بچے کوئی بات نہیں ہر وقت انسان ایک حال میں تو نہیں رہتا نا " " تایا نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا تو وہ بھی مسکرا دی ۔

پھر سب ناشتے کرنے میں مصروف ہو گئے ساتھ ساتھ میں ہلکی ہلکی باتیں بھی کرنے لگے۔کہ اتنے میں تایا کے موبائل پر کال موصول ہوئی ۔ سکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر وہ مسکرائے۔

"ہاں بچے سب ٹھیک ہیں، تم سناؤ وہاں کا موسم وغیرہ کیسا ہے ۔ " اور وہی دیسی فارمیلیٹی پہلے صحت کے حال چال پوچھنے پھر موسم کے اور وغیرہ وغیرہ۔

"وعلیکم سلام ! تم بھی اپنا خیال رکھنا ؛ اللہ حافظ ۔" تقریباً مختصر سی گفتگو کے بعد کال کاٹ لی گئی ۔ اب اُن کا رُخ باقی سب کی طرف تھا ۔

"کس کی کال تھی بھائی صاحب۔" ابراھیم صاحب نے ان کے چہرے پر خوشی کے اثرات دیکھتے ہوئے ان سے پوچھا ۔

"شازم کی کال تھی سب کی خیریت پوچھ رہا تھا۔" اُنھوں نے سب کو آگاہ کیا۔

"آپ نے میری بات نہیں کروائی ؟" نسرین بیگم صاف ناراض لگ رہی تھی۔

"بیگم صاحبہ وہ کام میں مصروف تھا بس حال چال پوچھنے کے لئے کی تھی کال دوبارہ کرے گا تو جی بھر کر لیجئے گا بات ۔" اب کی بار وہ نسرین کی طرف رُخ کرتے مسکراتے ہوئے بولے تھے ۔ ان کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی مسکرائے تھے ۔

تقریباً دس بجے کا وقت تھا جب نورے اپنے ماں کے ساتھ باہر لان میں بیٹھی باتوں میں مصروف تھی جب دروازے پر یقدم عائشہ نمودار ہوئی۔ حیرت سے اُس کی طرف دیکھنے لگی پھر وہ اُٹھی اسے اندر آنے کا اشارہ کیا وہ چلتے چلتے اس کے پاس آگئی پھر محترم انداز سلام کیا ۔

NOVEL HUT

"وعلیکم سلام بچے ، کیسی ہو ۔"ریحانہ بیگم آگے بڑھی اور اسے گلے لگایا ۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی، آپ کیسی ہیں ۔"

"میں بھی الحمدللہ ٹھیک ہوں بچے آو بیٹھا کھڑی کیوں ہو۔" ریحانہ بیگم نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا۔

"نہیں آنٹی میں بیٹھنے نہیں آئی مجھے نورے کو اپنے ساتھ لے جانا ہے بازار کچھ کام ہے کیا میں اسے لے جاؤں۔" وہ ریحانہ بیگم کی طرف دیکھتی ہے۔

"بیٹے کل ہی تو گئی تھی آپ بازار پھر اچانک دوبارہ کیوں جانا ہے۔" ریحانہ بیگم نے وجہ جاننی چاہی۔

"جی آنٹی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن ایک بہت ضروری چیز ہے جو رہ گئی تھی وہی لینی تھی میں اکیلے نہیں جا سکتی چلی بھی گئی تو مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا اس لیئے نورے کو اپنے

ساتھ لے جانا چاہتی ہو۔" اس نے معصومیت سے کہہ کر نورے کی طرف دیکھا۔اس کی بات سنتے ریحانہ بیگم مسکرا دی۔

"میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی بیٹا بھلا نورے کو آپ کے ساتھ جانے سے کوئی روک سکتا ہے کیا"۔اُن کی بات سنتے عائشہ بھی مسکرا دی۔ اسے نورے کے گھر والے پسند تھے ہی مگر اسے ان کی سب سے اچھی بات یہ لگتی تھی کہ اگر وہ کبھی کچھ مانگتی بھی تھی تو کبھی کسی نے اسے انکار نہیں کیا تھا آج کی طرح بلکل اپنے بچوں کی طرح اسے بھی اس گھر کا فرد سمجھا جاتا تھا۔

NOVEL HUT

"میں چادر لے کر آتی ہوں۔"نورے اسے کہتی اندر کی جانب چلی گئی۔

"آج تم سکول نہیں گئی ؟"نورے عائشہ کے سوال پر اسے دیکھتی ہے۔

"نہیں آج کچھ کام چل رہا تھا تو سکول والوں کو چھٹی دی گئی ہے ساتھ میں سٹاف والوں کو بھی مجھے بھی خالہ نے کل بتایا جب میں گئی تھی تو۔"

"اوو یہ تو اچھی بات ہے تمھیں ایک اور دن آرام کرنے کو مل گیا۔"معصامیت سے آنکھیں جھپکائیں عائشہ اپنی بات کہتی نورے کی طرف دیکھتی ہے۔

"ہاں کروا ہی نا لے کوئی مجھ سے آرام اور جب دوست ہی ایسی ہو تو اللہ اللہ۔" خود سے بڑبڑاتے ہوئے وہ شیشے سے باہر دیکھنے لگتی ہے۔

"کچھ کہا کیا تم نے ؟"

"نہیں تو ۔" نورے نے کندھے اچکائے ۔

"میری پیاری دوست ایک بات تو بتاؤ جب تم کل گئی تھی تو لے لیتی نا کل ہی سب کچھ ۔"

"یار بات یہ ہے کہ کوئی ضروری چیز نہیں ہاں میں نے اپنے لیئے اور چیزیں لینی ہیں رات کو ہی ارادہ بنایا میں نے۔"نہایت معصومیت سے جواب دیا گیا ۔

"یعنی تم نے امی سے جھوٹ بولا ۔"نورے کو حیرت ہوئی ۔

"میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا کیا میری چیزیں لینا ضروری نہیں ہیں ؟ میں نے تو اُن سے وہی کہا کہ مجھے کچھ ضروری لینا ہے جو کل رہ گیا تھا سمپل اس میں کیا جھوٹ بھلا ۔"(اننی معصوم تم سچ میں ہوتی عائشے تو کیا ہی ہو جاتا)۔

"تم نہیں سدھرو گی ۔" نورے اس کی بات کا جواب دیتی سر دائیں بائیں ہلاتی ہے ۔
بازار پہنچتے ہی کبھی ایک جگہ کبھی دوسری ، کبھی سائز ، کبھی کلر ، کبھی کون سے خامی کبھی کون سی ۔۔

ایویں اُسے لے گئی سوائے ایک جوڑا لینے کے جو بڑی مشکل سے اُسے پسند آیا اُس کے بعد ناتو وہ اُس کی پسند کا کچھ لے رہی تھی نا اپنی ۔۔ فضول میں وہ اُسے اپنے ساتھ کبھی اِدھر تو کبھی اُدھر دوڑاتی رہی اور یوں وہ ایک پورا دن عائشہ کے ساتھ ضائع کر گئی ۔

دیر شام اُس کی واپسی گھر کو ہوئی ۔

"اندر آجاؤ کھانا کھا کر چلی جانا تھوڑی دیر رُک بھی جاؤ گی اب تو ویسے بھی رات ہو گئی ہے۔" نورے کی بات پر عائشہ مسکرائی اور اس کا ہاتھ دبایا۔

"نہیں انشاء اللہ پھر کبھی۔" پھر الوداعی کلمات کہہ کر وہ گھر کو روانہ ہو گئی۔

پورا دن مصروفیات میں گزر گیا اور سب باتوں وغیرہ میں نورے کے تو ذہن سے نکل ہی گیا تھا کہ اُسے آج خالہ کی طرف جانا تھا جیسا کہ اُس نے خالہ اور مصطفٰی سے کمٹمنٹ کر دی تھی کہ اُس نے آج جانا تھا لیکن گھر میں بھگ دوڑ لگ گئی اور ان سب میں تو جیسے وہ سب بھول ہی گئی اور اُدھر مصطفٰی کو بار بار خیال آتا رہا کہ وہ تو آنے کا کہہ کر گئی تھی پھر کیوں نہیں آئی مگر پھر وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مصروف ہو گیا تھا رات کو جا کر جب وہ فری ہوا تو اسے دوبارہ خیال آیا۔

"آج تو نور نے آنا نہیں تھا وہ کیوں نہیں آئی بھلا اُنھیں کیا کام ہوگا جو وہ نہیں آئی۔" کچھ سوچنے کے بعد وہ اُسے کال کرتا ہے، کال نا اُٹھانے پر وہ اسے میسج کردیتا ہے۔

" نور آپ آئی نہیں آج کوئی مصروفیت تھی کیا، میں انتظار کرتا رہا پورا دن اور ممی بھی پوچھ رہی تھی۔" کچھ دیر انتظار کیا جواب نا ملنے پر وہ سونے کے لیے لیٹ گیا۔ایک تو جب کوئی پردیس سے واپس آتا ہے تو رشتہ داروں اور دوستوں کا ملنا ملانا لگا ہی رہتا ہے تقریبا ایک ہفتے تک تو انسان سکون سے سانس نہیں لے سکتا وہ جو تھکن ہوتی ہے وہ الگ۔

☆★☆★☆★

چھٹی کا دن تھا آج سب گھر پر تھے تو سب ساتھ لان میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے ۔

وہ لوگ ابھی ناشتہ کر کے باہر بیٹھے تھے ۔ جب یکدم دروازے پر گاڑی کا ہارن سنائی دیا گارڈز نے دروازے کھول دیا اور گاڑی کو اندر آنے دیا ۔ ساحل بھی تشویش میں اٹھا کہ ایسے کیسے کسی انجان گاڑی کو اندر آنے دیا جا سکتا ہے وہ اسی سوچ میں آگے بڑھا اسے دیکھتے رحیم صاحب اور اِبراھیم صاحب بھی اُٹھے تھے ان کے چہرے پر بھی بل نظر آرہے تھے البتہ رحیم صاحب کا چہرہ سپاٹ تھا ۔

NOVEL HUT

گاڑی جب اندر آکر رکی تو اس میں سے ایک نوجوان اترا اس کا چہرہ فلحال دوسری جانب مڑا ہوا تھا شاید وہ کچھ دیکھ رہا تھا پھر اس نے واپس جھک کر گاڑی کے اندر سے ایک بیگ نکالا ایسا بیگ اکثر آج کل کے نوجوان سفر کے دوران اپنی آسانی کے لئے رکھتے ہیں جس

میں ان کی ضرورت کی تمام اشیاء ہوتی ہیں اس کے پاس بھی ویسا ایک بیگ تھا جسے نکالنے کے بعد وہ اپنے کندھے پر لٹکا گیا ۔

پھر وہ گاڑی کا دروازے بند کرتے جیسے ہی سیدھا ہوا سب کا مانو حیرت کے مارے منہ ہی کھل گیا ۔نسرین بیگم کو تو جیسے سکتہ ہی پڑھ گیا ۔ ساحل جو گاڑی کی طرف جارہا تھا وہ اپنی جگہ ساکت ہوا ۔

نوجوان مسکراتے ہوئے اب سب کی جانب بڑھ رہا تھا ۔

"شازم رحیم ملک۔۔" رحیم ملک اور نسرین رحیم ملک کا بیٹا جو اپنے تعلیم کے آخری مرحلے کو پورا کرنے فرانس گیا تھا اور اب چار سال بعد گھر واپس لوٹا تھا ۔

جیسے ہی اس کی ماں نے اسے سامنے سے آتے دیکھا پہلے تو انھیں یقین نہیں آیا پھر جب آہستہ آہستہ ذہن بیدار ہوا تو آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی اور پھر وہ روانگی پکڑ گئیں اب وہ

آتے آتے بالکل اپنی ماں کے سامنے آکر رُک گیا وہ اب بھی مسکرا رہا تھا اس کی ماں نے جیسے ہی اپنے سامنے اسے دیکھا تو جھٹ سے اُس کے گلے لگ گئی، وہ رو رہی تھی زاروقطار یہ اولاد چیز ہی ایسی ہے کہ اچھے اچھوں کو رُلا کر رکھ دیتی ہے پھر وہ اس سے الگ ہوکر اُس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر چومنے لگی۔

"ممی پلیز یار میں بچہ تھوڑی ہوں۔"

"اوئے بس کر انگریز کی اولاد۔" رحیم صاحب نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت لگائی تو وہ ہنسنے لگا اور اُن کے گلے لگ گیا۔ پھر وہ ساحل کی طرف بڑھا۔

"آؤ آؤ میاں اچانک سے آئے لیکن درست آئے خیر سے آئے ہو یا ساتھ کوئی دھماکہ بھی لائے ہو۔" ساحل اسے گلے لگائے چڑھا رہا تھا۔ اُسے سُن کر وہ بھی ہنسنے لگا۔

"نہیں یار سب خیریت ہے، میں نے آپ سب کو بہت مس کیا میں بتا نہیں سکتا خاص کر تمھیں۔" وہ واقعی خوش نظر آرہا تھا۔کافی تبدیلی بھی اس میں نظر آرہی تھی۔

"تمیز کر لو تھوڑی ایک سال بڑا ہوں تم سے آپ کہہ کر بلایا کرو۔"

"بلوا ہے نہ لو تم مجھ سے آپ۔" اس کے لہجے میں شرارت واضح تھی۔

NOVEL HUT

"اسے دیکھ کر گھر کا ہر فرد خوش تھا۔"

"اور بس اب آگئے ہو تو اب تم نے جانا نہیں ہم دونوں بھائی ساتھ مل کر رہیں گے اور جو بھی کریں گے ساتھ مل کر کریں گے اوکے برو۔" ساحل اس کے کندھے پر ہاتھ پھیلائے اسے دوستانہ انداز میں کہنے لگا۔

"ڈن برو تم بالکل صحیح کہہ رہے ہو اب ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔"وہ دونوں واقعی ایک دوسرے کو دیکھ کر بہت خوش تھے۔

"برخوردرا ابھی ہم تمھیں ڈاکو سمجھ کر کچھ کر دیتے تو۔" اِبراھیم صاحب اس کے گلے لگے کان میں کہنے لگے۔ ان کی بات سنتے وہ محفوظ ہوا۔

"مجھے پتا ہے چھوٹے پاپا جب آپ اس ڈاکو کا چہرہ دیکھتے تو ضرور اس کے گلے لگ جاتے جیسے ابھی لگے ہوئے ہیں۔" وہ بھی ان کے گلے لگے کان میں کہہ رہا تھا۔ ابراھیم

صاحب کُھل کر ہنسے اور اس کی پیٹھ تھپتھپائی ۔ان سے علیحدہ ہوتے پھر وہ ریحانہ بیگم کی طرف آیا ۔

"میرا شہزادہ بچہ تمھیں دیکھ کر کتنی خوشی ہو رہی ہے میں بتا نہیں سکتی۔" شازم نے محبت سے اُنھیں اپنے ساتھ لگایا ۔

"اسی خوشی کے لئے تو اتنے پاپڑ بیلنے پڑھے مجھے تاکہ آپ سب کے چہروں پر یہ خوشی دیکھ پاؤں ۔"

"کیا مطلب کیسے پاپڑ۔" ابراھیم صاحب تھوڑی تشویش کا شکار ہوئے ۔

NOVEL HUT

"مطلب یہ کہ وہ سب کو سرپرائز دینا چاہتا تھا اس لئے اس نے مجھے پہلے سے بتا دیا تھا کہ وہ آرہا ہے اور بس پھر ہم دونوں باپ بیٹے نے مل کر اس پلان کو سرانجام دیا۔" رحیم صاحب نے سب کو شاکڈ میں ڈالے اپنی بات کہہ ڈالی ۔

"مطلب آپ کو پہلے سے پتا تھا ، تو آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا ؟" نسرین بیگم ناراض ہوئیں ۔

"بیگم بتا دیتا تو سرپرائز خراب ہو جاتا اور سرپرائز خراب ہوتا تو یہ جو خوشی سب کے چہروں پر دِکھ رہی ہے وہ کیسے دکھتی اور سب سے بڑی بات آپ کی یہ ڈراؤنی شکل پھر ہم کیسے دیکھ پاتے۔" آخری بات انھوں نے واضح شرارش سے کہی تھی ۔ ان کی بات سنتے سب کا قہقہہ گونجا ۔

اور نسرین بیگم نے ناک چڑھا لی (اللہ اللہ ڈراؤنی شکل والی آنٹی غصہ نہیں کرتے چِل چِل)

"چلو بھئی اندر چلو۔" رحیم صاحب اسے اندر آنے کا کہتے خود گارڈز کی طرف مڑ گئے تاکہ انھیں تاکید کر سکے کہ سارا سامان اس کے کمرے میں پہنچا دیا جائے ۔ اس کے علاوہ باقی سب اندر کی طرف چل دے ۔ جبکہ شازم اور ساحل اب تک کھڑے کچھ کہہ رہے تھے اور ہنس رہے تھے ۔

نورے جو کوئی کتاب لیے باہر آئیسا حل کو ہنستا ہوا دیکھ زرا دیر کو رُکی اور معامہ سمجھنے کی کوشش کی کہ اتنے میں اُس کی نظر کسی پر پڑھی (لمباقد سیاہ چمکدار بال جو جیل سے سیٹ کئے ہوئے تھے نیوی بلیو شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس کندھے پر ایک بیگ لٹکائے) جو اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا اُسے زرا حیرت ہوئی اس نوجوان کی شان بان سے ایسا تو نہیں لگتا تھا کہ وہ کوئی جانا پہچانا ہے آخر وہ کون ہو سکتا ہے شاید کوئی ساحل کا دوست ۔

اُس نے آگے کی جانے قدم بڑھائے۔

"لو نورے بھی آگئی۔" ساحل کی نظر اس پر پڑھی تو اس نے دھیان اس طرف کروایا ایسا لگتا تھا وہ اس نوجوان کو بتانا چاہ رہا تھی (ایسا نورے کو لگا)۔

وہ نوجوان جیسے ہی پیچھے مڑا نورے حیرت کے مارے منہ کھولے کھڑی رہ گئی۔ اور وہ مسکرا دیا۔

"اصل حیرت تو نورے کو ہو رہی ہے برو دیکھ اس کا تو رنگ ہی اڑھ گیا۔" ساحل ہنستے ہوئے اس کے کندھے کو تھوڑا سا جھٹکا دیتا ہے۔ اس کی بات سنتے وہ ساحل کی طرف دیکھتا ہے پھر واپس نورے کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ساحل اب تھوڑے فاصلے پر کھڑے مالی سے کچھ کہہ رہا ہوتا ہے۔

نورے اب حیرت سے باہر آتے آگے بڑھتی ہے اور نظریں جھکائے اس کے سامنے جا کر کھڑی ہو جاتی ہے ۔ سمجھ نہیں آرہی کیا بات کرے کدھر سے آغاز کرے ۔ خود کی سوچوں سے ہی لڑتے اوپر دیکھتی ہے وہ پہلے ہی اسے دیکھ رہا ہوتا ہے ۔

"اسلام علیکم ! "جب اسے چپ کھڑا دیکھتی ہے تو خود ہی بات کا آغاز کر دیتی ہے ۔

"وعلیکم سلام کیسی ہو۔" شازم اس کو اتنے عرصے بعد سامنے سے دیکھ رہا ہوتا ہے ۔یہ نہیں کہ اس نے کبھی بات نہیں کی اکثر جب وہ کال کرتا تھا تو تھوڑی بہت بات ہو جاتی تھی مگر اصل میں تو سامنے سے وہ اسے اب دیکھ رہا ہوتا ہے ۔

"میں ٹھیک ہوں۔"وہ نظریں جھکائے ہوئی تھی ۔

"تم ابھی تک شاکڈ ہو مجھے دیکھ کر۔" وہ مسکراتے ہوئے پوچھتا ہے ۔ کیوں کہ اسے وہ کافی کنفیوزڈ لگ رہی تھی ۔

"نہیں ایسی بات نہیں وہ بس۔" اور جب کچھ نا بن پایا تو انگلیاں مڑوڑنے لگتی ہے ۔

"تمھاری یہ عادت ابھی تک نہیں گئی نورے۔" اشارہ اس کی انگلیوں کی طرف تھا ۔ اسے حیرت ہوئی اس نے کب نوٹ کیا اسے ایسا کرتے ہوئے ۔

NOVEL HUT

"نہیں وہ بس ایسے ہی آپ بتائیں یوں اچانک۔" لمبی چوڑی باندھنے کے بعد اب بھی اس کی سوئی وہی اٹکی ہوئی تھی ۔

"تمھیں خوشی نہیں ہوئی مجھے یہاں دیکھ کر؟" اسے نورے کی باتیں کافی عجیب لگ رہی تھی ۔ یا شاید اتنے عرصے بعد دیکھنے کی وجہ سے ہو وہ فرق نا کر سکا ۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے مجھے کیوں خوشی نہیں ہوگی آپ کے آنے سے وہ بس ایسے ہی یوں اچانک آپ کو دیکھا تو بس اسی وجہ سے۔" کافی حد تک اپنی حیرت پر وہ قابو پا چکی تھی ۔

"اچھا چلو مان لیتے ہیں۔" شازم مسکراتے ہوئے بولا ۔

"بچے اندر آجاؤ کب تک کھڑے رہو گے ، نورے تمھیں ہی خیال کر لینا چاہیئے وہ تھکا ہارا ابھی تو آیا ہے پہلے اسے آرام کرنے دو بعد میں کر لینا باتیں ، ایسے ہی اسے دروازے پر روک رکھا ہے۔" شازم کو اُن کے لہجے میں کچھ کھٹکا ۔

"نہیں بڑی ماں آپ غلط سمجھ رہی بس۔ وہ ۔۔"

"ہاں چھوڑدو میں سمجھ گئی۔" اس کی بات وہ بیچ میں ہی کاٹ دیتی ہیں ۔

"ممی میں نے ہی اسے روکا تھا سب سے مل لیا تھا اس سے نہیں وہ ابھی ہی آئی تھی " ۔ شازم نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

NOVEL HUT

"اچھا چلو ٹھیک ہے اب تو مل لئے نا اب اندر آجاؤ۔" نسرین بیگم داخلی دروازے کے اس پار کھڑی اس سے کہنے لگی ۔

"جی آتا ہوں۔"ان کی بات سنتے وہ جواب میں کہتا ہے ۔تو وہ اندر کی جانب بڑھ جاتی ہیں ۔

"چلو تم بھی اندر چلو۔"نورے کی طرف رُخ کر کہ وہ اسے بھی اندر آنے کا کہتا ہے ۔تو وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے اندر کی جانب بڑھ جاتی ہے ۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

اگلے دن سورج اپنے آب و تاب پر تھا ۔

پہلی کرن اس کی آنکھوں میں پڑھتی ہوئی محسوس ہوئی تو اس نے ہلکا سا کسمسا کر پھر سکون سے آنکھیں بند کی لیکن پھر ہلکا سا ہاتھ اٹھا کر سورج کی کرنوں کو چہرے پر پڑھنے سے روکا اور پھر ہلکا سا مسکرا دیا۔

"چلو بھئی اب تو اٹھنا ہی پڑھے گا۔" خود سے بڑبڑاتا وہ اب اٹھ چکا تھا اور فریش ہونے کی غرض سے اپنے لئے کپڑے نکالنے الماری کی طرف بڑھ گیا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"بیٹا کیا ڈھونڈھ رہی ہو۔" ریحانہ کو کہ کچن جانے کی غرض سے نیچے آتی ہیں مگر نورے کو کچھ ڈھونڈھتا دیکھ وہی رک جاتی ہیں ۔

"امی میں نے فون کہی رکھ دیا ہے مل نہیں رہا اتنی کالز آئی ہوں گی۔" پریشانی کے عالم میں کبھی وہ ادھر تو کبھی ادھر دیکھتی ہے ۔

"آرام سے ڈھونڈو بچے ٹھنڈے دماغ سے مل جائے گا۔" ریحانہ اسے پیار سے کہتی ہیں اتنے میں باقی سب بھی آجاتے ہیں ۔

"ارے بچے اٹھ گئے تم سوئے رہتے نا تھکن اتر جاتی۔" ابراھیم صاحب شازم کو نیچے اترتا دیکھتے ہیں تو اس کے پاس جا کر کہنے لگتے ہیں ۔

"بس وہ آنکھ کھل گئی تو پھر نیند نہیں آئی تو بس اٹھنا پڑھا۔" شازم کے مسکرا کر کہنے پر ابراھیم صاحب بھی مسکرا دیے۔

"ارے گل بچے تم کیا ادھر ادھر چکر لگا رہی کچھ کھو گیا ہے کیا۔" ابراھیم صاحب اسے چیزوں کو الٹا پلٹا کر دیکھتے پا کر پوچھتے ہیں۔

"جی بابا فون نہیں مل رہا دو دن سے تو یاد ہی نہیں رہا تھا لیکن اب مل نہیں رہا۔" اس کے پریشانی سے کہنے پر ابراھیم صاحب بھی اس کے ساتھ دیکھنے لگتے ہیں انھیں کہاں اچھا لگتا ہے جب ان کی گل اداس ہوتی ہے۔

"نورے نمبر بتاؤ اپنا۔"

"جی؟"

"اپنا نمبر بتاؤ تاکہ میں کال کروں رنگ سن کر جلدی پتا لگ جائے گا فون کہاں ہے"۔اب کی بار شازم اسے پوری۔ بات سمجھاتا ہے جسے سمجھ وہ اسے اپنا نمبر کھوار دیتی ہے۔

"او ہو۔"

NOVEL HUT

"کیا ہوا؟"

اسے فون واپس جیب میں رکھتا دیکھ وہ پوچھتی ہے۔

"فون آف ہے تمھارا میڈم اب تو ایسے ہی ڈھونڈھنا پڑھے گا چلو میں بھی مدد کرتا ہوں۔"
اتنا کہتا وہ بھی فون ڈھونڈھنے میں لگ جاتا ہے۔

"مل گیا۔" وہ اپنے گٹھنوں کے بل زمین پر بیٹھا ہوا سب کو اپنی طرف مائل کرتا ہے۔

"یہ لیجئے میڈم۔" مسکراتے ہوئے اس کا موبائل سامنے کرتا ہے تاکہ وہ آکر لے جائے۔
نورے جیسے ہی اس کے ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھتی ہے تو فورا اس جانب جاتی ہے اس
کے پاس آنے پر وہ اسے فون پکڑا دیتا ہے۔

"تھینک یو، کہاں ملا؟" وہ فون کو الٹ پلٹ کر دیکھتی وہ پوچھتی ہے۔

NOVEL HUT

"صوفے کے نیچے سے۔" نہایت ادب سے کہا گیا ۔

"اوو گر گیا ہوگا اوپر سے اس کی بیٹری بھی ڈیڈ ہے میں چارج کر لیتی ہوں۔"

"ہاں ہاں کر لو چارج ورنہ پھر سے اس کے ہاتھ پیر لگ جائیں گے اور یہ صوفے کے نیچے پہنچ جائے گا او بھئی میری اور ہمت نہیں ہے کہ ڈھونڈھتا پھروں بھئی اچھا لگوں گا کیا ؟ گھر کا بیٹا گھر میں آنے کے پہلے دن ہی صوفوں کے نیچے سے پایا جائے۔" نہایت شریر سے لہجے میں اس نے اپنی بات مکمل کی ارادہ پکا اس کو تنگ کرنے کا تھا ۔

سیڑھیوں کی جانب بڑھتے ہوئے اس کی بات سنتے وہ واپس مڑی تھی ۔

"آپ کا کیا مطلب فون صوفے کے نیچے میں نے پہنچایا۔" آئبرو آچکا کر پوچھا گیا ۔

"میں نے ایسا تو نہیں کیا لیکن ہو سکتا ہے کہیں نیند میں ادھر ادھر۔" ایک ہاتھ سے اپنے بال کھجاتے اب ادھر ادھر دیکھنے لگا ۔ نورے کی سنتے ہی آنکھیں کھلی تھی حیرت کے مارے اس کا پورا کا پورا منہ کھل گیا ۔

"کیا مطلب ، کیا آپ مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے نیند میں چلنے کی بیماری ہے۔"

"ارے میں نے ایسا کب کہا اب تم خود سے کہہ رہی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

اتنا کہتا اپنے لب کا ایک کنارہ دانتوں میں چباتے آنکھیں گھمانے لگا اور ایسا کرتے وہ نہایت ہی کچھ معصوم لگا ۔

نورے کو اس کی باتوں اوپر سے اس کی حرکتوں سے تپ ہی چڑھ گئی۔

"کیوں تنگ کر رہے ہو اسے بدمعاش۔" پیچھے سے رحیم صاحب اس کا کان پکڑ ڈانٹنے والے انداز میں پوچھتے ہیں۔

پیچھے ساحل کھڑا دیکھ کر ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن نظروں سے جیسے صاف پتا چل رہا ہوتا ہے (بہت اچھا ہوا تیرے ساتھ میرے بھائی)۔ شازم اسے تجھے تو بعد میں دیکھوں گا والے انداز میں دیکھتا ہے۔

NOVEL HUT

"میں نے کیا کیا ہے پاپا وہ تو بس ایسے ہی وہ غلط غلط سمجھ رہی۔" شازم معصومیت سے آنکھیں چھپکاتے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"میں غلط ۔۔۔" غصہ اسے شدید آنے لگتا ہے ۔ لیکن وہ مزید اس سے کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی ۔اس لیئے اوپر کی جانب بڑھ جاتے ہیں ۔ (تایا جان ہیں نا وہ سمبھال لیں گے)۔

"اوئے بس خبردار جو میری بچی کو تنگ کیا تو نے تو۔" رحیم صاحب اسے وارننگ دیتے ہیں ۔

"اوکے رحیم صاحب اب میرا کان تو چھوڑیں درد ہو رہا ہے۔" وہ کان چھوڑنے ہی لگتے ہیں جب جملے کے ابتدائی الفاظ پر غور کرتے ہیں تو اس کا کان چھوڑتے اس کی کمر پر مارنے ہی لگتے کہ وہ ایک دم پیچھے ہٹ جاتا ہے ۔

"نالائق باپ کو نام سے پکارتا ہے شرم کر۔" اس کے بھاگتے ہی اسے پیچھے سے شرم دلانی چاہی ۔

"نام کے ساتھ صاحب بھی تو لگا ہوا ہے آپ نے وہ نوٹس نہیں کیا ویری بیڈ۔" سر دائیں بائیں ہلاتے جیسے وہ بہت افسوس محسوس کر رہا ہو۔ نا چاہتے ہوئے بھی رحیم صاحب ہنس پڑھتے ہیں اتنا عرصہ یہی حرکتیں تو وہ مس کرتے آرہے تھے۔ باقی سب بھی اسے یوں پہلے جیسا گھلتا ملتا دیکھ مسکرا دیتے ہیں۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"اتنے دن ہو گئے ہیں نورے کا فون ہی نہیں لگ رہا وہ ٹھیک تو ہوں گی ؟" خود کلامی کرتے اب وہ کچھ پر سوچ نظر آرہا تھا ۔

"بیٹا کیا سوچ رہے ہو۔" کچن سے نکلتی ربینہ کی نظر جب اس پر پڑھتی ہے تو وہ وہی رک اس سے پوچھتی ہیں ۔

"نہیں ممی ایسے ہی کچھ خاص نہیں ۔" وہ مسکرا کر بات ٹالنے کی کوشش کرتا ہے ۔

NOVEL HUT

"بیٹا زرا نورے سے بات کروا دو اس سے بات ہو جائے گی تو تھوڑا اچھا لگے گا۔" نرمی سے کہتی وہ واپس کچن کی طرف مڑنے لگتی ہیں ۔

"کیا ہوا ممی آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھتا ان کی طرف آتا ہے۔

"ہاں بچے میں تو ٹھیک ہوں بس اسے دیکھ نہیں نا تو عجیب بے چینی ہو رہی اسی لئے تم سے کہا بات کروا دو میری ویسے تو وہ خود ہی آجاتی ہے شاید کسی کام میں مصروف ہوگی سکول بھی نہیں آئی۔" اپنی بات کہتی وہ بھی کچھ سوچنے لگتی ہیں۔

" ایسا کیسے ہوسکتا ہے سکول جانا تو وہ نہیں چھوڑتی ان کی طبیعت واقعی نا خراب ہو ن کا فون بھی نہیں لگ رہا میں اب تو مجھے بھی فکر ہو رہی ہے ان کے گھر جا کر دیکھتا ہوں۔" وہ اپنی ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

"ہاں بچے دیکھ آنا ایسے میرے بھی دل کو تسلی ہو جائے گی اور اسے کہنا آتی جاتی رہا کرے۔" مسکرا کر کہتی وہ مصطفٰی کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہیں ۔ تو وہ بھی مسکرا دیتا ہے ۔

☆★☆★☆★

"بیٹے کہاں جانے کی تیاری ہے۔" اسے تیار ہوئے اترتا دیکھ ابراھیم صاحب محبت بھرے لہجے میں پوچھتے ہیں۔

"بابا سکول جانا ہے اتنی مصروفیات کی وجہ سے جا بھی نہیں پائی اتنا کام بن گیا ہوگا۔"

"ہاں بچے یہ بات تو صحیح ہے چلو جاؤ اپنا دھیان رکھنا۔" ابراھیم صاحب شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہیں۔

"جی بابا۔" وہ مسکراتے ہوئے کہتی ہے۔

NOVEL HUT

سکول کے گیٹ پر پہنچتے وہ جیسے ہی سامنے نظر اٹھاتی ہے مصطفٰی کو خود کو دیکھتا پاتی ہے۔ وہ پہلے حیرت سے اس کی طرف دیکھتی ہے پھر مسکرا دیتی ہے۔۔بھوری آنکھوں کی چمک واضح ہوئی تھی

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"اس کے قریب پہنچنے پر نورے اس سے پوچھتی ہے۔

"کیوں نہیں آنا چاہیئے تھا کیا، یا میرے علاوہ کسی اور کے آنے کی توقع کی تھی آپ نے؟" اس کی آنکھوں میں دیکھے بنا ہی کہا گیا (یا یہ اشارہ تھا کہ میں ناراض ہوں)۔

"نہیں تو میں نے ایسا کب کہا؟"اس کا انداز دیکھ اسے عجیب سا لگتا ہے۔

کیا تم مجھ سے ناراض ہو؟۔ کچھ کچھ سمجھ آنے پر وہ اس سے پوچھتی ہے۔

"تو کیا نہیں ہونا چاہیئے ؟" اآنکھیں اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا ۔ پھر نظریں واپس موڑ میں ۔

"اوہو پہلے وجہ تو بتاؤ کیوں ناراض ہو ؟" وہ منی دوسرے طرف کیے کھڑا تھا تو نورے اس کے سامنے آتی ہے ۔

"کیا آپ واقعی نہیں جانتی ۔۔؟" نور پچھلے تین دنوں سے میں آپ کو کال کرتے کرتے تھک چکا ہوں اور ممی اتنی پریشان تھی آپ کا پوچھ پوچھ کر اور اوپر سے سے فون الگ بند آرہا تھا آپ کا ؟؟۔ (قد کے فرق کی وجہ سے اسے اپنا سر تھوڑا سا جھکا کر اس سی بات کرنی پڑھتی تھی)۔

"مصطفٰی فون کی بیٹری ڈیڈ ہو گئی تھی اور بس گھر کی مصروفیات کی وجہ سے دھیان ہی نہیں گیا اس طرف ، جب کل یاد آیا تو فون ہی نہیں مل رہا تھا جب ملا تو بند تھا پھر میں نے سوچا چلو اب آج سکول سے واپسی پر آجاؤں گی تم سے اور خالہ سے مل لوں گی۔"

"تو دھیان رکھنا چاہیئے تھا نا آپ کو پتا نہیں تھا کوئی کال کر سکتا ہے۔"

"اچھا بابا سوری آئندہ سے دھیان رکھوں گی ۔ وہ مسکراتے ہوئے معزرت خواندہ انداز میں کہتی ہے ۔"

"اٹس لاسٹ وارننگ ۔ انگلی اٹھا کر وارننگ دی۔"

NOVEL HUT

"اوہ اوکے اوکے۔" نورے تو اس کے تاثرات دیکھ کر ہی دنگ تھی۔

"تو یہ ناراضگی ختم نہیں ہوگی، کیا کرنا ہوگا مجھے منانے کے لئے۔" جب وہ واپس رخ موڑ کھڑا ہوگیا تو نورے نے مصطفٰی سے پوچھا۔

"میں ناراض تو نہیں ہوں۔" بنا اس کی طرف دیکھے کہا۔

"راضی بھی تو نہیں لگ رہے۔" ہلکا سا سر ترچھا کر کے اس کو دیکھا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔" اب وہ فالتو میں اپنی گھڑی کے سات کھیلنے لگا۔

"تو پھر کیسی بات ہے۔؟" نورے نے کہتے اس کا ہاتھ گھڑے می سے ہٹایا تاکہ وہ توجہ سے اس کی بات سن سکے۔

"کچھ نہیں۔" اب وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں ڈالے کھڑا ہوگیا۔

"تو ٹھیک ہے پھر میں جارہی۔" رخ موڑے وہ مسکرانے لگی جیسے وہ جانتی تھی کہ اب وہ اسے ضرور بلائے گا۔

NOVEL HUT

"آپ شام میں فری ہوں گی پارک چلیں گی میرے ساتھ۔" جب وہ جانے کے لئے مڑی تو مصطفٰی نے یک دم ہی بات کہہ دی کہ کہیں وہ بنا سنے ہی نا چلی جائے۔(اس کی بات سنتے وہ بھرپور انداز میں مسکرائی تھی)۔

"اتنی سی بات ۔۔ کیوں نہیں جاؤں گی بھئی ۔ جب تم فری ہو جاؤ تو مجھے آکر پک کر لینا۔" واپس اس کی طرف مڑتے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔اس کا جواب سن مصطفٰی بھی مسکرایا تھا ۔

"ہاں جی میں تو فری ہی ہوں میں پک کر لوں گا آپ کو۔" ایک نظر گھڑی پر دوڑاتے واپس اس کی طرف دیکھا ۔

"چلو ٹھیک ہے میں لیٹ ہو رہی ہوں تم آرہے ہو یا گھر جاؤ گے۔" بچے سکول پہنچ چکے تھے شاید اس کی کلاکا وقت ہونے لگا تھا تبھی اسے اتنی جلدی تھی ۔

"نہیں میں ممی کو چھوڑنے آیا تھا بس جا رہا تھا آپ کو آتے دیکھا تو رُک گیا۔"

چلیں میں چلتا ہوں اپنا دھیان رکھیئے گا ۔ الوداعی کلمات کہتے گاڑی میں بیٹھتے وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا اور نورے اندر بڑھ گئی ۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"رحیم صاحب مجھے کچھ بات کرنی ہے آپ سے ۔" کمرے کی پھیلی ہوئی خاموشی میں اچانک نسرین بیگم کی آواز گونجی ۔

"جی کہیئے ۔" رحیم صاحب شاید کچھ دفتر کا کاغزی کام کر رہے تھے ۔

" میں نے کچھ سوچا ہے مطلب بس سوچا ہی ہے آپ سے مشورہ کرنا تھا باقی آپ جو ٹھیک سمجھیں۔" ان کی طرف دیکھے کچھ پُر سوچ انداز میں کہا ۔

NOVEL HUT

"جی جی بلا جھجھک کہیئے میں سن رہا ہوں ۔" ان کی بات سنتے جواب دیا ساتھ اپنا کام بھی جاری رکھا ۔

"ہمارا شازم اب بڑا ہوگیا ہے ، اب ہمیں اس کیلئے کچھ کرنا چاہیئے ۔" ان کی عینکوں پر نظریں گاڑھے نسرین بیگم نے اپنی بات جاری رکھی ۔

"ہاں جی یہ بات تو ٹھیک کہی آپ نے اور بھئی ہم کیوں کچھ کریں گے اس کیلئے اب بچہ ماشاءاللہ بڑا ہوگیا ہے خود اپنے لئے سب کر سکتا ہے ۔" قلم اور صفحوں کے میل ملاپ کرتے وہ گفتگو میں بخوبی شمولیت کر رہے تھے ۔

"نہیں آپ میری بات نہیں سمجھ رہے وہ اپنے لئے کیسے سب کر سکتا ہے ۔"

"کیوں نہیں کر سکتا بھئی اور میں کیوں نہیں سمجھ رہا آپ زرا سمجھائیں گی مجھے ۔" اب کی بار وہ مکمل طور پر اوپر ہو کر بیٹھ گئے تاکہ وہ باآسانی ان کا چہرہ دیکھ سکے ۔

"وہ میں یہ سوچ رہی تھی کہ کیوں نا ہم ہمارے شازم کے لئے نورے کا رشتہ مانگ لیں۔"
بلا آخر دل کی بات زبان پر آہی گئی ۔

"آپ آج نیند میں تو نہیں ہیں نا بیگم۔۔؟" نسرین بیگم کے اچانک ایسا کہنے پر اینک اتارتے
وہ حیرت کے مارے بولے تھے ۔

"میں کیوں نیند میں ہونے لگی بھلا۔" وہی ہمیشہ کہ طرح بات کو ہوا میں اڑانے والا انداز۔

NOVEL HUT

"نہیں آپ نے بات ہی کچھ ایسی کہی تو۔" وہ کچھ محفوظ ہوئے ۔

"کیوں میں نے کچھ غلط کہا کیا۔۔؟" انھیں زرا تشویش ہوئی ۔

"نہیں غلط تو نہیں کہا لیکن ۔۔"

"لیکن؟"

"آپ دل سے ایسا چاہتی ہیں۔" ان کا نورے سے نا ہونے کے برابر والے تعلق کے بارے میں سوچتے وہ پوچھتے ہیں۔

NOVEL HUT

"جی میں دل سے چاہتی ہوں ، اور مجھے اندازہ ہے آپ کیا سوچ رہے ہیں میری نورے سے کوئی دشمنی نہیں ہے وہ بس ایسے ہی میں تو اس سے بہت پیار کرتی ہوں اس لئے چاہ رہی کہ گھر کی بچی گھر میں ہی بس جائے۔" ایک مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائے کچھ اس انداز سے کہا کہ رحیم صاحب نے شکر کا سانس بھرا۔

"مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ آپ نے اسے قبول کر لیا ہے، اور مجھے آپ کے اس فیصلہ سے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔" لیکن میں پہلے ابراھیم سے بات کروں گا اور پھر نورے کی رضا مندی ہوگی تو تب ہی بات آگے بڑھے گی۔

"جی جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔۔ آپ بات کر لیں، بس بہت دیر نا کردیں کہیں۔" نسرین بیگم کو جیسے فکر لاحق ہوئی کہ کہیں دیر نا ہو جائے۔

NOVEL HUT

"کیا بات ہے بیگم بہو کو لانے کی اتنی جلدی۔" سادہ سے لہجے میں ان کی طرف دیکھتے وہ کہتے ہیں۔

"تو نہیں ہونی چاہیئے کیا میری بھی اب عمر ہو رہی میں بھی چاہتی میری بہو جلد سے جلد آئے اور ساری زمہ داریاں سنبھالے۔" اور وہی باتوں کو تول مول کے اپنی بات کا وزن برقرار رکھا۔

"چلیں پھر ٹھیک ہے میں مناسب سا وقت دیکھ کر بات کرتا ہوں۔"

"جی ٹھیک۔" وہ واپس جانے کے لئے اٹھی۔

NOVEL HUT

"ویسے آپ نے مجھ سے تو بات کر لی شازم سے کچھ پوچھا آپ نے ۔۔؟" ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی جب رحیم صاحب نے ان کا دھیان واپس کھینچا۔

"میں نے پہلے آپ سے بات کی ہے اور مجھے یقین ہے جب میں شازم سے بات کروں گی اسے کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور ویسے بھی دونوں گھر کے بچے ہیں بچپن سے ساتھ ہیں ایسے بھی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہوں گے مجھے یقین ہے دونوں میں سے کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔"

"چلیں اس سے بات کر لیں آپ پہلے تب میں جا کر بات کروں آگے وہ نا ہو آپ کا لاڈلا مُکر جائے۔" رحیم صاحب سادہ سے لہجے میں بولے۔

NOVEL HUT

"نہیں مُکرے گا۔" ایک انداز سے کہتی وہ دورازہ پار کرتی چلی گئی۔

☆★☆★☆★

دوپہر کا وقت تھا جب رحیم صاحب باہر بیٹھے اخبار پڑھنے میں مصروف تھے ۔ آج وہ گھر ہی رُکے تھے ۔

"بچے آگئی تم۔" دروازے پر نورے کو نمودار ہوتے دیکھ وہ اسے مخاطب کرتے ہیں ۔ شاہد وہ ابھی ابھی سکول سے لوٹی تھی ۔

NOVEL HUT

"جی تاتا جان بہت تھک گئی ہوں آج اتنے دنوں کا کام جو پڑا ہوا تھا۔" ایک تھکن زدہ آواز میں کہتی وہ ان کی طرف آئی تھی ۔

"آجاؤ بچے تھوڑی دیر آرام سے بیٹھ جاؤ۔" رحیم صاحب نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تو وہ آکر ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھ جاتی ہے۔

"کیسا رہا دن آپ کا بچے۔" رخ اس کی طرف کرتے نہایت محبت سے پوچھتے ہیں۔

NOVEL HUT

"دن تو اچھا گزرا تایا جان۔" وہ بھی مسکراتے ہوئے جواب دیتی ہے۔

"یہ لو تھک گئی ہوگی پانی پی لو"۔ وہ حیرت سے منہ کھولے نسرین بیگم کے ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس دیکھتی ہے .(یہ کون سے حیرت کے جھٹکے ہیں جو وقتاً فوقتاً اسے مل رہے ہیں)۔

"تائی جان آپ نے کیوں زحمت کی میں خود لے لیتی۔"جلد اپنی حیرت پر قابو پاتے وہ پوچھتی ہے۔

NOVEL HUT

"نہیں زحمت کی کیا بات میں کچن سے آہی رہی تھی تو ساتھ پانی بھی لے آئی پی لو اچھا محسوس کروگی۔"پانی اس کی طرف بڑھاتے مسکراتے ہوئے کہتی ہیں (اور یہ ایک اور جھٹکا)۔نورے ان کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لیتی منہ سے لگا لیتی ہے۔

"جی تائی جان شکریہ۔" وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی جاتی ہیں۔

"چونک گئی نا۔" رحیم صاحب حیرت کے مارے منہ کھولے نورے سے کہتے ہیں۔ شاید وہ ابھی بھی اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔

"بہت بری طرح سے۔" اپنی بات کہتے وہ خود بھی ہنس پڑھتی ہے۔

"چونکنے کی بات نہیں ہے بچے وہ دیر سے ہی سہی لیکن سمجھ گئی ہیں اور تمھیں بھی قبول کر لیا ہے۔"

"سچ میں تایا جان۔"وہ جیسے یقین نہیں کر پا رہی تھی اس نے تو ہمیشہ سے انھیں اپنا مانا تھا عزت دی تھی کبھی اونچی آواز میں بات تک نہیں کی تھی۔ اس کے لئے تو یہ خوشی ہی الگ تھی۔

"ہاں جی بچے سچ میں۔" اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے وہ محبت سے کہتے ہیں۔

"ارے میرا بچا رو کیوں رہا ہے۔" اچانک اس کی آنکھوں میں امڈھنے والے آنسو دیکھ وہ بوکھلا جاتے ہیں۔

"نہیں وہ بس ایسے ہی یہ تو خوشی کے مارے آنسو نکل آئے۔" اور رحیم صاحب تھوڑا سا کھسکتے اسے اپنے ساتھ لگا لیتے ہیں۔

"اب تو خوشیوں کا وقت ہے بچے اپنے آنسو مت ضائع کرو خوش رہو اب سب ٹھیک رہے گا انشاء اللہ۔"

"انشاءاللہ۔" ان کے کندھے پر سر رکھے وہ ہلکے آواز میں کہتی ہے۔وہ بھی تو یہی چاہتی ہے کہ اب سب خوش رہیں ساتھ رہیں۔اور پھر تایا اور بھتیجی اور تایا پتا نہیں کون سی دنیا جہاں کی کہانیاں سنانے میں مصروف ہو گئے۔(اُف بہت باتیں کرتے ہیں دونوں)۔

☆★☆★☆★

"ارے یہ کون آیا ہے۔"

ابراھیم صاحب اور ساحل ابھی ابھی دفتر سے لوٹے تھے اور ساتھ میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے جب مصطفٰی کو سامنے سے آتا دیکھ وہ اس سے ملنے کے لئے اٹھ جاتے ہیں۔

"کیسے ہیں آپ خالو۔" ان کے گلے لگتے وہ مسکراتے ہوئے ان کی صحت پوچھتا ہے۔

NOVEL HUT

"میں تو ٹھیک ہوں بچے اور اپنی سناؤ تم تو کافی بدل گئے ہو۔ اسے یوں اچانک اپنے سامنے دیکھنے پر وہ بہت خوش تھے۔" مصطفٰی کے واپس آنے کے بعد یہ ان کی اور مصطفٰی کی پہلی ملاقات تھی۔

"جی بس تھوڑا بہت تو انسان پر اثر رہ جاتا ہے۔" مسکراتے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

"کیوں نا بدلے بھئی یہ ہمیں پھر کون جلائے گا۔" ساحل نے بھی گفتگو بھی اپنا حصہ ڈالا۔ اس کی بات سنتے مصطفٰی دھیرے سے مسکرایا تھا۔

"بچے ہم تم سے ملنے ضرور آتے لیکن بس کچھ ایسی مصروفیات بن گئی کہ وقت ہی نہیں ملا۔"

"کوئی بات نہیں میں سمجھ سکتا ہوں۔"عقیدت سے کہتے اس وقت وہ ابراھیم صاحب کو بہت پیارا لگا۔

NOVEL HUT

"آؤ بیٹھو کھڑے رہو گے کیا۔"اسے بیٹھنے کا کہتے پھر وہ خود بھی اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئے۔

"نورے بچے مصطفٰی آیا ہے تم بھی آجانا کام ختم کرکے۔" کچن سے نکلتے ریحانہ نے نورے سے کہا جو شاید کچھ بنانے میں مصروف تھی ۔

"جی بس ہوگیا کام آپ چلیں میں آتی ہوں۔" باقی کا کام سمیٹتے ہوئے وہ ماں سے کہتی ہے ۔

NOVEL HUT

سامنے سے ریحانہ کو آتا دیکھ وہ احترام سے اٹھتا ہے تو ریحانہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی ہیں ۔ جس کے لئے وہ پہلے سے ہی ان کی طرف ہلکا سا جھک جاتا ہے ۔ جیسے اسے معلوم تھا کہ وہ ہمیشہ کی طرح پہلے اس کے سر پر ہاتھ رکھیں گی ۔

"بیٹھو بچے تم کب آئے۔" اسے بیٹھنے کا کہتی خود بھی وہاں بیٹھ جاتی ہیں۔

"بس خالہ ابھی ابھی آیا۔" مصطفٰی احترام سے جواب دیتا ہے۔

NOVEL HUT

"ربینہ کو ساتھ نہیں لائے۔"

"نہیں وہ آج آنہیں سکی پھر کبھی لاؤں گا ان کو۔" اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا تم بیٹھو میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں ۔" اتنا کہتی ریحانہ اس کے لئے کچھ بنانے کی غرض سے کچن کا رُخ کرتی ہیں ۔

"کوئی آیا ہے کیا ۔؟ "کچن سے تھوڑا فاصلے پر گزرتے ہوئے شازم گھر میں کسی کی موجودگی محسوس کرتا ہے شاید یہ اندازہ اسے اندر سے آنے والی آوازوں سے ہوا تھا تو وہ نورے سے پوچھتا ہے وہ جو ابھی کچن سے نکل رہی ہوتی ہے ۔

"جی مصطفیٰ آیا ہوا ہے۔" اس کی طرف دیکھتی نورے جواباً کہتی ہے۔

"اویہ تمھارا وہی کزن ہے نا جو لندن گیا ہوا تھا۔" اس نے ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں اڑستھے ہوئے پوچھا۔

"جی۔" نورے کی طرف سے ایک لفظی جواب دیا گیا۔ اور پھر وہ آگے بڑھ گئی۔

" اوہ آئی سی۔" شازم نے پیچھے سے منہ کو کچھ سٹائل سے مڑوڑتے ہوئے کہا۔ (یہ باہر سے آنے والے لوگوں کے نخرے کچھ الگ ہی ہوتے۔۔ نہیں ؟)۔پھر وہ اسی جانب بڑھ گیا جہاں وہ باقی سب کے ساتھ بیٹھا تھا ۔

مصطفٰی کی نظر نورے پر پڑھی جو اشارے سے ہی اس سے ہائے ہیلو کر رہی تھی ۔ اسے دیکھ مصطفٰی دل سے مسکرایا تھا اور اسی انداز میں سر ہلا کر ہی اسے جواب دیا ۔

وہ آکر صوفے کے پاس کھڑی ہو گئی جہاں اس کے بابا بیٹھے تھے ۔

عین اسی وقت کسی نے اس کی توجہ کھینچی تھی ۔

"ہیلو مصطفٰی ! کیسے ہو۔" شازم نے مسکراتے ہوئے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا ۔ مصطفٰی نے بائیں جانب نظر اٹھا کر دیکھا تو شازم کو کھڑا پایا ۔ اسی شدید حیرت ہوئی تھی اس وقت شازم کو اپنے سامنے دیکھ کر ۔

"میں تو ٹھیک ہوں مگر آپ ۔۔۔ "پہلے اپنی حیرت پر قابو پاتے پھر کھڑے ہوتے اس کا بڑھایا ہوا ہاتھ تھاما ۔

"کیوں بھئی مجھے دیکھ کر حیرت میں کیوں پڑھ گئے ہو۔"اس کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھانے والے انداز میں بیٹھتے وہ اس سے پوچھتا ہے ۔

NOVELHUB

"وہ یوں اچانک دیکھا تو حیران ہونا تو بنتا ہے۔" ایک سادہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے وہ کافی حد تک اپنی حیرت پر قابو پا چکا تھا۔ اب وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہاں ویسے یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں بس پرسوں ہی لوٹا ہوں۔" عام سے لہجے میں اسے اپنے آنے کے بارے میں آگاہ کیا۔

NOVEL HUT

"کیسا گزرا وہاں آپ کا ٹائم کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی۔" مصطفٰی نے انداز نارمل رکھا۔

"ٹائم تو اچھا بھلا گزرا میں تو ویسے بھی جلد ایڈجسٹ ہو جاتا ہوں مجھے ایسی کوئی مشکل پیش نہیں آئی وہاں۔" ایک مصنوعی مسکراہٹ اچھالتے شازم کہتا ہے۔

"چلیں یہ تو اچھی بات ہے۔" یہ کہتے مصطفٰی نے شازم کے ساتھ یوں ہی چھوٹی موٹی گفتگو جاری رکھی زیادہ اس کی بات ساحل سے ہوتی رہی اور شازم موبائل میں لگا رہا بیچ بیچ میں تھوڑی بات کر لیتا یا سوال کا جواب دے دیتا۔

NOVEL HUT

"بابا میں تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہی ہوں۔" مصطفٰی کو کھانے سے فارغ ہوتا دیکھ نورے اپنے بابا سے سامنے آکر پوچھتی ہے۔

"بیٹے اس وقت اکیلے کیسے جاؤ گی۔" وقت کو دیکھتے ہوئے ابراھیم صاحب فکر مند لہجے میں بولے۔

"نہیں بابا مصطفٰی کے ساتھ جارہی۔" نورے خوشی سے مصطفٰی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے۔

NOVEL HUT

"چلو پھر مجھے فکر نہیں ہے مجھے پتا ہے مصطفٰی ساتھ ہے تو دھیان رکھے گا۔" ابراھیم صاحب مصطفٰی کی طرف دیکھتے یقین بھرے لہجے میں بولے۔ مصطفٰی مسکراتے ہوئے کھڑا ہوا تھا۔

"چلیں۔" مصطفٰی کے کہتے ساتھ ہی نورے سر ہلاتی اس کے ساتھ باہر نکلتی ہے۔

"نورے دھیان سے جانا۔" دروازے کے قریب پہنچتے اسے تائی کی آواز آئی تھی۔ (اب تو اسے ایسے چھوٹے موٹے جھٹکے ملتے رہتے تھے)۔

NOVEL HUT

"جی تائی جان۔" نورے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مصطفٰی کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"آپ نے تو مجھے شازم کا بتایا ہی نہیں جب صبح ہماری ملاقات ہوئی تھی۔" گاڑی سے اترتے بات کا آغاز مصطفیٰ نے کیا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے اب پارک کے اندر داخل ہو چکے تھے۔

"اوہاں میرا دھیان ہی نہیں گیا اس طرف ورنہ میں ضرور بتاتی ۔اب تم اس بات پر تو ناراض نہیں ہوگئے۔" نورے اس کی طرف رخ کرتی کہنے لگی ۔

"نہیں میں کیوں ناراض ہوں گا آپ سے۔" مصطفٰی نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا ۔

"ویسے تمھاری صبح والی ناراضگی ختم ہوگئی ہے۔" کیوں کہ صبح والے اس کے انداز میں اور ابھی کے انداز میں فرق تھا یعنی وہ صبح سچ میں ناراض تھا۔

"میں ناراض کب تھا آپ سے۔" مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھتے کندھے اچکاتے ہوئے کہا ۔

"ایسی بات ہے کیا۔" نورے مسکراتے ہوئے ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھے سر تھوڑا سا جکھاتی اسے دیکھتے ہوئے بولی ۔ اسے اس طرح کرتے مصطفٰی سر دائیں بائیں ہلاتا مسکرادیا تھا ۔ اب وہ دونوں ساتھ ساتھ چکر لگا رہے تھے ۔

"آج موسم اچھا ہے نا۔" نورے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگی ۔

"ہاں جی ایسا لگ رہا صبح صبح کا وقت ہے ۔" کہتے ساتھ مصطفٰی بھی سر اوپر کر کے دیکھنے لگے اب وہ بھی آسمان کو دیکھ رہا تھا ۔

"تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو صبح کا وقت لگ رہا ہے ، لیکن ہے تو شام ہی۔"

"مصطفٰی تم ادھر آکر بیٹھو اس بینچ پر۔" بینچ کے پاس پہنچتے نورے اسے کُہنی سے پکڑتے بینچ پر بیٹھنے کو کہتی ہے۔

"میں کیوں بیٹھوں۔" مصطفٰی کو زرا حیرت ہوئی۔

"بیٹھو تو زرا پھر بتاتی ہوں۔" اسے کھینچنے والے انداز میں بینچ پر بٹھاتے نورے کہتی ہے۔

NOVEL HUT

"نوریہ آپ کیا کر رہی ہیں۔" نورے اسے آخر کار بینچ پر بٹھا ہی دیتی ہے

"چپ کر کے بیٹھے رہو میں تمھیں کارٹون بنا رہی۔"

"کارٹون ۔" یہ کہتا وہ اٹھنے لگتا ہے جب وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے روک دیتی ہے ۔ اب وہ اپنی مٹھی سامنے کرتی ہے جس میں وہ چلتے پھرتے بہت سے پھولوں کے پتے جمع کر چکی تھی ۔ جنہیں وہ اب اس کے گھنگھریالے بالوں میں سجانے لگتی ہے ساتھ ساتھ اس کی شکل دیکھ ہنس بھی رہی ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مصطفٰی بھی ۔ اپنا کام مکمل کر کے اب وہ ہاتھ جھاڑتی زرا پیچھے ہٹتی ہے ۔

"اُف نور آپ بھی نا ۔" اپنا موبائل نکالتے اس کی سکرین پر خود کے عکس کو دیکھتے وہ ہنستے ہوئے کہتا ہے ۔

"رکو ہلنا مت میں پک لینے لگی ہوں ۔" اب وہ بینچ پر سے اپنا موبائل لیتی اس پر کیمرہ فکس کرتی ہے ۔

"اس حالت میں پِک بلکل نہیں۔" وہ اپنا چہرہ اپنے ہاتھوں سے چھپاتا ہے۔

"مصطفٰی میں کہہ رہی ہوں تم بالکل ہلنے نہیں چاہیئے ہو۔" اسے دھمکی دیتی جیسے تو وہ اس کی پک لے کر ہی رہے گی۔

"اچھا بس ایک۔" وہ جیسے اس کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔

NOVEL HUT

"اوکے صرف ایک۔" اتنا کہتی وہ اس کی ایک تصویر کھینچتی ہے۔

"رکو بس ایک سیلفی۔" وہ معصوم سی شکل بنا کر رہ جاتا ہے۔

"سمائل ۔۔" اس کے آگے کھڑے ہوتے وہ موبائل سامنے پکڑتے ایک سیلفی لیتی ہے ۔ اب وہ اسے دکھانے لگتی ہے ۔

"یہ آپ کے لئے۔" مصطفٰی نے ایک گلدستہ اس کے سامنے پیش کیا ۔

"مصطفٰی تمھیں ابھی تک یہ یاد تھا۔" اس کی ہتھیلی پر نظر پڑھتے اس کی آنکھیں نم ہوئی یہ وہ چیز تھی جو وہ ان آٹھ سالوں میں مس کرتی آرہی تھی کیوں کہ یہ چیز اسے صرف مصطفٰی بنا کر دے سکتا تھا ۔کئی بار اس نے خود بنانے کی کوشش کی لیکن وہ کوشش کے باوجود نا کر پاتی ۔وہ بہت الگ انداز سے بنا ہوتا تھا مانو وہ کام بس مصطفٰی ہی کر سکتا تھا ۔

"یہ میں کیسے بھول سکتا ہوں۔" مصطفٰی لب کا ایک کونا دباتے ہلکا سا مسکرایا ۔

"یہ بہت پیارا ہے مصطفٰی دنیا کا کوئی گلدستہ شاید ہی اس کا مقابلہ کر سکے مگر میرے لئے یہ دنیا کا بیسٹ گفت ہے جو مجھے تم دیتے ہو۔" نورے اس کے ہتھیلی سے مسکراتے ہوئے وہ گلدستہ اٹھاتی کہتی ہے۔

"بس آپ کو پسند ہے تبھی تو بناتا ہوں۔" اسے گلدستے کے ساتھ کھیلتے دیکھ وہ کہتا ہے اس کی بات سن وہ بھی مسکرا دیتی ہے۔

NOVEL HUT

"او ہاں یاد آیا مجھے ایک بات بتانی ہے تمھیں۔" باتوں باتوں میں اچانک اسے کچھ یاد آیا۔

"جی بولیں۔" مصطفٰی ہاتھ باندھے اس کی بات سننے لگا۔

"آج پتا ہے کیا ہوا ۔۔" پھر نورے نے اسے تائی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا کیسے وہ اسے بات بات پر حیران کر رہی ہیں ۔کیسے اس کی پروا کر رہی ۔

"تو کیا اُنھوں نے آپ کو قبول کر لیا ہے ۔؟" اس کی پوری بات سننے کے بعد مصطفٰی اس سے پوچھتا ہے ۔ حیرت تو اسے بھی ہو رہی تھی ۔

"ہاں تایا جان بتا رہے تھے وہ اب بدل گئی ہیں۔" نورے مصطفٰی کی طرف دیکھتی کہتی ہے وہ خوش نظر آرہی تھی شاید اسی وجہ سے کہ اب تائی نے اسے قبول کر لیا ہے اور اس کی یہ خوشی مصطفٰی سے چھپی نہیں تھی ۔

"ہاں لگا تو مجھے بھی تھا جب نکلتے وقت انھوں نے آپ سے کہا تھا دھیان رکھنا ۔" کچھ کھٹکا تو اسے بھی تھا ان کے اس انداز سے ۔

"جیسا دھچکا تمھیں اب لگ رہا ہے ویسا مجھے بھی لگا تھا ان کا انداز بدلا ہوا دیکھ ۔"

"بس اللہ کرے سچ میں بدل گئی ہوں۔ ورنہ تو مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا کہ وہ بدل گئی ہیں مجھے ایسا لگ رہا جیسے وہ ناٹک کر رہی."

NOVEL HUT

"لیکن وہ ناٹک کیوں کریں گی مصطفٰی تمھیں ایسا کیوں لگ رہا۔" نورے کو اس کی بات سن تھوڑی حیرانگی ہوئی ۔

"بس ایسے ہی شاید میں زیادہ سوچ رہا کیا پتا وہ واقعی بدل گئی ہوں۔" چھوڑیں آپ ان باتوں پر زیادہ دھیان مت دیں ۔ اب وہ اس کا دھیان بھٹکانے کے لئے ادھر ادھر کی باتیں کرتا ہے بظاہر وہ اس کے ساتھ تھا لیکن ذہن کہیں اور ہی تھا اس کا ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"شازم زرا کمرے میں آنا تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" اپنے کم سے فارغ ہو کر نسرین حال میں آتے ہی شازم کو مخاطب کرنی ہیں ۔

"جاؤ بچے بات سن لو۔" رحیم صاحب اسے تاکید کرتے خود اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گئے ۔

NOVEL HUT

"جی ممی آپ نے بلایا۔" کمرے کا دروازے بند کرتے اب شازم کا رخ پوری طرح سے اپنی ماں کی طرف تھا ۔

"بیٹھو شازم تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" اسے بیٹھنے کا کہتی خود بھی بیڈ پر بیٹھ گئی

۔

"ضروری بات ایسی کون سی ضروری بات ہے ممی۔" شازم ان کے سامنے بیٹھتے ہی پوچھنے لگا۔

"میں نے اور تمھارے پاپا نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم تمھارے لئے نورے کا ہاتھ مانگے۔" بات کا آغاز جتنا جلدی ہوا اتنی ہی جلدی اختتام کو پہنچا۔

'واٹ ممی میرا رشتہ اور نورے سے آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے اور یہ اسی نورے کی بات کر رہی ہیں نا آپ جس سے آپ سخت نفرت کرتی ہیں۔" شازم کو یک دم سے جیسے ایک جھٹکا لگا۔

"میری نفرت اپنی جگہ ہے لیکن بات کو سمجھنے کی کوشش کرو اگر اس کا رشتہ تم سے ہوگیا تو ہم ان کی پوری جائداد جو ان کے نام وہ بھی وہ ہمارے نام کر دیں گے۔" اپنے بنائے گئے منصوبے جیسے وہ اسے کسی رٹی ہوئی کہانی کی طرح سنانے لگی۔

"ممی آپ جائداد کے لئے میرا استعمال کر رہی ہیں۔" وہ ماں کی بات پر بھڑک ہی اٹھا تھا اپنی جگہ چھوڑتے وہ ان کے سامنے کھڑا ہوگیا کچھ دیر پہلے والی چہرے کی چمک اب غائب دی اب وہاں صرف غصہ دکھ رہا تھا۔

NOVEL HUT

"تمھیں استعمال نہیں کر رہی بس تمھارا ساتھ چاہتی ہوں جیسا میں نے سوچا ہے ویسا ہو جائے پہلے پھر بھلے تم اسے چھوڑ دینا۔" بات کر کہ انھوں نے ہاتھ کو ایسے ہوا میں لہرایا کیسے انھیں تو کسی سے کوئی لینا دینا ہی نہیں۔

"واٹ ممی آپ کا واقعی میں دماغ کچھ خراب ہے آپ اس کی زندگی خراب کرنے کی بات کر رہی ہیں۔" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اس وقت وہ اپنی ماں سے بولے کیا۔

"ہاں تو اس کی زندگی ہے ہمیں اس سے کیا لینا دینا۔" نسرین نے کہتے ساتھ کندھے اچکائے۔

"سیریسلی ممی آپ ایسا کیسے سوچ سکتی ہیں۔" غصے سے اس کی رگیں تن گئی۔

"میں کچھ بھی سوچ سکتی ہوں۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے جیسے وہ اعلان کر رہی تھی کہ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔

"ممی لیکن آپ کی سوچوں پر کوئی پابندی نہیں جو دل چاہتا وہ کریں لیکن مجھے ان سب سے دور رکھیں میں آپ کے کسی غلط کام میں ساتھ نہیں دوں گا۔" اس نے انھیں وارن کرتے رخ ان سے موڑ لیا وہ اب تھوڑی اور دیر بھی انھیں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

"کیوں کیا تم بھول گئے ہو تم جب سے چھوٹے سے تھے سب سے میرے ہر کام میں میری مدد کرتے تھے آج جب مجھے پھر ضرورت تو تم پیچھے ہٹ رہے ہو۔" وہ اپنی جگہ چھوڑتی اس کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔

NOVEL HUT

"ممی میں پیچھے نہیں ہٹ رہا آپ کی مدد کرنے سے آپ جس کام کا بولیں گی میں کروں گا لیکن ایسے کسی کی زندگی خراب کرنے کے بارے میں تو میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔"

واپس رخ ان کی طرف کرتے دونوں ہاتھ ان کے اپنے ہاتھوں میں لے کر انھیں نرمی سے سمجھانے لگا۔

"آخر تم کیوں اتنی پروا کر رہے ہو کہیں سچ میں تو اسے پسند نہیں کرنے لگے۔" اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑواتے وہ کچھ دور کھڑی ہوگئی اور ساتھ ساتھ ادھر ادھر کچھ تلاشنے لگی۔

"کیا کیا سوچ لیتی ہیں ممی آپ۔" وہ اپنا ماتھا مسل کر رہ گیا۔

"تو پھر تم میری مدد نہیں کرو گے۔" پیچھے ٹیبل سے چھرا اٹھاتی وہ اس کی طرف دیکھنی لگی جو دونوں ہاتھ بالوں میں پھسائے کھڑا تھا۔

"ممی میں نے کہا نا ۔۔" ان کی بات کا جواب دینے سر اٹھایا لیکن سامنے کا منظر دیکھ وہ ششدر رہ گیا ۔

"ممی یہ کیا کر رہی ہیں آپ چھوڑیں اسے۔" غصہ بھک سے اڑا تھا اس نے دو قدم ان کی طرف بڑھائے مگر وہ اور فاضلہ بنا گئی ۔بنا ایک لفظ بولے چھرا اپنی کلائی پر رکھ دیا ۔

"پلیز ممی۔ چھوڑ دیں اس کو ۔۔" منت بھرے لہجے میں ان سے کہا اس کی زباں لڑکھڑا گئی مگر ان پر زرا فرق نا پڑا ۔

'تم میری بات نہیں مانو گے۔" اس کی منتوں کا ان پر کوئی فرق ن پڑھ رہ تھا وہ بس اپنی من مانی کرنی پر تلی تھی ۔

NOVEL HUB

"ممی آپ پہلے چھوڑ دیں یہ ۔پلیززززز ۔" اب کی بار باقاعدہ طور پر اس کی آنکھوں میں نمی جھلکی تھی ۔ وہ خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا ۔یہ سچ تھا وہ ماں سے بے انتہا محبت کرتا تھا خود سے بھی بڑھ کر ۔

"پہلے بتاؤ ہاں یا ناں ۔" وہ یک دم جیسے غرا اٹھیں ۔ اس نے ایک پل اپنی ماں کی آنکھوں میں دیکھا پر چھری کو جو ایک ہلکا سا کٹ ان کی کلائی پر لگا چکی تھی ۔ اور پھر سر واپس اٹھا کر انھیں دیکھا ۔

NOVEL HUT

"ہاں کروں گا ۔۔ کروں گا ۔پلیز وہ چھوڑ دیں ۔" اس کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی وہ خود کلائی پر سے بھر ایٹا گئی اور وہ برق رفتاری سے ان تک پہنچا چھرا ان سے لیتے دور پھینکا اور ان کو اپنے سامنے کرتے انھیں گلے سے لگا گیا ایک پانی کا قطرہ اس کی آنکھ سے خاموشی سے بہہ گیا اس کی جیسے جسم میں جان واپس آئی تھی ۔

"ممی آئندہ آپ ایسا کچھ نہیں کریں گی کھائیں میری قسم ۔" ان کے گلے لگے کسی بچے کی طرح کہنے لگا ۔

"نہیں کروں گی ۔" نسرین نے اس کی کمر پر نرمی سے ہاتھ پھیرا ۔

"میری قسم کھائیں پہلے ۔" ان سے فاصلہ بناتے تھوڑا پیچھے ہوا اور اپنا ہاتھ آگے کیا ۔ اسے اب بھی خدشہ تھا ۔

"تمھاری قسم ۔" اس کا ہاتھ تھامتی وہ مسکرا کر بولی ۔

NOVEL HUT

"اب تو تم میری مدد کے لئے مان گئے ہو۔جیسا میں کہوں گی ویسا کرنا پڑے گا۔" وہ مسکراتے ہوئی بولی ۔ اپنی کی گئی کاروائی پر وہ بہت خوش تھی ۔

"آپ جو بولیں گی میں کروں گا لیکن آپ سہی نہیں کر رہی اور اگر کسی بھی مشکل کا سامنا کرنا پڑا آپ مجھ سے نہیں کہیں گی کیوں کہ مجھے لگ رہا ہے آپ کے بچھائے جال میں آپ خود ہی پھنسیں گی۔" کہتے ساتھ وہ جانے کیلئے دروازے کی طرف مڑ گیا ۔

"میں نہیں پھسوں گی تم فکر نا کرو بس جیسا جیسا میں کہتی جاؤں ویسا ویسا کرتے رہنا۔" اسے اپنے پیچھے سے اپنی ماں کی آواز سنائی دی ۔ شازم کے جانے کے بعد نسرین نے سامنے لگے آئینے میں اپنا عکس دیکھتے مسکرا دی جیسے وہ اپنے کام میں کامیاب ہو گئی تھی ۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"چلو اب مجھے گھر چھوڑ دو آج تو بہت دیر ہو گئی ہے۔" بینچ پر سے اٹھتے اپنا سارا سامان اٹھاتی وہ بولنے لگی۔

"تھوڑی دیر اور رُک جاتے ہیں نا نور۔" مصطفٰی کو نا جانے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ وہ اب بھی بینچ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"کیوں تمھارا دل نہیں ہے جانے کا۔" اس نے مسکراتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

"نہیں بس دل عجیب سا ہو رہا ہے دل کر رہا یہی پر بیٹھا رہوں آپ کے ساتھ۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے گویا اس نے دل کی بات بتادی اس کا چہرہ مرجھایا سا تھا نورے نے اسے کبھی یوں نہیں دیکھا تھا اسے پریشانی ہونے لگی۔ وہ واپس اس کے پاس بینچ پر بیٹھ گئی۔

"کیوں کیا ہوا؟ تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔" نورے کو فکر ستانے لگی ابھی کچھ دیر تک تو سب ٹھیک تھا پھر اچانک کہا ہوا اس نے اس کا ماتھا چیک کرنا شروع کیا کہیں اسے بخار تو نہیں، اسے لگا شاید اس کی طبیعت نہیں ٹھیک جو وہ ایسے کہہ رہا۔

"جی طبیعت تو ٹھیک ہے ۔ لیکن ۔چلیں چھوڑیں آئیں آپ کر گھر چھوڑ دوں ۔" مصطفٰی نے اٹھتے ہوئے کہا اسے یوں پریشان ہوتے دیکھ اسے اچھا نہیں لگا ۔

"پکا نا ۔۔" اسے اب بھی فکر ہو رہی تھی ۔ وہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا ۔

"جی پکا ۔" مصطفٰی نے مسکرا کر کہا تو نورے نے زرا سکھ کا سانس لیا ۔ پھر وہ بھی اس کے ہمراہ اٹھی ۔

"نور اپنا دھیان رکھیے گا ۔" گاڑی روکتے اس نے نورے کو مخاطب کیا ۔

NOVEL HUT

"ہاں میں رکھوں گی خیال ۔تم اندر نہیں آؤ گے۔" گاڑی کا دروازے پر ہاتھ رکھے وہ اس کی طرف مڑتی پوچھنے لگی ۔

"نہیں ممی وکٹ کر رہی ہوں گی۔" اس نے سرسری سا کہا تو نورے سر ہلاتی گاڑی سے باہر نکل آئی ۔

"مصطفٰی۔۔!!" گاڑی کے ونڈو پر جھکتے اس نے پکارا ۔ مصطفٰی نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا ۔

NOVEL HUT

"یوں منہ لٹکائے ہی جاؤ گے یا سمائل بھی کرو گے۔" اس کا کہنا تھا کہ وہ مسکرا دیا ۔ وہ اسے یوں اداس نہیں جانے دینا چاہتی تھی ۔ کچھ تو تھا جو اسے کھٹک رہا تھا لیکن ابھی پوچھنا اس نے مناسب نا سمجھا ۔

"اب لگ رہے ہو نا مصطفٰی اب یوں ہی مسکراتے رینا ہمیشہ ۔" مسکرا کر کہا ۔ تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا ۔ اس نے اسے دیکھا تو اس نے آنکھوں میں ہی اشارہ کیا کہ پہلے تم میرے سامنے جاؤ اس کے بعد میں اندر جاؤں گی ۔

مصطفٰی نے ریورس گیر لگایا ۔ گاڑی کے فرنٹ شیشے سے وہ اس پر نظریں جمائے ہوئے تھا ۔ جب وہ وہاں سے جا چکا تب نورے نے سُکھ کا سانس لیتے اندر کی جانب قدم بڑھایا ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"پاپا آپ فری ہیں کیا۔" کمرے کے دروازے سے جھانکتے اس نے پوچھا۔

"ہاں بچے آجاؤ اندر وہاں کیوں کھڑے ہو۔" انھوں نے وہ کتاب بند کرتے ہوئے کہا جو وہ راکنگ چیئر پر بیٹھے پڑھنے میں مصروف تھے۔

"وہ مجھے لگا آپ بزی ہوں گے تو بس اسی لئے۔" ان کے پاس آتے وہ ان کے ٹھیک سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بزی بھی ہوتا تو اپنے بچے کے لئے ہمیشہ فری ہوں۔" رحیم صاحب نے نہایت محبت سے اس کا چہرہ تکتے ہوئے کہا۔

"کچھ بتانا چاہتے ہو کیا۔" اس کے جھکے سر اور چہرے کے زاویے بدلتے دیکھ انھوں نے اندازہ لگایا۔

"جی پاپا۔" اس نے سر اٹھاتے کہا۔

NOVEL HUT

"بولو بچے۔" انھوں نے بولنے پر اکسایا ۔

"پاپا میں اس رشتے کیلئے راضی ہوں آپ چھوٹے پاپا سے بات کر لیں۔" اس نے ایک ہی سانس میں اپنی بات ان سے کہہ ڈالی ۔

"تمھیں سچ میں کوئی اعتراض نہیں ہے بچے۔" خوشی سے ان کی آنکھیں چمکی تھی ۔

"جی پاپا۔" اس نے محض اتنا کہا ۔

NOVEL HUB

"تو پھر ٹھیک ہے میں کھانے کے بعد بات کروں گا ابراھیم سے۔" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ تو وہ سر ہلاتا اٹھ کر وہاں سے چلا گیا ۔ پیچھے ان کے چہرے پر خوشی الگ سے عیاں ہو رہی تھی ۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"نورے لو نا تم کچھ لے کیوں نہیں رہی۔" تائی نے اس کے سامنے اور کھانا پیش کیا ۔

"جی تائی لے رہی ہوں۔" اس نے انھیں اپنی پلیٹ میں اور کچھ ڈالنے سے روکا ۔

"بچے بس اتنا سا ہی۔" شازم کے اٹھتے انھوں نے پوچھا ۔

"بس پاپا بھوک نہیں ہے۔" سادہ سے لہجے میں جواب دیتا وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا ۔

NOVEL HUT

"ابراھیم تم اور ریحانہ ہمارے ساتھ چلنا کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" کھانے کی ٹیبل سے اٹھتے رحیم صاحب انھیں مخاطب کرتے ہوئے کہا ۔

"جی بھائی صاحب۔" ابراھیم صاحب نے بظاہر مسکرا کر کہا مگر دل میں ایک شک سا ضرور جاگا تھا۔

"بچے برتن کچھ میں رکھ دینا آج بانو نہیں ہے تو۔۔۔" ریحانہ نے اپنی کرسی سے اٹھتے ہوئے نورے سے کہا۔

"جی امی میں کر دوں گی۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

ان کے جانے کے تھوڑی دیر بعد ابراھیم صاحب کا فون بجتا ہے جو وہ کھانے کی میز پر ہی چھوڑ گئے تھے۔ جس پر چیزیں سمیٹتے ہوئے نورے کی نظر پڑی۔

"اوہو بابا کا فون وہ تو یہی چھوڑ گئے پتا نہیں کس کی کال ہے کوئی ضروری کال نا ہو میں دے دیتی ہوں انھیں۔" وہ خود سے ہم کلامی کرتی اس کمرے کی جانب بڑھتی ہے جہاں وہ سب ابھی کچھ دیر پہلے اندر گئے تھے۔

"ابراھیم مجھے سمجھ نہیں آرہی بات کا آغاز کہاں سے شروع کروں کہاں پر ختم کروں۔" رحیم صاحب نے ابراھیم صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے بھائی صاحب ایسی بھی کیا بات ہے۔" ابراھیم صاحب کو زرا تشویش ہوئی کہ آخر وہ ایسی کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔

"دراصل میں نے کچھ سوچا ہے بلکہ میں نے اور نسرین نے مل کر یہ فیصلہ کیا ہے اور مجھے بہت خوشی ہوگی اگر یہ ممکن ہو پایا تو۔" کہہ کر انھوں نے باری باری سب کی طرف دیکھا ۔

"کس بات کی بات کر رہے ہیں آپ بھائی صاحب۔" ان کو اپنے بڑے بھائی کی کسی بات کی سمجھ صاف صاف نہیں آرہی تھی ۔

"ہم شازم کے لئے نورے کا ہاتھ مانگتے ہیں۔" رحیم صاحب نے ایک لمحہ ضائع کیے سب کہہ ڈالا ۔

"کیا ہوا تم کچھ کہہ کیوں نہیں رہے ۔تم خوش نہیں ہو۔" انھیں یوں ہی خاموش بیٹھے دیکھے رحیم صاحب پوچھنے لگے ۔

"نہیں بھائی صاحب ایسی بات نہیں ہے، لیکن میں ایسے نورے سے بغیر پوچھے کچھ نہیں کہہ سکتا۔" بلا آخر انہوں نے دل کی بات کہی وہ چھوٹے موٹے فیصلوں میں اس کی رائے لیا کرتے تھے پھر تو یہ اس کی زندگی بھر کا مسئلہ تھا وہ کیسے خود سے کچھ کہہ سکتے تھے۔

"تم اپنا بتاؤ تمھیں کوئی اعتراض ہے۔" رحیم صاحب نے ان کی مرضی جاننی چاہی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس رشتے سے میں خوش ہوں۔" انھوں نے اس فیصلے پر رضا مندی ظاہر کی۔

"اور تم ریحانہ۔" ب کی بار رحیم صاحب کا رخ ریحانہ کی طرف تھا۔

"میں فلحال کچھ نہیں کہہ سکتی ۔۔ اور نا مجھے کچھ سمجھ آرہا ہے۔۔ میں آرما سے سوچنا چاہتی ہوں لیکن سب سے پہلے میں اپنی بچی کی خوشی دیکھوں گی کہ وہ کیا چاہتی ہے۔"

تھی تو وہ ایک ماں ہی اور جانے انجانے ان کے دل میں یہ تھا کہ وہ یہاں خوش نہیں رہے گی بظاہر صاف نا سہی لیکن انھوں نے یہ کہہ کر معاملے کو سنبھال لیا ۔

"ٹھیک ہے تم وقت لے لو لیکن جواب ہاں میں ہی ہونا چاہیئے ۔ میرا بیٹا تمھاری بچی کو بہت خوش رکھے گا۔" ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے نسرین بیگم نے مسکرا کر کہا تو وہ محض سر ہلا گئی فلحال وہ کچھ کر بھی نہیں سکتی تھی ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"کون ہے آجائیں ۔؟" دروازے پر کسی کو دستک دیتا دیکھ نورے اندر آنے کا کہتی ہے۔ تو دروازے کھولتے سامنے اس کے بابا نمودار ہوئے ۔

"بابا آپ دورازہ کیوں ناک کر رہے تھے آپ ایسے ہی اندر آجاتے کسی پرائے کا کمرہ تھوڑی ہے۔" نورے ان کے سامنے آتی محبت سے کہنے لگی ۔

" وہ اس لئے میرا بچا کیوں کہ مجھے لگا تم سو رہی ہوگی ۔" انھوں نے نورے کے سر پر ہاتھ رکھتے محبت بھرے لہجے میں کہا ۔

"نہیں بابا میں جاگ رہی تھی ۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا ۔

"آئے بیٹھیں ۔" انھیں بیڈ پر بٹھاتی وہ تمام کتابیں سمیٹ کر ٹیبل پر رکھ گئی جو وہ اکثر رات کو پڑھا کرتی تھی ۔

NOVEL HUT

"میری گل اتنی کتابیں پڑھ لیتی ہے ماشاءاللہ مجھے تو اب پتا لگا ۔" انھوں نے اس کی کتابوں کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ۔

"یہ بات تو ہے بابا بیٹی نے اب اپنے بابا پر ہی تو جانا ہے ۔" اس نے کچھ اس انداز میں کہا کہ وہ اس کی بات پر ہنس پڑے ۔ پھر وہ آکر بالکل ان کے سامنے دونوں پاؤں بیڈ پر چڑھا کر بیٹھ گئی اور ان کے ہاتھ تھام لئے ۔

"بیٹے کچھ بات کرنی تھی تم سے ۔" ابراھیم صاحب کی نظر اس کے چہرے پر ٹکی تھی ۔

"جی بابا بولیں ۔" وہ اپنے بابا کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولی ۔

NOVEL HUT

"بچے بھائی صاحب نے شازم کے لئے تمھارا ہاتھ مانگا ہے۔" بات سنتے اس کی مسکان غائب ہوئی تھی ۔ وہ ٹکر ٹکر ان کا چہرہ دیکھتی رہ گئی ۔ یہ سب کیا ہوگیا تھا وہ فالحال سمجھنے سے قاصر تھی ۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں لیکن تمھاری مرضی معنی رکھتی ہے تم کیا چاہتی ہو ۔" انھوں نے ابھی بھی اپنی بات جاری رکھی ۔

"کیا ہوا تم کچھ کہہ نہیں رہی ۔؟" اسے یوں ہی چپ بیٹے دیکھ انھوں نے پوچھا ۔

"بابا میں فلحال کچھ نہیں کہہ سکتی یہ یوں اچانک ۔" ان کے ہاتھ چھوڑے وہ کھڑے ہوتے رخ ان سے موڑ گئی ۔

"اچھا بچے تم وقت لے لو اچھے سے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا زندگی تمھاری ہے ہماری طرف سے کوئی زور زبردستی نہیں ہے بچے۔ لیکن میں بھائی صاحب کو بھی ناراض نہیں کر سکتا ان کے بہت احسان ہیں مجھ پر میرے لئے وہ بڑے بھائی کا نہیں بلکہ ایک باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر مجھے انھیں انکار بھی کرنا پڑا تو میں بہت سوچ سمجھ کر انکار کروں گا کیوں کہ مجھے شازم میں کوئی کمی نہیں دکھتی وہ تمھارے لیے بہتر ثابت ہوگا۔باقی کا سارا فیصلہ اب تمھارے ذمے۔" اپنی جگہ چھوڑتے وہ بھی کھڑے ہوگئے۔ لیکن وہ چپ کھڑی تھی اس بار اس نے کچھ نہیں کہا۔

NOVEL HUT

"چلو بچے اب سوجاؤ بہت رات ہوگئی ہے۔" وہ بلکل آہستہ سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔اور پھر بنا اس کے مڑے بنا اس کے ایک لفظ بولے وہ وہاں سے چلے گئے۔

"اب نیند ہی کہاں آئے گی بابا۔" ان کے جانے کے بعد اس نے خود سے ہم کلامی کی۔

"نورے اتنی رات کو فون سب خیریت تو ہے۔" عائشہ انگڑائی لیتی ہوئی بولی گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے بارہ بجے بتا رہی تھی۔

"خیریت ہی تو نہیں ہے۔" نورے نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا ہے سب صاف صاف بتاؤ۔" عائشہ نے معاملہ جاننا چاہا۔ پھر نورے نے لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتے اسے' اتا ی' پوری کہانی سنا ڈالی۔

"یہ سب ایسے اچانک۔" نیند تو اب عائشہ کی بھی اڑ چکی تھی نورے کے منہ سے یہ سب سنتے وہ مکمل طور پر اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے۔" نورے نے سختی سے آنکھیں میچی تھی۔

"ریلیکس رہو نورے انھوں نے کہا نا کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔" عائشہ نے اس کی حالت سمجھتے اسے سمجھانا چاہا۔

"ہاں لیکن انھوں نے اپنی رائے بھی تو بتا دی نا اور مجھے لگتا ہے وہ انکار کرنا بھی نہیں چاہتے انھیں شازم میرے لئے سہی لگتے۔" سامنے دیوار پر نظریں ٹکائے نورے نے کہا۔

"لیکن نورے یہ تمھاری زندگی ہے میری جان اسے تم نے جینا ہے تم اچھے سے سوچ سمجھ کر فیصلہ لینا۔" عائشہ نے نہایت آرام سے کہا وہ اس وقت فالحال اسے پُرسکون کر سکتی تھی جس کی کوشش وہ کر رہی تھی۔

"سوچ ہی تو نہیں پارہی ہوں میں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا ہے۔" اسے اس وقت عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔نا کسی دوسرے کے بات کی سمجھ آرہی تھی نا وہ خود کچھ سمجھ پارہی تھی ۔

"ابھی تو بہت رات ہوگئی ہے سو جاؤ صبح اٹھتے ٹھنڈے دماغ سے سوچنا۔ایسے اپنی طبیعت خراب کروگی تم۔" عائشہ نے تحمل سے کہا۔

NOVEL HUT

"چلو تم سو جاؤ میں رکھتی ہوں۔" الوداعی کلمات کہتے اس نے کال کاٹ دی۔بیڈ پر لیٹے وہ یوں ہی سوچنے لگی نیند اب اسے شاید ہی آنی تھی۔

☆★☆★☆★

صبح کا وقت تھا جب سیڑھیوں سے اترتی نورے پر ریحانہ کی نظر پڑھتی ہے۔

"بچے آج سکول نہیں جارہی۔" ماں نے مسکراتے ہوئے اس سے پوچھا۔

NOVEL HUT

"نہیں امی آج دل نہیں ہے جانے کا۔" ان کی طرف دیکھتے ہوئے نورے نے کہا۔ وہ کچن کے دروازے میں کھڑی تھی۔

"اچھا چلو آکر ناشتہ تو کر لو۔" انھوں نے ٹیبل پر پلیٹ رکھتے ہوئے نورے سے کہا ۔

"نہیں امی دل نہیں ہے بعد میں کر لوں گی۔" کچن کے دروازے سے اندر آتے وہ کرسی پر بیٹھ گئی ۔

" بچے طبیعت تو ٹھیک ہے نا تمھاری۔" انھوں نے فکر مندی سے پوچھا ۔

"جی امی ٹھیک ہے طبیعت ایسے ہی سر درد کر رہا بس۔" نورے نے سادہ سے لہجے میں کہا ۔ ریحانہ بھی اس کے پاس بیٹھ گئی ۔

"رات کو جو تمھارے بابا نے تم سے کہا اس بارے میں آرام سے سوچنا جتنا وقت چاہیئے لو زندگی بار بار موقع نہیں دیتی بچے۔" انھوں نے نہایت واضح الفاظ میں تحمل سے بات کی۔

"امی آپ کا کیا خیال ہے۔" ماں کی طرف دیکھتے پوچھا۔

"بیٹا میں اپنی بات کروں تو شازم میں مجھے کوئی کھوٹ نہیں دکھتا لیکن بس میرا دل نہیں مان رہا میں تمھارے فیصلے کی منتظر ہوں جو تم چاہو گی وہی ہوگا۔چلو تم آرام کرو۔" اس کا گال نرمی سے تھپتھپاتی ہوئے وہ بولی۔ پھر وہ اٹھ کر اپنے کام میں مصروف ہوگئی اور نورے اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوگئی۔

☆★☆★☆★

دوپہر کا وقت تھا جب نورے اپنے کمرے کے آگے ریلنگ پر جھکی نیچے دیکھ رہی تھی جہاں سے مین ڈور بھی دکھتا تھا۔وہ کچھ پر سوچ نظر آرہی تھی جب اچانک اس کی توجہ کسی نے کھینچی۔

NOVEL HUT

"اب کیسی طبیعت ہے میری بچی کی تمھاری امی بتا رہی تھی طبیعت سیٹ نہیں تھی تبھی سکول نہیں گئی۔" انھوں نے محبت سے بولتے اس کے کندھے پر اپنا بازو پھیلایا تھا۔

"جی بابا سر درد تھا اب ٹھیک ہوں۔" مسکراتے ہوئے ان کے کندھے سے سر ٹکاتے ہوئے کہا۔

"بس یہی مسکراہٹ میں چاہتا کوئی ان سے نا چھینے۔ انھیں خوش دیکھ میرا دل سکون میں رہتا ہے۔" نیچے رحیم صاحب نا جانے کس بات پر ہنس رہے تھے جب اوپر سے ابراھیم صاحب کی نظر ان پر پڑھی تو وہ نورے کی طرف دیکھتے دل سے بولے تھے۔ پل بھر لگا تھا نورے کو سوچنے کے لئے پھر اس نے وہ فیصلہ لیا جس کی توقع شاید کسی کو نا تھی۔ یہ سب کرتے اسے چند سیکنڈ ہی لگے تھے۔

NOVEL HUT

"بابا میں اس رشتے کے لئے راضی ہوں۔" ان کی طرف دیکھتے اس نے پختہ لہجے میں کہا۔

"تم سچ کہہ رہی ہو بچے۔" وہ حیرت و خوشی کے مارے بولے تھے۔

"جی بابا۔"

"خوش رہو میرا بچا۔خدا تمھارا نصیب اچھا کرے۔"کہتے ساتھ انھوں نے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

"آمین۔"نہایت آرام سے اس کے لب ہلے تھے پھر اس نے اپنے بابا کے کندھے پر سر ٹکا دیا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"نورے تم نے ہاں کر دی۔" کچھ دیر پہلے ہی پورے گھر کو خبر ہو گئی تھی کہ نورے نے ہاں کر دی ہے۔

"جی امی۔" وہ چادر تہہ کرتے ہوئے بنا ان کی طرف دیکھے بولی تھی۔

NOVEL HUT

"کیا تم اپنے فیصلے سے خوش ہو۔" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے انھوں نے پوچھا۔ چادر تہہ کرتے اس کے ہاتھ پل بھر کے لئے رُکے تھے۔

"ممی خوشی تو قسمت میں ہوتی ہے میری بھی ہوئی تو مل جائے گی باقی رشتے سے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اس نے تحمل سے جواب دیا۔

"چلو تمھارا یہی فیصلہ ہے تو میں تمھارے ساتھ ہوں۔" ریحانہ نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے محبت سے کہا جب ان کی بیٹی کو اعتراض نہیں تھا تو ان کے پاس بھی اعتراض کا کوئی جواز نہیں تھا۔ انھوں نے اس کی رضا میں اپنی رضا سمجھی۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"نورے یہ میں کیا سن رہا ہوں۔" رات کا وقت تھا جب اچانک ساحل نمودار ہوا اس کے چہرے پر واضح غصیلے تاثرات تھے۔

"بھائی۔" اسے اپنے سامنے یوں دیکھتے نورے کو لمحے کیلئے ڈر ضرور لگا تھا مگر وہ بظاہر یوں ہی کھڑی رہی۔

"بس پہلے مجھے یہ بتاؤ کیا کسی نے تم سے زبردستی ہاں کروائی ہے تو مجھے بتاؤ۔" اس نے نہایت ضبط سے پوچھا تھا اس کی بات پر نورے اس کے پاس پہنچی تھی۔

"نہیں بھائی ایسا کچھ نہیں ہے۔" اس نے ساحل کا ہاتھ تھامے تسلی دینی چاہی۔

"تم سچ میں اس رشتے سے راضی ہو۔" ساحل کو نا جانے کیوں اس پر یقین نہیں آرہا تھا کچھ تھا جو وہ چھپا رہی تھی لیکن کیا ؟ ۔

"جی بھائی میں راضی ہوں۔" اس کا ہاتھ چھوڑتے اس نے اپنے بھائی سے رُخ موڑ لیا ۔

"لیکن شازم اور تائی۔" ساحل کو نا جانے کون سا خدشہ لاحق تھا ۔

"تائی بدل گئی ہیں بھائی وہ پہلے سی نہیں رہی اور شازم بھی واپس آنے کے بعد بہت بدل گئے ہیں۔" واپس اس کی طرف مڑتے نورے نے آرام سے کہا تاکہ ساحل کے دل میں جو بھی خدشہ ہو وہ نکل جائے ۔

"تو میری جان لوگوں کے بدلنے سے حقیقت تو نہیں بدل جاتی نا۔" اسے دونوں کندھوں سے تھامتے اس نے بہت نرم لہجے میں کہا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے بھائی۔" وہ اب بھی اپنی بات پر آڑی رہی۔ساحل سرد آہ بھر کر رہ گیا۔

"اور تمھیں اگر اس فیصلے پر کبھی کوئی افسوس ہوا تو۔۔؟" ایک اور سوال پوچھا گیا۔

NOVEL HUT

"تو میں اسے اپنی قسمت سمجھوں گی۔" اس کا ایک ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹاتی وہ اپنے ہاتھوں میں لئے بولی تھی۔

"میں بذاتِ خود اس فیصلے کے خلاف ہوں، لیکن اگر تمھاری رضا اسی میں ہے تو میری بھی رضا اسی میں سمجھو تم ہمیشہ اپنے بھائی کو اپنے ساتھ پاؤ گی۔" ساحل نے اتنے مان سے کہا کہ نورے کی آنکھیں نم ہو گئی۔

"شکریہ بھائی۔" وہ شکر گزار نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ساحل نے نرمی سے اس کا سر چوما تھا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

اگلے دن جب سب ساتھ میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے تو رحیم صاحب نے بات کا آغاز کیا۔

"ہاں بھئی اب تو بچی نے بھی جواب دے دیا ہے۔ریحانہ تمھارا کیا خیال ہے اور کتنا وقت چاہیئے تمھیں۔" رحیم صاحب نے ریحانہ کو مخاطب کرتے پوچھا۔

"میں بھی اپنی بچی کے فیصلے پر راضی ہوں بھائی صاحب مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" ریحانہ نے ایک نظر نورے پر ڈالتے پھر اپنا فیصلہ سنایا۔

"چلو بھئی منہ میٹھا کرواؤ سب کا۔" رحیم صاحب خوشی سے نسرین سے بولے تھے۔ نسرین بیگم نے بانو کے ہاتھ مٹھائی منگوائی پھر سب کا منہ میٹھا کروایا۔

"کیوں نا ہم کل گھر پر ایک چھوٹی سی رسم کر لیں منگنی کی۔" یہ بات نسرین بیگم نے کہی تھی۔

"بہت اچھا خیال ہے۔" رحیم صاحب بھی ان کی بات

"کیوں ریحانہ۔" اب کی بار نسرین کا رخ ریحانہ کی طرف تھا۔

"جی بھابھی جیسا آپ مناسب سمجھیں۔" ریحانہ نے بھی ان کی بات پر رضا مندی ظاہر کی

۔

"چلو بھئی کل منگنی کر لیں گے آپس میں ہی ۔اور پھر اگلے جمعے کو نکاح رکھ کر رخصتی ہو جائے گی۔" نسرین جیسے پوری تیاری کر بیٹھی تھی ۔

"اتنی جلدی نکاح رخصتی۔" ریحانہ نے فکر کے زیر اثر پوچھا تھا یہی حالت ابراھیم صاحب کی بھی تھی ۔ ساحل بظاہر چپ کھڑا تھا ۔

"تو بھئی گھر کی بچی گھر میں ہی رہے گی نا دور تو نہیں جا رہی تو رخصتی کے نام پر اتنا حیران ہو رہی۔" نسرین بیگم نے کچھ اس انداز میں کہا کہ ریحانہ ان کی بات رد نا کر سکی ۔

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن آج ہفتہ ہے اور پھر اگلے جمعے میں بس چار دن ہوں گے۔" اب کی بار واضح انداز میں ریحانہ نے اپنی پریشانی بتائی ۔

"جی بھائی صاحب نکاح اتنی جلدی کیسے ۔ مطلب سب تیاریاں وغیرہ، سب کیسے ہوگا۔" اب کی بار ابراھیم صاحب بولے تھے ۔

"سب تیاریاں ہو جائیں گی ۔ نکاح گھر میں ہی کریں گے سادگی سے کچھ مہمانوں اور گواہوں کی موجودگی میں اور پھر رخصتی کے بعد ولیمہ کر لیں گے۔" رحیم صاحب نے جیسے اپنا فیصلہ سنایا ۔

"کیا تمھیں میرے اس فیصلے پر کوئی سوال کرنا ہے ابراھیم۔" انھوں نے رخ ابراھیم صاحب کی طرف کرتے پوچھا ۔

"نہیں بھائی صاحب آپ کا فیصلہ میرے لئے بہت اہمیت رکھتا سب ویسا ہی ہوگا جیسا آپ چاہتے۔" ابراھیم صاحب نے کوئی اعتراض نہیں جتایا بلکہ ان کے فیصلے میں حامی بھری۔

"اور شازم تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے بچے۔" اب کی بار رحیم صاحب نے ایک طرف کھڑے شازم سے پوچھا جس نے آنے کے بعد ابھی تک کچھ کہا ہی نہیں تھا۔

"نہیں پاپا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" اس نے سادہ سے لہجے میں کہا تو رحیم صاحب جیسے پر سکون سے ہو گئے۔

"چلو بھئی تیاریاں کرو۔" انھوں نے جیسے اعلان کیا۔

☆★☆★☆★

سمندر کنارے بیٹھا مصطفٰی ارمان کا انتظار کر رہا تھا جس نے اسے تھانے کے بجائے وہاں ملنے بلایا تھا۔ سمندر کنارے بیٹھ باتیں کرنا مصطفٰی کو پسند تھا وہ اکثر یہی پر ملا کرتے تھے۔

NOVEL HUT

ابھی مصطفٰی کو آئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی جب سامنے سے وہ آتا ہوا دکھائی دیا دور سے ہی اس نے ہاتھ لہرایا جیسے مصطفٰی تو اس کو دیکھ ہی نہیں سکے گا۔ مصطفٰی اس کی حرکت پر مسکرا کر رہ گیا۔

"کیسے ہو اتنے دن سے ملاقات ہی نہیں ہوئی تم سے۔" اس سے ملتے مصطفٰی نے کہا ۔

"پولیس والا ہوں آخر مصروف جو رہتا ہوں تمھاری طرح آواریاں کرتا تو نہیں پھرتا نا۔" شرارت سے کہتے اس نے ایک آنکھ ونک کی تھی مصطفٰی اس کی شکل دیکھ کر رہ گیا ۔

"ہاں بھئی مصروف انسان بڑی مہربانی جو ہمارے لئے اپنی مصروفیات میں سے آپ نے وقت نکال لیا۔" مصطفٰی نے بھی اسی کے انداز میں کہا ۔ پھر وہ وہیں ایک پتھر پر بیٹھ گیا

۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔" ارمان نے تھوڑا برا مانا ۔ پھر اس کے ساتھ وہ بھی وہاں بیٹھ گیا ۔

"کیا بات ہے۔" اس کی شکل دیکھتے ارمان نے پوچھا وہ کچھ پریشان نظر آرہا تھا۔

"کچھ بھی نہیں۔" مصطفٰی نے اس نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے تو تم کچھ چھپا نہیں سکتے میاں تو بے کار کی کوشش بھی نا کرو۔" ارمان کو جیسے اب واقعی یقین ہوا کہ کچھ تو بات ہے۔

NOVEL HUT

"کیوں پریشان ہو۔" ارمان نے اپنا کندھے اسے آہستہ سے مارتے ہوئے بہت مان سے پوچھا مصطفٰی اس سے کبھی کچھ چھپا نہیں پاتا تھا وہ اس کا ایسا دوست تھا جو اس کے لئے سگے بھائی سے بڑھ کر تھا بنا اس کے کہے وہ ہر بات جان لیتا تھا۔

"مجھے بس عجیب عجیب سی فیلنگز آرہی ہیں۔کچھ سمجھ نہیں آرہا کیا کروں۔" بلاآخر اس نے بولنا شروع کیا۔

"کیسی عجیب فیلنگز۔" اسے مصطفٰی کی بات کچھ سمجھ نہیں آئی۔

"جیسے میں اپنا سب کچھ کھو دوں گا۔" مصطفٰی نے کہتے اپنی آنکھیں نے زور سے بند کی۔

NOVEL HUT

"تم نورے کے وجہ سے پریشان ہو۔" ارمان نے اندازہ لگایا۔ مصطفٰی خاموش رہا۔

"تم ان سے اپنے دل کی بات کہہ کیوں نہیں دیتے۔" اسے یوں ہی خاموش بیٹھے دیکھ وہ پھر بولا۔

"میں نے کوشش کی ہے کئی بار لیکن میں بتا نہیں پاتا ہمت ہی نہیں ہوتی اور میں یہ بھی نہیں جانتا وہ کیا سوچیں گی ان کا کیا ردِ عمل ہوگا۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"تم لکھ کر لے لو وہ بھی تمھیں پسند کرتی ہیں۔ لیکن کہتی نہیں پہل تمھیں ہی کرنی ہے میرے بھائی کہیں کرتے کرتے بہت دیر نا کر دینا اسی لئے بول ڈال بس جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" ارمان نے اسے تسلی دی۔ لیکن اس کی دیر کر دینے والی بات پر مصطفٰی اور پریشان ہوا تھا۔

"شاہد تم صحیح کہہ رہے ہو مجھے اب اور دیر نہیں کرنی چاہیئے۔" اسے جیسے ارمان کی بات سمجھ آگئی تھی۔

"میں ہمیشہ ہی صحیح کہتا ہوں میرے بھائی۔" ارمان نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی آہستہ سے مسکرا دیا۔

"ایک منٹ۔" مصطفٰی کا دھیان اس کے موبائل پر آتی کال نے کھینچا۔

NOVEL HUT

"نور۔ کیسی ہیں آپ۔" اس کے چہرے کو رنگ بدلتے دیکھ ارمان پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ کال کس کی ہے۔

"کیا تم شام میں فری ہو گے ۔"

"جی میں فری ہوں ۔کیوں کیا ہوا ۔"

"مجھے پارک میں ملنا تمھیں کچھ بتانا ہے ۔" نورے کا کہنا تھا کہ مصطفٰی کو تھوڑی حیرت ہوئی کہا وہ بھی اس سے وہی کہنا چاہتی تھی جو وہ سوچ رہا تھا ۔

"جہ۔۔جی جی میں آجاؤں گا ۔" اس کا جواب سنتے نورے نے جھٹ سے کال بند کی تھی ۔ اسے اس وقت حیرت اور خوشی دونوں ہی محسوس ہو رہی تھی اس نے دھیان ہی نہیں دیا کہ نورے نے اتنے عرصے میں اس سے بہت مختصر بات کی تھی ورنہ تو وہ کبھی اتنی مختصر بات کے لیے کال نا کرتی تھی ہمیشہ باتیں لمبی ہوتی جاتی تھی ۔

"مجھے بھی آپ کو کچھ بتانا ہے نور۔" خود سے ہم کلامی کرتے وہ گہری مسکراہٹ سے موبائل کی سکرین کر تکتے بولا تھا۔

"او بھائی تو کیا چیز ہے ایک منٹ پہلے تیرے چہرے کے رنگ اڑے ہوئے تھے اور اب دیکھو۔" ارمان اسے دیکھ کر رہ گیا اس کا چہرہ مانو ایسا ہوگیا تھا جیسے لال گلاب ۔ خوشی الگ نمایاں ہو رہی تھی۔

"بس یار بات ہی کچھ ایسی ہے نور نے بلایا ہے ملنے کچھ کہتا چاتی ہیں۔" مصطفٰی نے مسکراتے ہوئے ارمان کو بتایا۔

"بھئی مجھے تو لگتا ہے وہ اظہار کرنا چاہتی ہے تو بھی بول ہی ڈال ۔اور یوں سادہ انداز میں نا کرنا ایک پیاری سی رنگ لے لینا۔" ارمان نے اچھا مشورہ پیش کیا تھا۔

"ہاں یہ صحیح کہا تو نے۔" مصطفٰی نے اس کی بات مانی۔

"میں ہمیشہ صحیح مشورے دیتا ہوں میرے یار بس تو دل کی بات کہہ ڈال آج۔" اس کا کندھا تھپتھپاتے ارمان بولا تھا اسے خوش دیکھ وہ بھی خوش تھا۔

"میں بھی آج ان سے اپنے دل کی بات کہہ دوں گا۔" ایک انداز سے کہتے وہ اپنی جگہ چھوڑتے اٹھا تھا۔ یعنی وہ جانے کیلئے تیار تھا۔

"مجھے ضرور بتایو کیا رسپونس ملا دوسری طرف سے۔" پیچھے سے ارمان کی آواز سنتے اس نے ہنستے ہوئے پیچھے دیکھتے اپنا ہاتھ ہلایا تھا پھر گاڑی میں بیٹھتے وہ وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے ارمان

سمندر کی لہروں کو دیکھتا خوش نظر آرہا تھا اس نے دل سے اپنے دوست کی خوشیوں کی دعائیں کی تھی۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"جی کیا چاہیئے آپ کو۔۔ ؟" جب وہ دکان کے اندر داخل ہوا تو ایک لڑکا اس کے پاس آتے پوچھنے لگا ۔ شاید وہ اس دکان کا سیلز مین تھا ۔

"مجھے رنگ چاہیئے۔" اس نے ادھر ادھر نظر دوڑاتے ہوئے کہا ۔

"جی آپ کے لئے۔" لڑکے نے پوچھنا چاہا ۔

"نہیں کسی اور کے لئے لینی ہے۔"

"میل یا فی میل۔" لڑکے نے دوبارہ پوچھا ۔

NOVEL HUT

"فی میل۔" اسے واقعی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی ۔ وہ ایسی جگہ پہلی بار آیا تھا کچھ لینے ۔

"اوکے سمجھ گیا تو بتائیں کیسی رنگ چاہیئے آپ کو۔" اب کی بار لڑکے نے معاملہ سمجھتے مسکرا کر پوچھا ۔

"بس انھیں پسند آنی چاہیئے۔" ہلکا سا مسکرا کر کہا ۔

"اوکے ویٹ آپ بیٹھ جائیں میں آپ کو کچھ ڈیزائن دکھاتا ہوں۔" لڑکے نے اسے بیٹھنے کی پیشکش کی ۔

"نہیں یہ نہیں کچھ سمپل سا یہ بہت ہوی ہیں۔" جو ڈیزائین اس لڑکے نے دکھائے وہ سب بہت بھاری تھی یا مانو اس کی نظر میں بہت اوور لگ رہے تھے ۔ بہت کچھ دیکھنے کے بعد بھی اسے کچھ اچھا نہیں لگا یا یوں کہو کہ اسے اپنی پسند کی چیز ابھی تک نہیں ملی تھی ۔

"یہ رہی آپ کے پسند کی چیز ایک دم سمپل اور بیسٹ یہ ہمارے شوپ کی سب سے بیسٹ سیلنگز میں سے ایک ہیں بہت کم لوگوں کی چوائس ہوتی ہیں یہ۔" ایک ڈبہ اس کے سامنے رکھتے لڑکے نے کہا ۔ جس میں تین سے چار عدد رنگز تھی جن میں سے اس کی نظر ایک پر ٹک کر رہ گئی ۔

NOVEL HUT

"کیا یہ پسند آگئی آپ کو۔" اسے رنگ کی طرف دیکھتے پا کر لڑکے نے دوبارہ پوچھا ۔

"جی یہی تو میں ڈھونڈھ رہا تھا۔۔" اس نے ہاتھ میں لے کر دیکھا وہ بہت نازک سی سفید موتی والی انگوٹھی تھی ۔ وہ مسکرا دیا اب کی بار گالوں میں گڑھے واضح ہوئے تھے ۔

"چلیں آپ کو آپ کے پسند کی چیز مل گئی آئی ہوپ انھیں بھی پسند آئے جن کے لئے آپ نے یہ لی۔" لڑکے نے مسکرا کر کہا ۔

"یہ انھیں ضرور پسند آئے گی۔" اس نے لڑکے کی طرف دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور وہ رنگ لیتا وہاں سے نکل گیا ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

شام ہوگئی تھی اب ہلکی ہلکی چاندنی زمین پر اتر رہی تھی جب مصطفٰی پارک میں داخل ہوا تو سامنے ہی اسے بینچ پر بیٹھے پایا۔ اسے دیکھتے وہ زرا سا مسکرایا تھا اور یہ جان کر خوشی بھی ہوئی تھی کہ وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس کے پاس پہنچتے اس نے اسے پکارا۔

"نور۔ ! ! "

نور۔۔۔!!"

"ہاں۔" وہ جیسے کسی گہری سوچ سے یک دم ہوش میں آئی تھی۔

"کہاں کھوئی ہوئی تھی۔" مصطفٰی نے مسکراتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"کہیں نہیں۔تم کب آئے۔" اپنے ہوش سنبھالتی وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی
۔

NOVEL HUT

"جب آپ اپنے خیلات میں گم تھی۔" مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھتے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے آج پارک میں کتنی خاموشی ہے نا۔" نورے نے پارک کا جائزہ لیتے ہوئے مصطفٰی سے کہا۔

"ہاں خاموشی تو ہے۔" مصطفٰی نے بھی حامی بھری پھر نظریں ادھر ادھر دوڑائی جہاں اکا دو لوگ مشکل سے نظر آرہے تھے باقی پارک بالکل سونسان تھا۔

"مجھے تمھیں کچھ بتانا ہے مصطفٰی۔" نورے نے زمین پر نظریں گاڑھے مصطفٰی سے کہا۔ وہ جو ادھر ادھر دیکھنے میں لگ ہوا تھا اس کی بات سنتے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"مجھے بھی آپ کو کچھ بتانا ہے نور۔" اس نے مسکراتے ہوئے نورے سے کہا تھا۔نورے بینچ پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ مصطفٰی اس کے بالکل سامنے پینٹ کے جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔

"چلو تم بتاؤ۔" نورے نے نظریں اٹھائے اسے دیکھا۔تو وہ مسکرایا۔

"نہیں پہلے آپ بتائیں۔" مصطفٰی نے اسے ترجیح دی۔

NOVEL HUT

"میں بھی بتاتی ہوں لیکن تمھارے چہرے کی رونک بتا رہی ہے کہ کچھ اچھی بات ہے تو پہلے تم بتاؤ۔" نورے نے اس کے چہرے کی بظاہری خوشی دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا۔ وہ جب سے آیا تھا بہت خوش نظر آرہا تھا۔

"ایسا ہے تو چلیں میں ہی شروعات کرتا ہوں۔" اس نے نظریں اس کی آنکھوں میں ڈالے کہا تھا۔ نظروں ہی نظروں میں وہ اج بہت کچھ کہہ ڈالنا چاہتا تھا۔

"میں نے کئی بار کوشش کی کہ میں بتا سکوں لیکن ہمت ہی نہیں ہوئی۔ کبھی کبھی تو لگتا تھا پتا نہیں آپ مجھے سمجھیں گی بھی کہ نہیں۔" ہاتھ اب بھی جیبوں میں مقید تھے اور وہ اپنے جوتوں سے زمین کو کھریدنے لگا۔ ایسا وہ تب کرتا تھا جب وہ بہت کنفیوزڈ ہوتا تھا۔

"ایسا کیا ہے جو تمھیں آتا پریشان کر رہا ہے۔؟" اس کی حرکتوں کو دیکھتے نورے کو فکر ضرور ہونے لگی تھوڑی کہ آخر وہ ایسی کیا بات کرنا چاہتا ہے۔

"آپ کو یاد ہے بچپن میں جب آپ کو کوئی کچھ کہتا تھا تو مجھے بہت غصہ آتا تھا۔" مصطفٰی نے نظریں اب بھی زمین پر جمائی ہوئی تھیں۔

"ہاں لیکن پھر تم ہمیشہ ہنسی مزاق سے سب ٹھیک کر دیتے تھے۔" نورے نے مسکرا کر کہا تھا۔

"وہ ہنسی مزاق نہیں تھا وہ میری کوشش ہوتی تھی تاکہ میں آپ کو خوش دیکھ سکوں۔" مصطفٰی نے سر اٹھا کر ایک الگ انداز میں کہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک الگ طرح کی چمک اتری تھی جو شاید ہی اس نے پہلے کبھی دیکھی تھی۔

NOVEL HUT

"یہ بات ۔۔۔۔" نورے کی بات شروع ہونے سے پہلے ہی اس نے روک دی۔ جب نورے نے اسے دیکھا وہ حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگی جب وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

"بات یہ ہے نور کہ میں ہمیشہ سے آپ کو پسند کرتا ہوں ۔آپ سے محبت کرتا ہوں ۔ میں نے اگر اپنے آپ کو کسی کے ساتھ تصور کیا ہے تو وہ صرف آپ ہیں ۔ اگر میں نے کسی کے لئے خالص جزبات محسوس کیے ہیں تو وہ صرف آپ ہیں ۔مجھے آپ کے رنگ ، آپ کے حوصلے ، آپ کی ہمت آپ کی ہر ایک خوبی ہر ایک بات سے مجھے محبت ہے ۔اور آج یہاں کھڑے چاندنی کے سائے میں آپ سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہوں ۔ کیا آپ میری زندگی کا حصہ بنیں گی ؟" اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے اس نے ایک ہی سانس میں سب کچھ کہہ ڈالا اور پھر ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ مسکرایا تھا یعنی وہ اتنے سالوں سے جو کہنا چاہتا تھا بلا آخر آج کہہ ہی ڈالا تھا ۔

NOVEL HUT

"نور میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں ۔" اس کے سامنے اب بھی ہاتھ پھیلائے بیٹھا تھا ۔ پھر کچھ یاد آتے اس نے دوسرا ہاتھ پہ ٹ کی جیب کی طرف بڑھایا جس میں انگوٹھی کی ڈبی تھی ۔

"مصطفٰی ایسا ممکن نہیں ۔ تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہو۔" وہ یکدم غصے سے آگ بگولہ ہوتی کھڑی ہوئی تھی ۔ مصطفٰی کا ہاتھ ہوا میں ہی رہ گیا ۔ وہ ڈبی چھوڑتا اس کی طرف دیکھنے لگا ۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں نور ۔" اس کا چہرہ یکدم مانند پڑ گیا ۔

"ہماری عمر کا فرق تمھیں پتا ہے مصطفٰی تم پھر بھی مجھ سے یہ سب کیسے کہہ سکتے ہو۔" اس کی آنکھوں میں واضع غصہ تھا۔ مصطفٰی اٹھ کھڑا ہوا ۔

"عمر کیا سچ میں آپ عمر کو بیچ میں لا رہی ہیں نور۔۔؟" مصطفٰی کو واقعی اس کے رد عمل کی کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی ۔ کیا وہ واقعی عمر کے فرق کی وجہ سے یہ سب کہہ رہی تھی ۔

"ہاں میں عمر کو بیچ میں لا رہی ہوں ۔" نورے نے اس کی طرف دیکھے بنا کہا ۔

"آپ نے تو کہا تھا آپ اپنی زندگی اپنی شرائط پر جینی ہے تو پھر یہ سب کیوں ۔؟" مصطفٰی نے اسے اسی کی کہی بات یاد دلائی ۔

"لیکن مصطفٰی یہ دنیا شرائط کو نہیں مانتی ہے تمھاری اور میری عمر میں پورے دو سال کا فرق ہے دو دن یا مہینے کا نہیں ، اور لوگ اس فرق کو کبھی قبول نہیں کریں گے اور ویسے بھی اب بہت دیر ہو گئی ہے ۔۔" نورے نے بنا اس کے چہرے کے تاثرات دیکھے اسے اتنا کچھ کہہ ڈالا ۔

"د۔۔دیر مطلب ابھی تو شروع۔۔۔۔" مصطفٰی کی آدھی بات اس کے منہ میں ہی رہ گئی ۔

"کل میری منگنی ہے مصطفٰی ۔۔"بنا اس کی حالت کی پروا کیے نورے نے کہہ ڈالا ۔ وہ بے حس و حرکت اسے دیکھتا رہا ۔

"م۔۔من۔۔ منگنی ۔۔ ہوش میں تو ہیں آپ ۔ اگر آپ میری باتوں کی وجہ سے ایسا کہہ رہی ہیں تو میں نہیں کہتا کچھ لیکن پلیز آپ ایسے تو نا کہیں۔" مصطفٰی نے جیسے اس کے سامنے منت کی تھی ۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں مصطفٰی کل میری منگنی ہے اب بہت دیر ہوچکی ہے تمھارے اور میرے راستے الگ الگ ہیں جو کبھی ایک نہیں ہوسکتے۔" اب کی بار نورے نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے مضبوط لہجے میں کہا۔

"کون سے الگ راستوں کی بات کر رہی ہیں آپ نور، وہی الگ راستے جو بھلے ہی الگ الگ ہیں مگر آگے چل کر وہ راستے خود ہی مل جاتے ہیں۔ ہماری منزل ایک ہے آپ کیوں سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہی ہمارے راستے کبھی الگ تھے ہی نہیں نور راستے کبھی الگ نہیں ہوتے فرق بس ہمارے چننے کا ہوتا ہے۔" مصطفٰی نے جیسے اسے کسی طرح سمجھانے کی کوشش کی۔

NOVEL HUT

"نا ہمارے راستے ایک ہیں اور نا ہی ہماری منزل اس لئے بہتر ہوگا تم یہ بات جتنی جلدی ہوسکے سمجھ جاؤ اور اپنی زندگی میں آگے بڑھو۔" اس نے جیسے ٹھان لی تھی کہ اس کا اب اس سے کوئی واسطہ نہیں۔

"کیسی آگے بڑھوں نور۔ میں نے تو ہمیشہ اپنے آگے بڑھنے کے خواب آپ کے ساتھ ہی دیکھیں ہیں پھر آپ کیسے کہہ رہی ہیں کہ میں اکیلے ہی آگے بڑھ جاؤں۔" اس کے لہجے میں کچھ تھا کہ نورے کو لگا وہ واقعی اب اس کے سامنے کچھ کہہ نہیں سکے گی۔ لیکن وہ کوشش کر رہی تھی۔

NOVEL HUT

"تمھیں بڑھنا پڑے گا مصطفٰی زندگی اکیلے کسی کو جینے نہیں دیتی تمھیں ایک اچھا ہمسفر ملے گا پھر تمھیں آگے بڑھنے میں آسانی ہوگی۔" نورے نے اب کی بار بمشکل ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

"بس کر دیں نور کیا عجیب باتیں لگا رکھی ہیں۔" مصطفٰی کی اب بس ہو گئی تھی۔

"کیوں تم میں ہمت نہیں ہے سننے کی۔"

"آپ کیوں ایسا کر رہی ہیں۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے پوچھا۔ پھر دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھ لئے جیسے وہ خود کو پُرسکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میں صرف تمھیں سمجھا رہی کہ تم اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ کل میری منگنی ہے اور اگلے جمعے کو نکاح۔" اس کی اگلی بات پر مصطفٰی کے جسم میں گویا خون کی گردش جیسے رُک گئی تھی۔ کیا وہ لڑکی واقعی اس کے دل بند کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔

"واٹ ۔ن۔۔نکاح۔آپ سچ میں نور۔کیسے یہ سب۔" کچھ لمحوں تک تو وہ کچھ بول نہیں سکا لیکن جب بولا تو بہت کھ سے بولا تھا۔ آنکھوں میں پانی بھرنے لگا تھا۔

"واقعی میں مصطفٰی میں آج تمھیں یہی سب تو بتانے آئی ہوں یہاں جمعے کو میرا اور شازم کا نکاح ہے اور تمھیں یہ حقیقت ماننی ہی پڑے گی۔" نورے نے کہہ کر رُخ موڑ لیا شاید وہ اس کا مرجھایا چہرہ کچھ اور دیر نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

"شازم ۔۔" مصطفٰی کو ایک اور جھٹکا ملا۔ ایک کے بعد ایک اور یہ آج کا نورے کی طرف سے دیا گیا تیسرا جھٹکا تھا۔

NOVEL HUT

"کیا آپ اسی شازم کی بات کر رہی جسے نا رشتوں کی قدر ہے اور نا ہی پروا ۔ آپ اس سے رشتہ جوڑنے کی بات کر رہی ہیں۔" مصطفٰی نے عجیب سے لہجے میں کہا کہ نورے مڑ کر اسے دیکھنے لگی ۔

"وہ بدل گئے ہیں انھیں۔ رشتوں کی قدر کرنا آتا ہے ۔ اور یہ فیصلہ میرے بڑوں نے لیا ہے مجھے اس سے کوئی اعتراض نہیں ۔۔" نورے نے جیسے اس کے سامنے اپنا فیصلہ سنایا ۔

"واقعی میں نورے آپ کی زندگی اس انسان کے ساتھ تباہ ہو جائے گی اور آپ کو کوئی پروا نہیں ہے ۔" مصطفٰی کو اس کی فکر لاحق ہو رہی تھی مگر شاید ہی اسے اپنی پروا تھی ۔

"یہ تو قسمت کی بات ہے مصطفٰی۔" نورے نے اس سے نظریں چرائی شاید وہ اس کی آنکھوں کی نمی دیکھ چکی تھی ۔ اس نے چہرے پر کوئی تاثر عیاں نہیں ہونے دیا ۔

"لیکن نور۔۔" اس نے ہاتھ اٹھاتے مصطفٰی کو مزید کچھ کہنے سے روکا۔

"بس مصطفٰی اب مجھے چلنا چاہیئے پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے۔" نورے اپنا پرس اور موبائل اٹھاتی کہنے لگی۔

"اب بھی دیر نہیں ہوئی ہے نورے اس رشتے سے انکار کر دیں پلیز وہ انسان آپ کے ساتھ کبھی مخلص نہیں بن سکے گا پلیز سمجھنے کی کوشش کیجیئے۔" مصطفٰی خود کو اس وقت دنیا کا سب سے بے بس انسان محسوس کر رہا تھا۔

آنکھوں کا پانی ب بالکل باہر آنے کو بے تاب تھا

"میرے دل پر بوجھ سا بڑھ رہا ہے نور۔پلیز آپ ایسا نا کریں مان لیں میری بات۔" کہتے ہوئے ایک قطرہ اس کی آنکھ سے گر کر زمین کی مٹی میں جذب ہوگیا۔

"کچھ بوجھ تقدیر بھی ہمارے حصّے میں ڈال دیتی ہیں مصطفٰی اور ہم چاہ کر بھی ان سے پیچھا نہیں چھوڑا سکتے۔" نورے نے بنا مڑے ہی کہا تھا وہ جانتی تھی وہ اب مڑی تو شاید وہ اسے دیکھ نہیں سکے گی۔

"نور میری بات سنیں۔آپ ایسا نہیں کر سکتی ایک اور بار سوچیں اس بارے میں پلیز۔ آپ بھلے میرے ساتھ نا رہیں لیکن اس سے شادی مت کریں پلیز۔" اس کا رخ اپنی طرف کرتے وہ بولا۔ بے بسی کے در پر کھڑے وہ جیسے اس کی منت کرنے لگا تھا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا ہے مصطفٰی ۔ اب ان باتوں کا کوئی مطلب نہیں۔" اس نے اپنے بازو اس کے ہاتھ سے چھڑوایا ۔

"کیا آپ اپنے فیصلے سے خوش ہیں۔؟" مصطفٰی کو اب بھی ایک امید تھی کہیں دل کے کونے میں اب بھی ایک امید تھی کہ وہ خوش نہیں ہے وہ شاید اس سے کہہ دے کہ مصطفٰی کچھ کرو میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی تو وہ سب تہس نہس کر ڈالتا اس کے لئے لیکن اگر وہ بولے تو ۔

NOVEL HUT

"خوشی ضروری نہیں مصطفٰی ، زندگی میں کچھ فیصلے صرف نبھانے کے لئے ہوتے ہیں۔" اس کی آنکھوں میں نظریں گاڑھے اس نے بہت ہمت سے کہا تھا ۔ یہ صرف وہی جانتی تھی کہ وہ وہاں اس کے سامنے کس ہمت سے کھڑی تھی ۔

"اگر یہ آپ کی خوشی ہے تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا لیکن یاد رکھیئے گا دل سے نکلنا آسان نہیں ہوتا۔" آنکھیں پونچھتے مصطفٰی نے بس ایک نظر اسے دیکھا تھا اور وہ رخ موڑ گئی ایسے جیسے کوئی اجنبی سے منہ موڑتا ہے اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا تھا اور وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل چکا تھا۔

ایک آنسو ٹوٹ کر اس کی آنکھ سے گرا تھا پھر دو تین اور پھر وہ رونے لگی تھی اسے وہاں دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔

وہ چلا گیا تھا۔ پیچھے وہ اکیلی رہ گئی تھی یا شاید اب ہمیشہ کیلئے وہ اکیلی ہو گئی تھی۔

۔

NOVEL HUT

دل کی آرزو جو زباں پہ آئی

وہ روٹھ گیا ہم سے بے نیاز ہو کے

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"بیٹا کہاں سے آرہے ہو۔؟" ربینہ جب اسے دروازے سے اندر آتا دیکھ پوچھتی ہیں ۔

"ممی بس پارک تک گیا تھا۔" جیبوں میں ہاتھ ڈالتے اس نے کہا نظریں جیسے زمین پر جھک ڈی گئی تھی ۔

"نورے بھی ساتھ گئی تھی۔" ربینہ کو اندازہ تھا وہ جب بھی پارک جاتا ہے اسی کے ساتھ جاتا ہے۔

"جی۔" کہتے وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگا جب ماں نے دوبارہ توجہ کھینچی۔

"تم کیوں اتنے اداس لگ رہے ہو تم دونوں کے بیچ کچھ ہوا ہے کیا۔" ربینہ نے اسے پہلے کبھی یوں اداس نہیں دیکھا تھا۔ ماں تو پھر ماں ہوتی ہے ماؤں کو تو بچوں کے دکھ کا اندازہ پہلے ہی ہو جاتا ہے۔

"نہیں ممی کچھ نہیں ہوا بس سر درد کر رہا ہے۔" اس نے سر درد کا بہانہ بنا کر بات ٹال دی وہ انھیں پریشان نہیں کر سکتا تھا۔

"اچھا بچے جاؤ آرام کرو میں کھانا لاتی ہوں۔" ربینہ نے مسکرا کر کہا۔

"نہیں ممی بھوک نہیں ہے۔" اس نے کھانے سے منع کیا۔

"ارے لیکن۔۔۔" ربینہ کی بات بنا سنے وہ وہاں سے چلا گیا۔ ربینہ نے بھی اسے دوبارہ مخاطب کرنا مناسب نہیں سمجھا اس کی طبیعت کا خیال کرتے۔ وہ ایسا ہی تھا جب اس کی طبیعت خراب ہوتی تو وہ کھانا چھوڑ دیتا تھا۔ اس لیے ربینہ نے بھی زیادہ زور نہیں دیا

۔

اس کا دل جیسے بہت دھیمے سے دھڑک رہا تھا جیسے بس بند ہونے کے در پر تھا۔ اسے کسی اور کے ساتھ سوچنے پر ہی اسے کچھ ہونے لگا تھا۔ اگر وہ اسے جواب دے دیتی کہ وہ بھی

اسے پسند کرتی ہے یا نہیں یا یہ اس کی کوئی مجبوری ہے تو پھر بھی اسے تھوڑا صبر آجاتا لیکن۔ اصل مسئلہ ہی یہ تھا کہ اس نے کچھ کہا ہی نہیں تھا وہ بس اسے جدائی کا حکم سنانے آئی تھی ناجانے اس کے دل میں کیا تھا وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا۔

"کیسے کر سکتی ہیں آپ نور ایسے۔؟" بیڈ پر ٹیک لگانے والے انداز میں بیٹھا وہ نورے کی تصویر سے مخاطب تھا۔ انگوٹھی کی ڈبی اس کے پاس بیڈ پر پڑی تھی۔

"آپ نے میرا بھی نا سوچا۔۔یہ۔۔یہ اتنے سال کیا ایسے ہی کھیل کود میں گزر گئے کیا آپ کے دل کے دروازے میرے لئے کبھی نہیں کھلے۔؟" ایک زکام دہ سانس اندر کھینچتے وہ خود کلامی کرتے ہوئے بولا ایسے جیسے وہ اس کے سامنے ہو اسے سن رہی ہو۔

"یہ آپ نے اچھا نہیں کیا نور میں کیسے آپ کو کسی اور کے ساتھ برداشت کروں گا ؟ می۔۔میں نہیں کر پاؤں گا ۔یہ نہیں ہو پائے گا مجھ سے ۔۔" اس نے روتے ہوئے دونوں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹتے سر گھٹنوں پر ٹکا دیا ۔ وہ رو رہا تھا ۔یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں کہ مرد نہیں روتے۔ جب دل کا درد برداشت نا ہو تو مضبوط سے مضبوط مرد بھی رو سکتا ہے ۔

"زندگی میں آپ ان لوگوں کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے جنھیں آپ کے دل نے چنا ہو ، آپ کا دل آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دے پاتا۔"

NOVEL HUT

شریکِ غم کی برابر ساتھ

روشنی لے گئے پروانہ میرا

پیچھے ہم رہ گئے فقت خالی ہاتھ

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"بچے تم کہیں جا رہے ہو کیا ۔۔؟" شازم کو دروازے کے پاس کھڑے دیکھ نسرین پوچھنے لگی ۔

"کہیں نہیں جا رہا ممی ۔" شازم نے ماں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" اچھا تم اور نورے میرے ساتھ چلنا منگنی کی رسم ہے اور انگھوٹھی تو لی ہی نہیں " نسرین نے نورے کی طرف دیکھا پھر شازم کی طرف ۔

NOVEL HUT

"جی بھابھی یہ تو میرا بھی دھیان نہیں رہا۔" ریحانہ کو بھی سب باتوں میں یہ بات تو بھول ہی گئی تھی ۔

"لیکن میں کیوں جاؤں۔"

"وہ اس لیے کہ تمھاری انگوٹھی کا ناپ چاہیئے ہوگا تو وہاں جو پسند کریں گے اسے تمھاری انگلی میں فٹ بھی آنا چاہیئے نا۔" نسرین بیگم نے

"تو تائی میں بھی ساتھ چل لوں گا کیوں کہ ہم نے بھی تو رنگ نہیں لی ہوئی شازم کے لئے۔" ساحل نے کہا تو نسرین سر ہلا گئی۔

NOVEL HUT

"شازم ۔ !" اپنے کمرے کے باہر سے گزرتے ہوئے اس نے شازم کو پکارا ۔

"ہاں ۔" اس نے موبائل پر سے نظریں ہٹاتے اسے دیکھا۔

"وہ مجھے نہیں جانا آپ میری کوئی اور رنگ لے جائیں ناپ کے لئے۔" نورے نے اس کو اصل وجہ بتائی۔

"لیکن تمھیں کیوں نہیں جانا نورے۔" شازم نے سوال کیا۔

"بس میرا دل نہیں ۔ آپ تائی جان سے کہہ دیں گے ۔" نورے کو واقعی کہیں جانے کا دل نہیں تھا

NOVEL HUT

"اچھا کوئی بات نہیں تم رنگ دے دو مجھے اپنی ۔میں ممی سے بات کر لوں گا۔" شازم نے حل پیچش کیا۔

"کہاں رکھی ہوئی ہے میڈم رنگ آپ نے۔"

"ادھر ہی تھی ۔۔۔اب مل نہیں رہی ۔"

"ایک ہی ہے کیا اور بھی ہوں گی نا ۔" شازم نے اس سے کہا۔

NOVEL HUT

"ہاں ہے میں ڈھونڈھ رہی۔"

"نورے اور کتنی دیر لگی گی۔" کچھ اور دیر کھڑے رہنے کے بعد شازم بولا۔

"بس میں ڈھونڈ رہی۔"

"رنگ نہیں مل رہی میں ایسا کام کرتی ہوں دھاگے سے ناپ لے کر میں آپ کو دے دیتی ہوں یہ صحیح رہے گا۔" نورے نے خود سے حل پیش کیا۔

"لسن نورے ۔ دھاگے پر یقین نہیں کرنا چاہیئے اور تمھیں پتا ہے ممی کا اگر کچھ اونچ نیچ ہوگئی تو ۔۔۔ اس لیے میری رائے ہے اتنا ٹائم نہیں لگے گا تم چلو ہمارے ساتھ آئی پرومس تمھارا دل نا لگا تو میں تمھیں واپس لے آوں گا۔" شازم نے اب کی بار اسے آرام سے سمجھایا۔

"جواب دو نورے چل رہی ہو نا ہمارے ساتھ ۔" شازم نے اسکی طرف سے جواب نا ملنے پر دوبارہ پوچھا تو وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

"گریٹ۔" شازم نے کہتے دروازے کی جانب قدم بڑھائے پھر کچھ یاد آنے پر رک گیا۔

"نورے ۔"

"جی ۔" اس کی آواز پر وہ مڑی تھی۔

"کیا تم بڑوں کے اس فیصلے سے رازی ہو یعنی دل سے ۔" نورے کا رنگ اڑا تھا۔

"جی وہ۔۔" اس سے کچھ بولا نہیں گیا۔

NOVEL HUT

"کسی نے کوئی زبردستی تو نہیں کی تمھارے ساتھ ۔" شازم اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے بولا۔

"ن۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔" نورے نے نظریں چرائی۔

"پکا نا۔" شازم نے یقین کرنا چاہا۔

"جی پکا۔" اس نے کہتے ساتھ سر بھی ہلایا۔

"پھر تم کچھ خوش کیوں نہیں لگ رہی ہو۔" اس کے چہرے پر کوئی خوشی کے آثار نظر نہیں آتے تھے

"نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں بس وہ۔۔" نورے نے اپنی انگلیاں مڑوڑتے کہا۔ ابھی وہ کچھ اور پوچھتا جب نیچے سے نسرین کی آواز آئی تھی۔

"جی آیا ممی۔" انھیں آنے کا کہتے واپس اس کی طرف دیکھا۔

"چلو واپس آکر بات کر لیں گے ابھی ممی ویٹ کر رہی ہیں ۔" اسے چلنے کا کہتا وہ باہر نکل گیا۔

"میں آپ سے کیا کہوں شازم میں خود کچھ سمجھ نہیں پا رہی ۔" آنکھوں میں نمی سی تیری تھی لیکن اس نے سکھ کا سانس اس بات پر کیا کہ اس نے کچھ اور نہیں پوچھا تھا

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"برو کیسے ہو مجھے تو لگا تھا تم ہفتے تک تو مجھے زمین پر نظر ہی نہیں آؤ گے۔" ارمان نے ہاتھ ہوا میں لہراتے کہا۔

"زمین پر کیوں نہیں نظر آؤں گا ؟" مصطفٰی نے حیرت سے پوچھا۔

"ارے تم آسمان میں جو اڑ رہے ہوتے نورے کے ہاں بولنے کی وجہ سے ۔۔" ارمان نے ہنستے ہوئے کہا مگر اس کا اڑا رنگ دیکھ اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"اوئے تو اتنا اداس کیوں ہوگیا سب ٹھیک تو ہے ۔۔اور تو نے مجھے بتایا بھی نہیں کل تم دونوں میں کیا بات ہوئی ۔" ارمان کو کسی بات کا اب تک کوئی پتا نہیں تھا۔

"سب ختم ہوگیا۔" مصطفٰی نے دکھ سے کہا۔

"کیا مطلب۔" ارمان کچھ سمجھ نا سکا۔

NOVEL HUT

"مطلب میں خالی ہاتھ رہ گیا ۔۔" مصطفٰی نے اپنے خالی ہاتھ کی ہتھیلی ہو دیکھتے کہا۔

"یہ کیا عجیب باتیں کر رہے ہو یار۔ ختم ۔خالی ۔۔ ختم ۔۔ ہوا کیا ہے صاف صاف بتا مجھے۔" ارمان نے اس کا رُخ زبردستی اپنی طرف کرتے بولا۔ اس کی آنکھوں میں تیرتے آنسو دیکھ اس کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے اس نے کب اسے یوں دیکھا تھا ۔

"ہوا کیا ہے بتا مجھے ۔" ارمان نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔ مصطفٰی نے گیلی پلکیں اٹھائے اسے دیکھا پھر سب کچھ اسے ایک سانس میں بتا ڈالا ۔

"یار اتنا سب ہوگیا اور تو مجھے اب بتا رہا ہے کیا میں تیرا کچھ نہیں لگتا مجھے تو بتا سکتے تھے نا یار۔" ارمان نے اس کے ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

"یار تکلیف میری اکیلے کی تھی میں تجھے کیوں پریشان کرتا۔" مصطفٰی کی بات پر اسے دکھ ہوا تھا۔

"ایسے تو نا بول یار۔" ارمان نے اس کے کندھے پر بازو پھیلایا تھا۔

"میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا انھوں نے مجھے بس اپنا فیصلہ سنایا اپنے دل کی بات نہیں بتائی۔" مصطفٰی نے ارمان کی طرف دیکھے کہا۔

NOVEL HUT

"یار وہ تجھے پسند کرتی ہے اس بات کی گارنٹی میں دیتا ہوں لیکن وہ یہ سب کیوں کر رہی میں خود سمجھ نہیں پا رہا۔" ارمان خود کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"اور تو بتا رہا تھا س کا کزن ٹھیک نہیں ہے مطلب آزاد سا بے پروا سا ۔ تو وہ انھیں کیسے خوش رکھ سکے گا۔" ارمان نے مصطفٰی سے سوال کیا۔

"وہ شازم کے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ سکتی میں انھیں اچھے سے جانتا ہوں۔" مصطفٰی نے یقین سے کہا تھا۔

"میرے یار ان سے دوبارہ بات کر آج جا کر ۔یا تو ایسا کر انھیں رنگ دے کر تو واپس سے پروپوز کر۔ رنگ لایا ہے نا تو ساتھ۔" ارمان نے اسے رنگ یاد دلائی۔

"وہ میں واپس کر آیا۔" اس نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

NOVEL HUT

"واٹ ۔ لیکن کیوں۔ ؟" ارمان کا منہ کھلا رہ گیا۔

"رکھنے کا فائدہ تھا کچھ۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے گویا سوال کیا۔

"تو سچ میں پاگل ہوگیا ہے۔"

"ہوا تو نہیں لیکن عنقریب ہو ضرور جاؤں گا۔" مصطفٰی نے اس انداز میں کہا کہ ارمان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

NOVEL HUT

"ایسی باتیں نا کر دعا کر سب اچھا ہوگا۔" ارمان نے اسے کچھ غلط کہنے سے باز رکھا۔

"کہاں سے اچھا ہوگا سب آج منگنی ہو رہی ہے ان کی۔" مصطفٰی کی آنکھوں میں واپس پانی تیرنے لگا۔

"تم جاؤ گے۔" ارمان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔

"میں جا کر کیا کروں گا۔" اس نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"حوصلہ رکھ یار سب ٹھیک ہو جائے گا۔" ارمان اسے گلے سے لگا گیا۔

☆★☆★☆★

"جی بولیئے کیا دیکھنا پسند کریں گے۔" سیلز مین ان کے پاس آکر پوچھنے لگا۔

"وہ ہمیں رنگ چاہیئے ان دونوں کے لئے۔انگیجمنٹ رنگز۔" ساحل نے انھیں تفصیل بتائی۔

NOVEL HUT

"بلال انھیں رنگز دکھادو۔" وہ دوسرے لڑکے کو بلاتے ہوئے بولا۔

"نورے شازم کے لیے یہ کیسی رہے گی۔"

"بھائی مجھے سمجھ نہیں آرہی آپ دیکھ لو۔"

"شازم یہ ٹرائے کرو۔" ساحل نے اس کی طرف انگوٹھی بڑھائی۔

"فٹ ہے نا۔ اور تمھیں کیسی لگی۔" ساحل نے شازم سے پوچھا۔

"ہاں۔ مجھے تو بہت اچھی لگی۔" شازم نے مسکرا کر کہا۔

"تو چلو تمھارے لیئے یہ ڈن کر لیتے ہیں۔" ساحل نے کہتے اس رنگ کو لیتے ہے کیا۔

NOVEL HUT

"نورے کے لئے کوئی دیکھی ۔" ساحل کے پوچھنے پر شازم نے کندھے ڈھیلے چھوڑے ۔

"نہیں یار سمجھ ہی نہیں آرہا ۔" ادھر ادھر دیکھتے وہ کنفیوزڈ نظر آرہا تھا۔

"ممی آپ دیکھیں نا ۔" شازم نے ماں کو چننے کا کہا ۔

"ارے مجھے کہاں سمجھ آج کل کے بچوں کی نورے تم خود ہی پسند کرو ۔" نسرین بیگم نے جان چھڑائی ۔

NOVEL HUT

"ہاں نورے تم دیکھو تمھیں کون سی اچھی لگ رہی ہم وہی لے لیتے ۔" شازم نے بھی نورے سے اس کی پسند کی انگوٹھی لینے کو کہا ۔

"بھائی آپ دیکھ لیں مجھے اتنا آئیڈیا نہیں ۔" نورے نے ساحل سے کہا۔

"کیا تمھیں میری پسند پر اتنا یقین ہے ۔" ساحل نے اسے دیکھتے مسکرا کر پوچھا۔

"کوئی شک ۔" نورے نے اتنا کہا اور وہ مسکرا کر اس کے لئے رنگ دیکھنے لگا ۔

"یہ دیکھو کیسی ہے مجھے تو یہی پسند آئی ۔" ساحل اس کی طرف ایک انگوٹھی بڑھاتے بولا۔

"آپ کو پسند آئی تو مجھے بھی پسند ہے ۔" نورے نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

"اوکے تو یہ ڈن کرتے ہیں۔" ساحل نے کہتے وہ بھی ڈن کروا دی ۔

"وہ والی رنگ بتائیں ۔" نورے کی نظر پیچھے ایک انگوٹھی پر پڑھی جو ٹھیک اس کے سامنے شیشے میں پڑی دکھائی دی۔ ساحل آؤ شازم دونوں اس کی طرف متوجہ ہوئے ۔ لڑکے نے وہ رنگ شیشے سے نکالے اسے دی ۔

"بیوٹیفل ۔" رنگ ہاتھ میں لیتے وہ زیرِلب بولی ۔

NOVEL HUT

" تمھیں یہ پسند آئی ہے۔" ساحل نے مسکرا آکر پوچھا۔

"ہاں ۔" نورے نے مسکرا کر جواب دیا۔یہاں آنے کے بعد وہ پہلی بار دل سے خوش نظر آئی تھی ۔

"چلیں یہ بھی پیک کر لیں میری بہن کو کوئی چیز پسند آئے اور ہم وہ نا لیں ایسا تو ہو نہیں سکتا۔" نورے نے ساحل کو واری ہوتے نظروں سے دیکھا ۔

"میم آپ لکی نکلی یہ ہمارے شاپ کی لکی رنگ ہے کل کسی نے سیل کر لی تھی یہاں سے لیکن آج ریٹرن کردی اور دیکھیں ایسا لگ رہا یہ آپ کے لئے ہی بنی ہے۔" سیلز مین نے مسکر کر کہا ۔ نورے نے دوبارہ اس رنگ کو دیکھا تھا ۔

"نورے تم کوئی اور پسند کر لو یہ کسی کی واپس کی ہوئی چیز ہے۔" شازم نے نورے کو وہ لینے سے منع کیا۔

"نہیں شازم مجھے یہی پسند آئی ہے اور کسی کے واپس کرنے سے کیا ہوتا اگر انہوں نے پہننی ہوتی تو واپس ہی کیوں کرتے۔" نورے کے جواب نے اسے متاثر کیا ٹھیک ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔

"چلو جیسی تمھاری مرضی۔" شازم نے کندھے اُچکا کر کہا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

شام کو سب بیٹھے باتوں میں مصروف تھے کچھ تیاریوں کی باتیں تو کچھ ادھر ادھر کی۔

"تایا جان ولیمے کے لیے کون سی تاریخ رکھوانی ہے۔" ساحل ٹیبل پر کاغزات بچھائے بیٹھا تھا۔

"ایسا کرتے ہیں نکاح کے ایک دن بعد رکھوالیتے ہیں یہ ٹھیک رہے گا۔ کیوں ابراھیم ٹھیک ہے نا۔" انھوں نے ابراھیم صاحب کی طرف دیکھ تھا۔

"جی بھائی صاحب بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔" انھوں نے بھی اپنی طرف سے رضا مندی دی۔

"چلو ساحل بچے تم مہمانوں وغیرہ کا نظام دیکھ لینا پھر۔" رحیم صاحب ساحل کی طرف دیکھتے بولے تھے۔

"جی بہتر تایا جان۔" اس نے مسکرا کر کہا پھر وہ اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

وہ ابھی کچھ دیر پہلے بیٹھا تھا ربینہ اس کے لئے چائے لائی تھی ۔ چائے کا کپ اس کے پاس سائیڈ میز پر پڑا تھا ۔

"مصطفٰی ۔"

"جی ممی ۔" وہ ماں کی طرف متوجہ ہوا ۔

"ریحانہ کا فون آیا تھا ۔" ربینہ نے اسے بتایا ۔

NOVEL HUT

"اچھا کیا کہا انھوں نے۔" اس نے سرسری سا پوچھا۔

"کہہ رہی تھی شام میں نورے اور شازم کی انگیجمنٹ ہے۔اور ہمیں بلایا ہے۔" مصطفٰی کے کپ کو تھامتے ہاتھ لمحے بھر کو رکے تھے مگر وہ جلد سنبھل گیا۔

"اچھا۔تو آپ چلی جائیں ممی۔" اس نے ماں کی طرف دیکھے کہا۔

NOVEL HUT

"اور تم نہیں جاؤ گے۔"

"میرا دل نہیں۔" مصطفٰی نے سادہ سے لہجے میں کہتے چائے کا کپ اٹھایا۔

"کیا تم نورے کے گھر نا جانے کے لئے مجھ سے بہانے کر رہے ہو۔" ربینہ کو حیرت ہوئی۔

"میں بہانہ نہیں کر رہا ممی بس دل نہیں ہے۔" اس نے جیسے جان چھڑائی۔

"اور تمھیں لگتا میں مان لوں؟" ربینہ نے کرسی سے ٹیک لگائی۔

"اور یہ سب ایسے اچانک ۔۔اور نورے نے تو ہمیں بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔"

NOVEL HUT

"انھوں نے مجھے بتایا تھا ممی میں ہی بتانا بھول گیا ۔" مصطفٰی نے چائے کا گھونٹ بھرے کہا۔

"سچ میں بھول گئے تھے یا بتانا نہیں چاہتے تھے۔" وہ زرا آگے کو ہوئی۔

"بھول گیا تھا ممی۔" مصطفٰی نے اپنا ماتھا مسلا۔

"انھوں نے اتنے مان سے بلایا ہے تو آپ کو جانا چاہیئے ممی ۔" مصطفٰی نے ماں کی طرف دیکھتے کہا ۔ پھر کپ رکھتا وہ اٹھا اور وہاں سے جانے لگا۔

NOVEL HUT

"مصطفٰی رُکو۔"

کیا تم نورے کو پسند کرتے ہو ؟

یہ سوال اتنا اچانک اور غیر ارادہ طور پر پوچھا گیا کہ مصطفٰی کو گویا سانپ سونگھ گیا ۔ لیکن وہ مڑا نہیں وہ لمبے لمبے ڈنگ بھرتا وہاں سے نکل گیا ۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا وہ اپنی ماں سے سچ نہیں چھپا سکے گا ۔ اس کی ماں اس کی آنکھوں کا سچ بخوبی جانتی تھی ۔

☆★☆★☆★

"خالہ مصطفٰی نہیں آیا ۔؟" نورے نے خالہ سے ملتے پوچھا۔

"نہیں اس کی طبیعت زرا ٹھیک نہیں تھی تو وہ نہیں آسکا۔" ربینہ نے بہانہ بنایا۔

"تم خوش ہو بچے۔" ربینہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھا۔

"جی خالہ میں خوش ہوں۔" وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"بچے مجھ سے تم کچھ نہیں چھپا سکتی تم جانتی ہو۔" ربینہ کو نا جانے اس کی آنکھوں میں کیا دکھا تھا۔

NOVEL HUT

"خالہ ایسی کوئی۔۔۔" نورے کی بات بیچ میں ہی نسرین کی وجہ سے رُک گئی۔

"چلو بھئی رسم شروع کریں ۔۔شازم کہاں ہو بچے۔" نسرین نے شازم کو آواز لگائی ۔

"ادھر ہی ہوں ممی آجاؤ پہلے نورے کے ساتھ کھڑے ہو تاکہ تم دونوں کی نظر اتاروں۔" وہ جو باہر سے آتا دکھائی دیا ۔

"اب پہلے انگوٹھی تم پہناؤ۔" ریحانہ نے انگوٹھی نورے کے ہاتھ میں تھمائی۔ اس کے ہاتھ ہلنے سے انکاری ہوئے تھے۔ اس نے بہت ہمت کرتے انگوٹھی تھامی تھی۔

NOVEL HUT

"کیا ہوا بچے؟" رحیم صاحب نے سوال کیا۔ تو اس نے سر دائیں بائیں ہلا دیا یہ اشارہ تھا یعنی کچھ نہیں ہوا ۔ ربینہ اس کی حالت سمجھتے آگے کو آئی تھی اور اس کے کندھے پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا تھا ۔یہ وہ عورت تھی جو زمین اس کیلئے اس کی ماں سے بھی زیادہ بڑھ کر

تھی۔ ان کے ہونے سے اسے ہمت تھی۔ آج بھی جب انھوں نے اپنا ہاتھ نورے کے کندھے پر رکھا تو اسے حوصلہ ہوا اور وہ ایک لمحے میں انگوٹھی پہنا گئی۔

"اب تم پہناؤ شازم۔" نسرین نے اسے انگوٹھی تھماتے ہوئے کہا۔ اس نے انگوٹھی لیتے نورے کے ہاتھ میں پہنائی تھی

"ماشاءاللہ۔ بھئی مبارک ہو۔" رحیم صاحب ابراھیم صاحب کے گلے لگاتے بولے تھے وہ بہت خوش نظر آئے تھے۔

NOVEL HUT

"میری یہی دعا ہے تم دونوں ہمیشہ خوش رہو۔" ربینہ نے نورے کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آمین۔" ریحانہ قریب آتے ہوئے بولی۔

"ریحانہ نکاح اتنی جلدی کیوں رکھوا دیا۔" ربینہ نے نورے کی طرف دیکھتے ریحانہ سے سوال کیا۔

"بس کیا بتاؤں سب یوں اچانک ہی طے ہوگیا۔ اور یہی طے پایا کی کچھ گواہوں اور مہمانوں کی موجودگی میں نکاح کر لیں گے پھر ولیمہ دھوم دھام سے کریں گے سب کو دعوت دے کر۔" ریحانہ نے پوری تفصیل بتائی۔

NOVEL HUT

ربینہ جنگ کی تیری میں تھی۔

"رک جاتی آج ربینہ۔" ریحانہ اس سے ملتے ہوئی بولی۔

"نہیں رک سکتی دوائیاں گھر چھوڑ آئی ہوں ۔پھر آوں گی انشاء اللہ۔" انھوں نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"میری بات کو دھیان سے سنو بچے اپنے اس فیصلے پر ایک اور بار نظر ثانی ضرور کرنا اپنا دھیان رکھنا۔" ان کی بات پر وہ ان کی طرف حیرانگی سے دیکھنے لگی ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"تم سوئے نہیں ۔" ربینہ کی نظر سامنے ہی حال میں صوفے پر بیٹھے مصطفٰی پر پڑھی۔

"نیند نہیں آرہی تھی۔" اس نے عام سے لہجے میں کہا۔

"کیسا رہا وہاں پر سب۔"

NOVEL HUT

"اچھا تھا۔" انھوں نے سرسری سا جواب دیا۔

"نورے خوش تھی۔" مصطفٰی نے ماں کی طرف دیکھا۔

"مجھے تو نہیں لگ رہی تھی۔" ربینہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھے کہا۔

"مطلب وہ خوش نہیں تھی۔" مصطفٰی نے اندازہ لگایا۔

"کہہ سکتے ہو۔"

"لیکن کیوں ؟" مصطفٰی نے سوال کیا۔

"خود جا کر پوچھ لو۔" لاپرواہی سے کہتے وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی۔ پیچھے وہ گہری سوچ میں مبتلا تھا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"بچے تھارا نکاح کا جوڑا کیسا ہو۔تم اپنے طریقے کا کچھ کروانا چاہتی کام یا۔۔" ریحانہ نے نورے سے پیار سے پوچھا۔ وہ اس کی تمام خواہشیں پوری کرنا چاہتی تھی۔

"نکاح کا جوڑا تو ہوگیا آنٹی۔۔" وہ کچھ کہتی جب عائشہ کی آواز گونجی۔

"آرے عائشے بچے کیسی ہو۔" ریحانہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتی بولی ۔

"میں تو ٹھیک ٹھاک آپ کیسی ہیں ۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

"میں ٹھیک ہوں بچے ۔" انہوں نے مسکرا کر کہا پھر عائشے نے ان کے ہاتھ میں ایک شاپر تھمایا ۔

NOVEL HUT

"یہ کیا ہے ؟" ریحانہ نے حیران ہوتے پوچھا۔

"یہ نورے کا نکاح کا جوڑا یہ میرے دل کے بہت قریب ہے آنٹی ۔ دو سیں تو اپنی پارٹنرز کو دلھن بنتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہیں یہ تو ان کا برسوں کا خواب ہوتا ہے ایسا میرا بھی خواب تھا جو اب پورا ہونے جارہا ۔یہ میں نے خود اپنی پسند سے بنوایا تھا سپیشل نورے کے لئے تاکہ جس دن اس کا نکاح ہوگا تو وہ یہ جوڑا پہنی گی۔" عائشہ نے مسکراتی نظروں سے نورے کو دیکھتے کہا۔

"تھینک یو سو مچ عائشے یہ بہت خوبصورت ہے۔" نورے نے ماں کے ہاتھ سے جوڑا لیتے کہا۔

NOVEL HUT

"ہے نا تم پر اور بھی زیادہ پیارا لگے گا۔" عائشے نے بھی اسی کے انداز میں مسکرا کر کہا۔

"آنٹی میں نا سوچ رہی تھی کہ ہم گھر پر چھوٹی سی ڈھولکی رکھ لیں گے۔ کچھ تھوڑی بہت اپنی سکول ٹائم فرینڈز وغیرہ کے ساتھ۔ کیسا آئیڈیا ہے۔" عائشہ نے اپنا مشورہ پیش کیا۔ نورے ماں کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہاں بات تو ٹھیک ہے ویسے نکاح بھی سادگی سے ہو رہا ہے تو تھوڑا ہلا گلا تو بنتا ہی ہے۔" ریحانہ بیگم نے بھی اس کی سائیڈ لی۔

"ہے نا آپ کی اور میری سوچ کتنی ملتی ہے۔"

"چلو بچے تمھاری یہ خواہش بھی پوری کر لیتے ہیں۔" ریحانہ نے مسکرا کر کہا۔

NOVEL HUT

"تھینک یو آنٹی۔" وہ ان کے گلے لگ گئی۔

"چلو تم دونوں بیٹھو مجھے کام ہے۔" ریحانہ نے دونوں کی طرف دیکھے کہا۔

"نورے اب مجھ سے کھل کر بات کرو۔" عائشے اس کا ہاتھ تھامے اسے بیڈ پر بٹھا گئی اور خود بھی اس کے پاس بیٹھ گئی۔

"یہ سب چل کیا رہا ہے؟ تم سے نا بات ہو سکی نا کل وقت ملا اکیلے بات کرنے کا یہ سب ہو کیا رہا ہے میری تو سمجھ سے باہر ہے سب تم سمجھاؤ گی مجھے کچھ۔" عائشے نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے سوال کیا۔

"کیا سمجھاؤں سب کچھ تو تمھاری آنکھوں کے سامنے ہے۔" نورے نے سادہ سا جواب دیا۔

"مجھے وہ بتاؤ جو میں سننا چاہ رہی وہ نہیں جو تم مجھے سنانا چاہ رہی۔" عائشے نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تم کیا سننا چاہتی۔؟" نورے نے اس کی طرف دیکھتے کہا۔

NOVEL HUT

"یہی کہ تم اور مصطفٰی ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو۔" نورے کے ہوش اڑے تھے مگر وہ اپنے جزبات اس پر عیاں نہیں ہونے دے رہی تھی۔

"اور تم سے یہ کس نے کہا۔" نورے نے اس سے ہاتھ چھڑایا تھا۔

"تمھیں میں اندھی لگتی ہوں ۔ سب کچھ صاف صاف دکھتا ہے تم دونوں کی آنکھوں میں۔" عائشے نے اس کا بازو پکڑتے اپنے سامنے کیا۔

"اچھا تم لوگوں کی آنکھیں کب سے پڑھنے لگی۔" نورے نے الٹا اس سے سوال کیا۔

"تب سے جب سے تم جھوٹ بولنا شروع ہوئی۔" عائشہ نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"میں نے جھوٹ کب کہا؟" نورے کو حیرت ہوئی۔

"سچ بھی تو نہیں کہا۔"

"اچھا تو سچ کیا ہے پھر۔" نورے نے اس سے جاننا چاہا۔

"سچ یہی ہے کہ تم مصطفٰی کو چاہتی ہو۔" عائشے کی بات سنتے نورے کا رنگ تک سفید پڑ گیا تھا۔

"انف عائشے۔" نورے نے بیڈ سے اٹھتے نہیں غصے سے کہا اس نے کبھی عائشہ پر غصہ نہیں کیا تھا۔ اس کے پیچھے وہ بھی اپنی جگہ چھوڑتی اٹھی تھی۔

"مجھے تم چپ نہیں کروا سکتی اور نورے پاگل مت بنو یہ پوری عمر کی بات ہے تم برباد کر رہی خود کو۔"عائشہ اسے سمجھنے کی ہر ممکن کوشش کرنے لگی۔

"میں بس اپنے بڑوں کی خوشی چاہتی۔"

"تو بڑوں کے لئے خود کو داؤ پر لگا دو گی کیا ؟" عائشہ کو اس وقت وہ دنیا کی بیوقوف ترین لڑکی لگ رہی تھی ۔

NOVEL HUT

"ایسی کوئی بات نہیں ۔" نورے نے جیسے ماننے سے انکار کیا ۔

تو کیسی بات ہے نورے کیا تم اسے پسند نہیں کرتی کیا وہ تمھیں پسند نہیں کرتا اور وہ پاگل اپنے دل کی بات تم سے کہہ کیو نہیں پایا اب تک ؟"

"اس نے کہہ دی۔"

"واٹ ۔کیا کہا تم نے." عائشہ کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"اس نے تمھیں پروپوز کیا۔" اس نے یقین کرنا چاہا۔

"ہاں۔" نورے نے اس کی طرف دیکھا ۔

"کب۔"

" منگنی سے پہلے جب ہم پارک میں ملے تھے۔"

"اور تم نے کیا کہا۔" وہ دونوں اب بلکل آمنے سامنے کھڑی تھی۔

"میں نے منع کر دیا۔" نورے نے ایسے کہا جیسے اسے فرق ہی نا پڑا ہو۔

NOVEL HUT

"لیکن کیوں۔"

"تو کیا کرتی ۔۔" اس نے الٹا اسی سے سوال کیا۔

"ہاں کردیتی۔" عائشہ نے حل پیش کیا۔

"عائشے تم اچھی طرح سے جانتی ہو وہ مجھ سے چھوٹا ہے۔" نورے اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولی۔

"کتنا چھوٹا ہے۔" عائشہ نے ہاتھ سینے پر باندھے کہا۔

NOVEL HUT

"دو سال۔"

"دو سال کیا ہوتے ہیں نورے۔" عائشہ نے اس کی آنکھوں کو پڑھنا چاہا شاید وہ پڑھ پاتی ۔

"بہت بڑا عرصہ۔" نورے نے یسے کہا جیسے وہ ایک لمبا فرق بیان کر رہی ہو۔

"شٹ دا ہیل آپ یار۔آج کے وقت میں عمر کو کون دیکھتا ہے۔لوگ دس سال بھی کچھ فرق نہیں سمجھتے۔یہ تو صرف دو سال ہیں۔" عائشے کو اس وقت اس کی باتوں سے بہت غصہ آرہا تھا کہا وہ واقعی اتنی اتنی باتوں کو سیریس لینے والی تھی۔

"دو سال تو ہیں نا عائشے۔" نورے نے جتایا۔

"دو سال جو ایسے ایسے چٹکیوں میں گزر جاتے ہیں۔" عائشے نے اس کے سامنے چٹکی بجائی جیسے مثال پیش کی تھی۔

"جو بھی کہو میں اور وہ کبھی نہیں ایک ہو سکتے یہ معاشرہ کبھی قبول نہیں کرے گا ۔ لیکن اب تو کچھ نہیں ہو سکتا اسے اپنی زندگی میں آگے بڑھنا چاہیئے ۔" عائشہ نے بھنویں اٹھائیں اسے دیکھا ۔

"تم کتنی آسانی سے کہہ رہی ہو نا نورے ۔ تم اس کا دل توڑ کر اتنی آسای سے کہہ رہی ہو کہ وہ آگے بڑھے ۔ تم نے خود کو اس کی جگہ پر رکھ کر سوچا ہے کیا ۔ وہ کیسا محسوس کر رہا ہوگا ۔ اسے کتنی تکلیف ہوئی ہوگی تمھارے رویے سے ۔" اس کی باتوں میں وزن تھا ۔ نورے نے اس سے نظریں چرائی ۔ سچ کی تو کہہ رہی تھی وہ اس نے اس کی دل دکھایا تھا اسے تکلیف دی تھی کیا وہ ان سب کے لئے خود کو کبھی معاف کر پائے گی ؟ ۔

NOVEL HUT

"کیا تمھیں زرا برابر بھی کبھی نہیں لگا کہ وہ تمھیں چاہنے لگا ہے اگر تم یہ سب نہیں چاہتی تھی معاشرے سے اتنا ڈرتی تھی تو تم اسے تبھی منع کر دیتی تاکہ وہ تمھارے بارے میں ایسا کچھ سوچتا ہی نا کم سے کم اس دکھ درد سے تو دور ہی رہتا جس میں وہ آج ہے۔" عائشہ کی بات بہت گہری تھی جسے وہ چاہ کر بھی جھٹلا نا سکی۔

"کیا تم اس کی وجہ سے مجھے سنا رہی ہو عائشے۔" نورے نے الٹا اس سے گلا کیا۔

"کیا نہیں سنانا چاہیئے۔" عائشے نے اسے دیکھتے پوچھا۔

"کیا تمھیں اپنی غلطی نظر نہیں آرہی کہ تم نے کیا کیا۔" اس نے اسے آئینہ دکھانا چاہا۔

NOVEL HUT

"میں نے سب اس کے بھلے کے لیے کیا۔" نورے نے بنا اس سے نظریں ملائے کہا۔

بھلا ۔ اس تکلیف کو بھلے کا نام مت دو نورے ابی بھی وقت ہے سوچ لو منگنی کوئی بڑی بات نہیں ٹوٹ جاتی ہے ۔ ہر دن ٹوٹتی رہتی ۔ نکاح نہیں ٹوٹ سکتا تمھیں پھر پوری عمر ایک جیل جیسی زندگی میں گزارنی ہوگی۔"

"میں نے اپنا فیصلہ کر لیا ہے عائشے میں اپنے فیصلوں سے نہیں مکرتی۔" وہ اپنے فیصلے پر اڑی رہی ۔

"تو رشتوں سے ، محبت سے مکر جاتی ہو۔؟"

NOVEL HUT

"عائشے کیا ہم اس وقت یہ ٹاپک بند کر سکتے ہیں۔" نورے نے جیسے کسی طرح بات کو بدلنے چاہا۔

"فائن کر دو بند۔بہت پچھتاؤ گی تم نورے بہت زیادہ۔" وہ اپنا پرس بیڈ پر سے اٹھاتی اسے وارن کرنے والے انداز میں بولی۔

"عائشے کہاں جا رہی رک جاؤ آرام سے بیٹھ کر بات کرتے۔" اس کا ہاتھ تھامے نورے نے اسے روکنے کی کوشش کی۔

NOVEL HUT

"بات کرنے کو کچھ بچا ہی نہیں نورے۔" اس سے ہاتھ چھڑواتی وہ لمحوں میں سیڑھیاں اترتی غائب ہوئی تھی۔

"عائشہ لسن۔" کمرے کے دروازے میں کھڑی جیسے وہ خود کو کمزور محسوس کرنے لگی آنسو ٹوٹ کر اس کی آنکھوں سے بہے تھے۔

☆★☆★☆★

"چلو بھئی گاڑی کھڑی ہے آپ لوگ ابھی تک ریڈی نہیں ہوئے۔" رحیم صاحب نیچے کھڑے بلند آواز میں بولے تھے۔

"بس آہی رہے ہیں۔" جواب ریحانہ کی طرف سے آیا۔

"گُل کہاں ہے۔" ابراھیم صاحب کو وہ کہ نظر نہیں آئی تھی۔

"آگئی بابا۔" وہ سیڑھیوں سے اترتے بولی۔

"چلو بیٹھو گاڑی میں۔" ایک گاڑی میں نورے ریحانہ کے ساتھ بیٹھی تھی اور اگلی سیٹ پر شازم بیٹھا گاڑی چلا رہا تھا اور ساتھ میں رحیم صاحب بیٹھے تھے ۔ دوسری گاڑی میں ابراھیم صاحب اور ساحل تھے ۔

NOVEL HUT

"سب چیزیں پہلے سے لکھ لو اور آرام سے سب ایک ہی بار پسند کر کے لے لینا وہ نا ہو پھر بدلواتے پھرو۔" رحیم صاحب نے گاڑی میں بیٹھتے تاکید کی۔

"نورے کا جوڑا اور شازم کی شیروانی نکاح اور ولیمے کے دن کے لیے ضروری ہے باقی جو چیزیں ہیں وہ تقریباً پوری ہوگئی ہیں بس آپ لوگ اپنے کپڑے اپنے اپنے پسند سے لے لیں تاکہ یہ کام تو نپٹے۔" رحیم صاحب نے تحمل سے کہا۔

"بھائی صاحب نورے کا نکاح کا جوڑا ہوچکا ہے ولیمے کیلئے لینا ہے بس ۔" ریحانہ کی آواز گاڑی میں گونجی۔

"کب لیا جوڑا۔" سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"نورے کی دوست نے بنوایا ہے نورے نکاح پر وہی پہنے گی۔" ریحانہ نے نورے کی طرف دیکھتے مسکرا کر کہا۔

"واہ بھئی ہمیں تو کسی نے بتانا بھی گوارا نا سمجھا۔" نسرین بیگم کو تپ چڑھی تھی۔

"بھابھی میں آپ کو بتانے آئی تھی لیکن آپ ملی نہیں مجھے۔" ریحانہ نے نرم لہجے میں کہا تو وہ آنکھیں گنا کر رہ گئی۔

NOVEL HUT

"اچھا بیگم کوئی بات نہیں رہنے دیں۔ ہم ولیمے کا جوڑا لینگے اپنی بیٹی کے لئے۔" رحیم صاحب نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"نورے بچے تم نے کچھ پسند کیا۔" رحیم صاحب اس کے قریب آتے پوچھنے لگے۔

"مجھے سمجھ ہی نہیں آرہی ہے تایا جان۔" اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے کہا۔

"شازم آؤ نورے کی مدد کرو کپڑے پسند کرنے میں۔" رحیم صاحب نے شازم کو پکارا۔تو وہ ان کی طرف آیا تھا۔ رحیم صاحب باقی چیزیں لینے دوسری طرف چلے گئے۔

NOVEL HUT

"کیا لینا ہے۔" اس کے پاس آتے شازم نے پوچھا۔

"ولیمے کا جوڑا۔" نورے نے ہچکچاتے جواب دیا۔

"چلو میں مدد کرتا کچھ۔" اس کے کہنے پر وہ سر ہلاتی اس کے پیچھے چل پڑی ۔ ایک جگہ پر پہنچتے اس کے قدم زنجیر ہوئے تھے ۔

"ارے مصطفٰی تم یہاں۔" شازم نے مصطفٰی کو دیکھتے مسکرا کر کہا ۔

"میں اپنے دوست کے ساتھ آیا تھا ۔ اور آپ یہاں ۔" وہ بھی شازم کو دیکھتے اس کے پاس آیا ۔ نزدیک آنے پر اس کی نظر شازم کے پیچھے کھڑی نورے پر پڑی اور وہ ہلنا بھول گیا۔ شازم کو خود کو تکتے پا کر اس نے تھوڑی ہمت کی تھی۔

"ہم شادی کی شاپنگ کر رہے ۔ تم بھی جوائن کرو ۔" شازم نے اسے اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی ۔

"اوہ اچھا ۔ نہیں میں زرا بزی ہوں آپ کانٹینیو کریں میں چلتا ہوں۔" اس نے ہلکا سا مسکرا کر کہا ۔ نورے نے اس کی مسکراہٹ کے پیچھے کا درد محسوس کہا تھا۔ وہ تو ہمیشہ دل سے مسکراتا تھا لیکن آج وہ دل سے نہیں مسکرایا تھا ۔وہ مسکراہٹ بہت کھوکھلی تھی۔

"یہ تمھارے کزن کی تم سے کوئی لڑائی ہوئی ہے کیا۔" شازم نے مڑتے نورے سے کہا۔

"نہیں تو کیوں۔؟" نورے نے کوئی تاثر ظاہر نا کیا۔

NOVEL HUT

"تمھیں تو کوئی لفٹ ہی نہیں دیا اس نے۔" شازم نے ہلے پھلکے انداز میں کہا نورے کو لگا شاید وہ اس کی مزاق اڑا رہا ہے۔

"نہیں وہ بزی تھا بس اسی وجہ سے آپ کو ایسے ہی لگا ہوگا۔" نورے نے کہتے اس پر سے نظریں ہٹائی۔

"ہاں شاہد۔ چلو آگے دیکھتے کچھ۔" اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

"یہ بیسٹ رہے گا۔پیارا ہے نا۔ تمھیں کیسا لگا۔" ایک جگہ

"اچھا ہے۔" نورے نے دیکھے بنا کہا۔

"یہ کر لیں پھر۔" اس کے کہنے پر اس نے محض سر ہلایا۔

"ہاں جی بچے تم نے شیروانی چیک کی فٹ ہے سب۔" رحیم صاحب شازم کی طرف آئے تھے۔

"جی پاپا۔"

"باقی سب نے بھی اپنی چیزیں پوری کرلی۔اگر کچھ رہ گیا ہو تو دوبارہ آجانا اب چلو دیر ہو رہی باقی کی بھی اتنی تیاریاں کرنی ہیں۔" رحیم صاحب کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے بولے۔

NOVEL HUT

"جی بس تقریباً سب ہو ہی گیا۔پھر بھی کچھ رہ گیا ہوا تو ساحل اور شازم آجائیں گے لینے۔" انھوں نے اچھا حل پیش کیا تھا۔

"بھائی صاحب وہ نورے کی دوست کی خواہش ہے کہ گھر میں چھوٹی سی ڈھولک رکھ لیں۔" واپسی پر گاڑی سے اترتے ریحانہ نے کہا۔

"ہاں بھئی اس میں پوچھنے کی کیا بات رکھ لو۔" وہ خوش دلی سے بولے تھے۔

"جی سہی۔" ریحانہ مسکرا کر بولی۔

"ہم تو نکاح بھی سادگی سے تبھی کر رہے کیوں کہ ایک تو سب یوں اچانک ہو رہا اور دوسرا نکاح جتنی سادگی سے طے پائے اتنا اچھا رہتا یہ ہمارے بزرگ کہتے تھے اور بھئی ولیمے میں کریں گے ہم اپنی باقی کی کسر پوری۔ ایک لوتا بچہ ہے ہمارا۔" رحیم صاحب نے دور کھڑے شازم کو نظروں میں بھرے کہا۔

"آپ سہی کہہ رہے ہیں بھائی صاحب ۔"

پھر گھر آتے ان کی باقی کی تیاریاں شروع ہوچکی تھی۔

☆★☆★☆★

"نکاح میں ایک دن رہ گیا ہے اور کام ابھی تک پورا نہیں ہوا۔" اگلی صبح بہت بھگ دور سی مچی تھی ۔

"جلدی جلدی کرو اور ہاں تم اگر کوئی اور کام والی کو بھی بلا لو تو اچھا رہے گا بانو۔" ریحانہ نے صفائی کریں بانو کو مخاطب کیا۔

"جی باجی میں کل لے آوں گی اپنے ساتھ۔" اس نے ادب سے کہتے واپس صفائی میں مشعول ہوگئی۔

"ارے یہ ساری چیزیں یہاں کیوں بکھری پڑی ہیں یہ ہٹاؤ یہاں سے ۔" نسرین بیگم کو گندگی زرا برداشت نہیں تھی ۔

"جی باجی کرتی ہوں صاف ۔" بانو نے احتراماً کہتے صفائی کی چیزیں اٹھائی تھی۔ نسرین بیگم منہ کے زاویے بگاڑتی وہاں سے گم ہوئی تھی۔

"ارے بچوں تم لوگوں کی ڈھولکی کے لئے کیا کیا تیاریاں کرنی ہیں بھئی ہمیں بتا دو ہم انتظام کروا دیتے ہیں۔" رحیم صاحب نے سب کی توجہ کھینچی۔

"ارے وہ تو وہ عائشہ کہہ رہی تھی وہ سب کرے گی تیاری وہ تو دوبارہ آئی ہی نہیں۔" ریحانہ نے کہتے نورے کی طرف دیکھا اس نے سر ہلایا جیسے اسے نہیں پتا کہ وہ کیوں نہیں آئی۔

"نورے بچے تم بتا دو۔" رحیم صاحب نے نورے سے پوچھا۔

"تایا جان میں کیا کہہ سکتی ہوں مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی ان سب چیزوں کی۔" ان کی طرف دیکھتی وہ بولی۔

"ارے تو ٹینشن کی کیا بات جب میں ہوں یہاں۔" عائشے کی اچانک آواز پر نورے نے حیرانگی سے دروازے کی جانب دیکھ جہاں وہ کھڑی تھی۔

"عائشہ۔۔" نورے سے حیرت کے مارے کچھ بولا نہیں گیا۔ اسے لگا وہ ناراض ہو کر گئی ہے تو وہ اب نہیں آئے گی نا وہ کال اٹھا رہی تھی ن میسجز کا جواب دے رہی تھی۔

"ہاں بلکل میں۔" اس کے کان میں عائشہ کی آواز گونجی تھی۔ اتنے وقت میں پہلی بار نورے کے چہرے پر مسکان آئی تھی۔

"یہ لو بھی اب آپ لوگوں کا یہ کام تو بچی سمبھال لے گی سہی کہہ رہا ہوں نا بچے۔" رحیم صاحب نے عائشے کی جانب دیکھتے کہا۔

"جی انکل۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"تو چلو کرو تیاریاں کچھ منگوانا ہو تو مجھے بتانا میں منگوا دوں گا۔" انھوں نے مکمل آزادی دی۔

"جی ٹھیک ہے انکل۔" عائشہ نے تابعداری سے کہا۔

NOVEL HUT

"کیسی ہو۔" نورے کے قریب آتے عائشہ نے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں لیکن تم ۔۔یہاں۔۔" نورے کو جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

"تمھیں کیا لگا تھا میں دوبار نہیں آوں گی۔" اس نے بھنویں اچکا کر سوال کیا۔

"نہیں ایسی بات نہیں مجھے لگا تم ناراض۔۔۔" نورے نے اداسی سے کہتے بات خود ہی روک دی۔

"ہاں وہ تو میں ہوں لیکن تمھیں ایسے اکیلے بھی نہیں نا چھوڑ سکتی جب تمھیں میری سب سے زیادہ ضرورت ہے۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔ لیکن اس کی بات پر نورے کا آدھا بوجھ ہلکا ہوا تھا اسے اپنی دوست کی پروا تھی جس کے لئے اس نے اپنی ناراضگی تک کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ نورے نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔

"اور ویسے بھی ٹائم ٹائم پر تمھارے سکرو بھی تو ٹائٹ کرنے ہیں جو ڈھیلے ہو گئے ہیں۔"عائشے کے بچوں والے انداز پر اسے ہنسی آئی تھی۔

"چلو کمرے میں تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" اس کا ہاتھ تھامتی عائشہ بولی ۔

"ہاں بولو۔" کمرے میں آتے اس نے عائشے سے کہا۔

"تم نے دوبارہ بات کی اس سے کہ نہیں۔" عائشے اسے بیڈ پر بٹھاتی خود اس کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی ۔

"کس سے۔" نورے نے سوالیہ آئیبرو اٹھایا۔

"مصطفٰی سے اور کس سے۔" عائشے نے کندھے اچکا کر کہا۔

"میں اس سے کیوں کروں گی بات عائشے تم پاگل ہو۔" اسے واپس سے اسی ٹون اسی ٹاپک پر بات کرتے دیکھ نورے نے خود کو کچھ غلط کہنے سے باز رکھا۔

"نورے میں نے تم سے کا تھا اس سے بات تو کر لو ٹھنڈے دماغ سے مجھے یقین ہے وہ سب ٹھیک کر دے گا۔" عائشے نے تحمل سے کہا۔

" عائشے اب جو جیسا ہے ویسا ہی رہنے دو ۔ اب اگر کچھ بھی کیا گیا تو ایک نہیں تین خاندان ٹوٹیں گے ۔" نورے نے اسے کچھ بھی کرنے سے باز رہنے کو کہا۔

"کیوں ٹوٹیں گے یار تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کر رہی ۔" وہ اسے آرام سے سمجھانے لگی۔ عائشہ نے اسے ان دنوں ہر ممکن طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وہ تھی جو ٹس سے مس نہیں ہو رہی تھی ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"شازم ۔۔" رحیم صاحب نے شازم کو مخاطب کیا ۔

"جی پاپا۔" اس نے احترام سے کہا۔

"جاؤ نورے کو بلا لاؤ زرا حق مہر کے بنا پر کچھ پوچھنا ہے۔ اور تم بھی آناؤ ساتھ تاکہ سب کچھ تمھاری موجودگی میں ہو۔" رحیم صاحب نے اپنا حکم جاری کیا۔

"جی ابھی بلا کر لاتا ہوں۔" کہتا وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"میں سمجھ رہی ہوں سب عائشے لیکن۔" نورے نے عائشے سے کہا ۔۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں تم اس سے بات کروگی بس یہ فائنل ہے۔" عائشہ نے ضدی لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" نورے نے انکار کیا۔

NOVEL HUT

"تم کروگی۔" عائشہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھی ۔

"مجھ سے نہیں ہوگا۔" نورے نے بے بسی سے کہا ۔

"کیوں نہیں ہوگا۔" عائشے نے جاننا چاہا ۔

"یہ میں نہیں کر سکتی۔" نورے کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے ۔

"کیوں کیا تمھیں اس سے محبت نہیں۔" عائشہ نے اس سے لگوانا چاہا ۔

"مجھے اس سے محبت ۔۔۔۔" نورے کہتے کہتے یکدم رکی تھی جیسے وہ ہوش میں آئی تھی ۔

"بولو نا رک کیوں گئی بولو کہ تم بھی کرتی ہو اس سے محبت۔" عائشہ نے اسے ہلکا سا ہلایا تھا
۔

"عائشہ میرا سر درد کر رہا ہے بس کرو۔"

"ہاں اب تمھارا سر درد کر رہا ہے ۔نورے تم اپنی زندگی اپنے ہاتھوں سے ختم کر رہی ایک ایسے انسان کے ساتھ جسے تم پسند ہی نا تھی پھر اس نے زندگی میں کوئی موقع ایسا نہیں چھوڑا تھا جب اس نے تمھیں پریشان نا کیا ہو۔ پھر وہ اچانک غائب ہو جاتا ہے اور واپس آتا ہے تو اس کی ماں تمھارا رشتہ مانگ لیتی کیا یہ سب یقین کے لائق ہے جس سے کبھی تم نے کھل کر بات تک نہیں کی تم اس کے نام اپنی زندگی کرنے جارہی ہوش سے کام لو نورے زرا سوچو خدارا اپنا سوچو ہر فیصلہ نہیں بدل پاتا اگر تم نے آج دیر کی تو تم ہمیشہ کے لئے سر پیٹتی رہ جاؤ گی۔" اس کی باتیں وزن دار تھی نورے چاہ کر بھی اس کی باتیں جھٹکا نہیں سکی اور وہ کوشش کے باوجود رونے لگی ۔

" اب رونے کا کیا فائدہ ہے نورے۔" عائشہ نے اس کی طرف دیکھتے دکھ سے تھا ۔

" میرا ارادہ تمھیں دکھ دینے کا نہیں تھا ۔میں بس تمھیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں نورے۔"
اس کا سر اپنے کندھے سے لگ کر تھپکا تھا ۔

"عائشہ مجھ سے ایک وعدہ کرو۔" اس سے پیچھے ہوتی نورے نے اس کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی ۔ دروازے کے پاس شازم آیا تھا اندر سے باتوں کی آواز پر وہ وہیں رک کر سننے لگا ۔

NOVEL HUT

"کیسا وعدہ۔" عائشہ نے حیرانگی سے پوچھا ۔

"یہی کہ تم اس بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کرو گی ۔ اس بات کو یہی دبا دو گی۔"
نورے نے فیصلہ آنکھیں اٹھائے اسے دیکھ تھا ان آنکھوں میں منت تھی ۔

"لیکن نورے۔" عائشہ نے انکار کرنا چاہا تھا ۔

"عائشہ پلیز تم ایسا مانو جیسے یہ میری تم سے زندگی میں کی گئی پہلی اور آخری خواہش ہے ۔ میں اپنے بڑوں کے فیصلے پر رازی ہوں میں اپنے بابا اور تایا کو الگ ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی ۔ میں جو بھی کر رہی ہوں سب کے بھلے کے لئے کر رہی ۔۔" اور اپنی دوست کی باتیں سن وہ اپنی ہمت کھونے لگی جو وہ یہاں آنے سے پہلے باندھ کر آئی تھی ۔

"نورے تم بہت غلط کر رہی ہو۔ " عائشے نے اس کی طرف دیکھتے کہا ۔

"وعدہ کرو عائشہ پلیز۔" وہ اب بھی ہتھیلی پھیلائے ہوئے تھی ۔

"پلیز۔" اور اب عائشہ کی بس ہو گئی تھی وہ ان سب کے چکر میں اسے اور دکھ نہیں دے سکتی تھی ۔

" وعدہ۔" عائشہ نے اس کی ہتھیلی پر اپنا ہاتھ رکھتے وعدہ دیا تھا ۔

"تھینک یو۔" نورے اب ہلکا سا مسکرا کر بولی تھی۔

"میں تمھیں ایسا ہر گز نہیں کرنے دوں گا نورے ۔اگر سب بدل نا ڈالا تو میرا نام بدل لینا۔" خود سے ہمکلامی کرتے اس نے دروازہ بجایا ۔ دروازے پر کسی کی موجودگی محسوس

کرتے نورے نے آپنی آنکھیں صاف کی تھی اور عائشے کو چپ رہنے کا کہتی وہ اپنی جگہ سے اٹھی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔

"آپ۔" نورے نے سامنے کھڑے شازم کو دیکھے کہا۔

"اسلام علیکم بھائی !" عائشہ نے اسے دروازے پر کھڑے دیکھ سلام کیا۔

"وعلیکم سلام۔" اس نے وہیں کھڑے جواب دیا۔

"آپ کو کوئی کام تھا۔" نورے نے واپس اس کی طرف دیکھتے پوچھا۔

"ہاں وہ پاپا تمھیں بلا رہے حق مہر کے حوالے سے کچھ پوچھنا ہے۔" شازم نے سرسری سا کہا۔

" اچھا میں آتی ہوں۔" نورے اسے آنے کا کہتی عائشہ کی طرف مڑی ۔ اور شازم نیچے کی طرف چل دیا۔

"چلو نورے میں بھی چلتی ہوں اپنا دھیان رکھنا ۔ کل جلدی آوں گی انشاءاللہ۔" اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی عائشہ بولی تھی ۔ پھر وہ دونوں ایک ساتھ نیچے آئی تھی ۔

"بیٹے رُک جاتی۔" عائشے پر نظر پڑھتی ریحانہ نے کہا تھا ۔

"نہیں آنٹی آج جارہی کل آؤں گی تو شاید رک جاؤں ۔۔" عائشے نے مسکرا کر جواب دیا ۔

"چلو جیس تم مناسب سمجھو اپنی ممی کو ساتھ ضرور لانا۔" ریحانہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھے نرم لہجے میں کہا ۔

"جی آنٹی ضرور ۔" پھر عائشے نورے سے ملتی گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔

"جی تایا جان آپ نے بلوایا تھا۔" ان کے پاس آتے نورے نے پوچھا ۔

"آؤ نورے بیٹھو۔" رحیم صاحب نے نورے کو بیٹھنے کا اشارہ کیا ۔

"بچے تمھارے حق مہر کے حوالے سے اگر کوئی اعتراض ہے یا تمھیں اپنی مرضی سے کچھ لکھوانا ہے تو بھلا جھجھک یہ تمھارا حق ہے شازم بھی موجود ہے اور ہم سب بھی۔"
انھوں نے اپنی بات مکمل کرتے نورے کی جانب ایک کاغذ تھمایا جس پر سب کچھ درج تھا اس نے اِک نظر اس کاغذ کو دیکھے سر اوپر کو اٹھایا۔ اس نے پہلے اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا وہ پرسکون نظر آرہے تھے۔ پھر ساحل کی طرف دیکھا جو اسے آنکھوں سے اشارہ کر رہا تھا کہ اس کا بھائی اس کے ساتھ ہے۔ وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"نہیں تایا جان مجھے کوئی تبدیلی نہیں چاہیئے جو آپ لوگوں نے سوچا ہے وہی میرے حق میں بہتر ہے۔ مجھے بس آپ سب کا پیار چاہیئے اور کچھ نہیں۔" اس نے تحمل سے کہتے سب کی طرف دیکھا۔

NOVEL HUT

"میری بچی ۔پیار تو ہمارا سارا کا سارا ہی تمھارا ہے جتنا چاہے لے سکتی ہو۔" رحیم صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تھے ۔

☆★☆★☆★

" امی آپ سو رہی ہیں کیا۔" دروازہ ہلکا سا کھولتی نورے نے ماں سے پوچھا ۔

"نہیں بچے اندر آجاؤ وہاں کیوں کھڑی ہو۔" ریحانہ اسے اندر آنے کا کہتی کپڑے الماری میں رکھے۔

"بچے اپنے ماں باپ کے پاس جانے کی کوئی اجازت مانگتا ہے۔" وہ سیدھا اپنے بابا کے پاس بیڈ پر جا کر بیٹھ گئی۔

"نہیں وہ مجھے لگا شاید آپ سو نا گئے ہوں۔" اس نے معصومیت سے کہا ابراھیم صاحب مسکرادیے تھے۔

"بابا آپ خوش ہیں نا۔" نورے نے اپنے بابا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بولا۔

NOVEL HUT

"میں تو بہت خوش ہوں میری بچی میں بتا نہیں سکتا ۔اللہ تمھارے نصیب اچھے کرے میری بچی۔" ابراھیم صاحب واقعی خوش تھے بلکہ بہت خوش تھے ۔

"آمین۔" اس نے زیر لب کیا ۔

"بابا جب میں چلی جاؤں گی تو کیا آپ مجھے مس کریں گے۔" نورے نے ناجانے کیوں پوچھا ۔

NOVEL HUT

"ارے بچے تم کہاں ہم سے دور جا رہی تم تو ہمارے پاس ہی رہو گی ۔ اور ہی مس کرے کی بات تو جو دل میں رہتے ہیں انھیں مس نہیں کیا جاتا کیوں کہ آپ کو پتا ہوتا ہے کہ وہ ہر پل آپ کے ساتھ ہے۔" ابراھیم صاحب نے محبت سے کہا تو وہ مسکرا دی ۔ اس نے جھکتے اپنے بابا کا ہاتھ چوما تھا ۔

"بیٹا اپنے بابا کی فلمی باتوں پر زیادہ دھیان نا دو۔" ریحانہ اس کے پاس بیٹھتی بولی تھی ۔

"یہ کتابی باتیں ہیں بیگم صاحبہ آپ کو کہاں سمجھ میں آئیں گی۔" ابراھیم صاحب نے مزاقیہ انداز میں کہا ۔ نورے مسکرا دی تھی ن

"مجھے سمجھنی بھی نہیں ہے۔" ریحانہ نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

"اچھا آپ دونوں اب لڑنے مت لگ جانا ۔" نورے نے ان دونوں کی طرف دیکھتے کہا ۔

"ارے ہم لڑ کہاں رہے ہیں۔" ابراھیم صاحب نے گویا بات ہوا میں اُڑانی چاہی ۔

"اچھاا۔" نورے نے آنکھیں گھماتے کہا تو ابراھیم صاحب مسکرا ایے تھے۔

"چلیں آپ لوگ آرام کریں میں بھی چلتی ہوں سونے۔" نورے نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اپنا دھیان رکھنا بچے۔" ابراھیم صاحب نے اسے تاکید کی۔

"آپ بھی۔" دروازے کے پاس اس نے واپس ان کی طرف مڑتے کہا۔

☆★☆★☆★

مصطفٰی کے گھر گہری خاموشی تھی یا یوں کہو کہ اس کی زندگی میں ہی ابگہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

"مصطفٰی۔" ماں کی آواز پر وہ مڑا تھا۔

"جی ممی۔"

"تم سوئے نہیں۔" ربینہ نے اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے پوچھا۔

NOVEL HUT

"نہیں نیند نہیں آرہی تھی ۔"

"ہم جب دل سکون میں نا ہو تو نیند کہاں آتی ہے ۔" انھوں نے بظاہر آسمان کو تکتے کہا ۔ لیکن وہ اصل میں کہہ تو اسے ہی رہی تھی ۔

"کیا مطلب ۔" مصطفٰی کو زرا حیرانی ہوئی ۔

"تم اس سے بات کر لو ۔" ریحانہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا ۔

"انھوں نے راستے الگ کئے ہیں ممی میں نے نہیں اور آپ جانتی ہیں وہ جب منع کرتی ہیں پھر وہ خود کی بھی نہیں سنتی وہ مجھ سے بات کیوں کریں گی۔" اس نے نظریں جھکائے جیسے بہت دکھ سے کہا تھا۔

"کہہ تو تم سہی کہہ رہے ہو۔ لیکن میرے بچے ایسے بیٹھے رہنے سے کیا ہوگا۔" ربینہ سے اسے سمجھانا چاہا۔

"تو کیا کروں ممی۔" ان کی طرف دیکھے وہ بے بسی سے بولا۔

"تم اس سے بات کر لو جا کر ایسا کرنا کل ان کے گھر ڈھولکی ہے اور تم میرے ساتھ جاؤ گے وہاں موقع ملتے تم بات کر لینا۔" ربینہ نے جیسے اس کے سامنے حل پیش کیا۔

"ممی ۔میں لیکن۔۔۔" مصطفٰی کو الفاظ نہیں ملے ۔

"بس کہہ دیا تو کہہ دیا کہ کل جاؤ گے تو مطلب جاؤ گے۔" رہینہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" میں کمرے میں جا رہا ہوں ۔" اس نے وہاں سے جانے میں عافیت سمجھی ۔ وہ اس کے بارے میں اور باتیں نہیں سن سکتا تھا اگر وہ بار بار سنتا رہا تو اس کا دل واوی بند ہو جاتا شاید ۔

NOVEL HUT

"اللہ میرے بچے کی خوشی اس کے حصے میں ڈال دے۔" رہینہ نے آسمان کی طرف دیکھتے نم لہجے میں کہا تھا ۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"نورے تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو۔" شازم نے اسے باہر لان میں کھڑے دیکھ خود بھی وہیں کا رُخ کیا تھا۔

"وہ بس ہوا لگانی آئی تھی ٹھنڈی ہوا دل کو سکون دیتی ہے۔" اس نے بس ایک نظر اسے دیکھ پھر وہ واپس آسمان کو دیکھنے لگی ۔

" ٹھنڈ بڑھ رہا ہے اس ہوا کے لگنے سے تمھیں سردی لگ جائے گی۔" شازم نے سرد ہو کو محسوس کرتے ہوئے نورے سے کہا ۔ وہ اب چند قدم کے فاصلے پر اس کے ساتھ کھڑا تھا ۔

"نہیں لگے گی ۔ آپ کیوں آئے ہیں۔" نورے نے اس کی طرف رخ کرتے پوچھا۔

"میں بھی بس یوں ہی ٹہلنے نکلا تھا۔" شازم نے سادہ سے لہجے میں کہا ۔

"تمھیں ہمارا مستقبل کیسا نظر آرہا ہے۔" آسمان پر نظریں ٹکائے شازم بولا ۔ نورے نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا تھا ۔

"یعنی کے ہم کیسی زندگی گزار رہے ہوں گے کیا خوش ہوں گے یا۔۔۔" شازم نے اس کے چہرے پر نظریں ٹکائی ۔

"یہ تو انسان پر مبنی ہے کہ وہ زندگی کو کس انداز سے جی رہا ہے۔" نورے نے عام سے لہجے میں کہا لیکن اس کے لہجے میں کچھ تھا جو شازم کو چبھا تھا ۔

"لیکن کبھی کبھی انسان بھی غلط راستے چن لیتا ہے۔" شازم نے

"مطلب ۔" نورے کو کچھ سمجھ نہیں آئی ۔

"کچھ نہیں۔" شازم نے زیادہ کچھ کہنا مناسب نا سمجھا ۔تو اس نے بات ٹال دی ۔

"تمھیں کیا لگتا ہے انسان کو اپنوں کے لئے قربانی دینی چاہیئے۔" شازم نا جانے اس سے کیا پوچھنا چاہ رہا تھا۔

"دینی چاہیئے۔" نورے نے بنا کوئی تاثر ظاہر کیے جواب دیا ۔

"لیکن اگر وہ قربانی آپ کی خوشی ہو تو۔" شازم نے اس کی باتوں میں کچھ تلاشنا چاہا ۔

"یہ الگ الگ انسان کی بات ہے شازم اگر فیملی آپ کو بچپن سے لیکر اب تک اتنا کچھ دیتی ہے تو کیا انسان کو ان کی خوشی کے لئے قربانی نہیں دینی چاہیئے۔" نورے نے اس کی طرف دیکھے ایک عزم میں کہا تھا۔

"پھر چاہے وہ اپنی خوشی ہی کیوں نا ہو۔" آئی برو اٹھا کر سوال کیا۔

"کبھی کبھی کرنا پڑھتا ہے۔" نورے نے پھیکی مسکان کے ساتھ کہا۔

NOVEL HUT

"اگر بعد میں کبھی آپ کو پچھتانا پڑے اس فیصلے ہو تو۔۔؟" شازم نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"آپ کیوں پوچھ رہے یہ سب۔" نورے نے کچھ تشویش کے تحت پوچھا تھا۔

"بس ہوں ہی۔" شازم نے کندھے اچکائے۔

"میں چلتی ہوں سونے بہت دیر ہورہی ہے۔" نورے وہاں سے چلی گئی۔

"کبھی کبھی انسان کو اپنی دی گئی قربانیوں پر بہت پچھتانا پڑھتا ہے نورے۔"

آسمان پر تاروں کو تکتے وہ دل میں گویا ہوا۔

☆★☆★☆★

"ہیلو۔" فون کان سے لگائے ارمان بولا ۔

"اسلام علیکم !۔۔" مصطفٰی نے سلام کیا وہ ہمیشہ بات کا آغاز سلام سے کرتا تھا لیکن ارمان بات شروع کرتے سلام نہیں کرتا تھا۔ مصطفٰی نے اسے شرم دلانے کی کوشش کی ۔ارمان نے زماں دانتوں تلے دبائی ۔

NOVEL HUT

"وعلیکم سلام !۔۔" ارمان نے مہزب انداز میں جواب دیا ۔

"عزت تو راس آتی نہیں تمھیں بندہ پہلے سلام کرتا ہے۔"

"اچھا دادا جی بھلو جاتا ہوں دھیان رکھوں گا آگے سے۔" ارمان نے خود کو جیسے چھڑوانا چاہا۔

"اتنی صبح صبح فون خیریت ہے۔" مصطفٰی نے فون کان سے لگائے کہا ساتھ ساتھ وہ لیپ ٹاپ پر کچھ کام بھی کرنے لگا۔

"میں نے سوچا تمھارا پوچھ لوں کہیں محبت کے غم میں قومے میں تو نہیں چلے گئے۔" ارمان نے شرارت سے کہا اسے پتا تھا وہ اس کی باتوں کا کبھی برا نہیں مانتا۔

"ابھی تک تو نہیں۔" مصطفٰی نے بظاہر اسی انداز میں کہا لیکن ارمان جانتا تھا وہ کس تکلیف سے گزر رہا تھا۔

"ہاں تھوڑا ویٹ کرنا ابھی بھلے ناجانا میری شادی کروا کے جو مرضی کرنا پھر۔" ارمان نے جس انداز میں کہا مصطفٰی ہلکا سا مسکرایا۔

"تو پہلے شادی تو کر۔"

"کر لوں گا۔"

"کیسے بنا لڑکی کے۔" مصطفٰی نے جیسے مزاق اڑایا۔

NOVEL HUT

"لڑکی بھی آجائے گی تو دیکھتا جا۔" ایک ادا سے کہتے وہ مصطفٰی کو دوبارہ مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"اچھا۔" مصطفٰی نے بس اتنا کہا۔

"اچھا لگا پہلے والے مصطفٰی سے بات کر کے۔" ارمان نے اب کی بار نرم انداز میں کہا۔

"میں بدلا تو نہیں۔ ہوں جو تو ایسے بول رہا۔" مصطفٰی نے زرا حیرت سے کہا تھا۔

"نہیں میرا مطلب وہ نہیں تھا۔ اچھا کیا سوچا تو نے آگے کا۔" ارمان نے بات ہوا میں اڑائی۔

"آج ڈھولکی ہے شام کو ممی کے ساتھ جاؤں گا۔" مصطفٰی نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تو سچ میں وہاں جائے گا۔" ارمان کو حیرانگی ہوئی۔

"ہاں۔" مصطفٰی نے مختصر جواب دیا۔

"میں بھی آوں گا۔"ارمان بھی جانے کو تیار ہوا۔

"بنا دعوت کے۔"

NOVELHUT

"تیری طرف سے۔" ارمان نے دانتوں سے لب کا کونا دباتے کہا۔

"بھئی میری شادی تھوڑی ہے۔" مصطفٰی نے یک دم کہا پھر اپنی ہی بات پر اس کا چہرے کا رنگ اتر کر رہ گیا۔ ارمان بھی محسوس کر چکا تھا۔

"اچھا میں فون رکھتا ہوں۔" مصطفٰی موبائل رکھتے سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر بیٹھ گیا۔

" ایک تو یہ لڑکا بھی سنتا نہیں کسی کی۔" ارمان فون کو گھورتے ہوئے بولا۔

☆★☆★☆★

"یہ لڑکے کون ہیں۔" انجان لڑکوں کو اپنے گھر پر دیکھے نسرین بیگم نے پوچھا۔

"یہ عائشے نے بھیجے ہیں تائی کچھ سجاوٹ کے لئے وہ اپنی پسند کا کروانا چاہتی ہے۔"نورے نے آرام اسے بتایا۔

"اچھا چلو بھئی دھیان سے کچھ خراب نا کرنا ادھر ادھر۔" ان لڑکوں کو تاکید کرنے لگی۔

NOVEL HUT

"بیگم انھیں اپنا کام کرنے دیں انھیں کریں گے کچھ۔" رحیم صاحب نے انھیں ٹوکا۔تو وہ منہ بنا کر رہ گئی۔جو بھی تھا انھیں گھر کی چہروں کو خراب کرنا نہیں پسند تھا نا وہ خود خراب کرتی تھی نا دوسروں کر کرنے دیتی تھی اور اس بات کا دھیان باقی سب بھی رکھتے تھے۔

"اسلام علیکم !۔۔" نورے جھٹکے سے مڑی تھی۔ جب اچانک اس کے کان میں کسی کی آواز پڑھی۔

"وعلیکم سلام تم نے ڈرا دیا مجھے۔" نورے کے کہتے عائشہ دل سے ہنسی تھی۔

"اچھا ہوا تم آگئی میں تمھارا ہی انتظار کر رہی تھی۔"

"ہاں اب ساری تیاری میرے زمے ہے لیٹ تھوڑی نا ہو سکتی تھی ۔"عائشے نے ایک ادا سے کہتے اپنے بال جھٹکے تھے۔ نورے اسے دیکھ کر رہ گئی ۔

"اچھا سن میں نے ہماری کچھ کلاس فیلوز کو بلوایا ہے اوکے کچھ ہم ہو جائیں گے مطلب میری کچھ کزنیں تو شام کا فنکشن پورے محلے میں گونجے گا۔" عائشے نے پوری پلیننگ کر رکھی تھی ن

NOVEL HUT

"ہاں بچے اچھا کیا گھر میں بھی تھوڑا شادی والا ماحول ہو جائے گا۔" ابراھیم صاحب ان دونوں کے قریب آتے بولے تھے۔

"بلکل ٹھیک کہا آپ نے انکل۔"

"اچھا چلو تم تھوڑا تیار ہو جاؤ۔" عائشے نورے کا ہاتھ پکڑے کہنے لگی۔

"نہیں میں ایسے ہی ٹھیک ہوں۔" نورے نے خود پر نظر دوڑاتے عائشہ سے کہا۔

"ایسے نہیں نا چلو تم میں بتاتی ہوں۔" عائشے نے اس کی ایک نا سنی۔

"ارے آرام سے۔" نیچے سے ریحانہ نے دونوں کو پکارا۔

NOVEL HUT

"سوری آنٹی وہ یہ آہی نہیں رہی تبھی اس کو گھسیٹ کر لانا پڑھ رہا ۔" عائشے اس کا ہاتھ پکڑے زبردستی لے جارہی تھی وہ دونوں سیڑھیوں پر کھڑی تھی اگر آیا ہی چلتا رہتا ان میں سے کوئی ایک ضرور گر جاتی ۔

"کیوں بچے ۔" ریحانہ نے نورے کی طرف دیکھے پوچھا ۔

"امی مجھے تیار نہیں ہونا ۔"نورے نے منہ بنایا ۔

NOVEL HUT

"کیوں نہیں ہونا بھئی ۔"

"ہوجاؤ بچے تھوڑا سا جب وہ اتنے مان سے کہہ رہی ہے تو۔"ریحانہ نے محبت سے کہا۔ کہہ تو وہ ٹھیک رہی تھی۔

"دیکھا۔" عائشہ نے جتایا کہ آنٹی سے کچھ سیکھو۔

"چلو بچے دھیان رکھنا میں چلتی ہوں بہت کام ہے۔" ریحانہ مسکرا کر کہتی وہاں سے چلی گئی۔

NOVEL HUT

"اب چلو بھی۔"عائشے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا تو وہ اس کے پیچھے نا چاہتے ہوئے بھی چل پڑی۔

"ربینہ اچھا کیا تم آگئی ورنہ میں ساحل کو بھیجنے والی تھی تمھارے لیے۔" کچھ دیر پہلے ہی ربینہ آئی تھی۔

"بس دیکھو آگئی میں کیسے نا آتی اپنی بچی کی خوشی میں۔" ربینہ نے مسکراتے ہوئے ریحانہ سے کہا۔

"اکیلے آئی ہو۔" ریحانہ نے پیچھے نظریں دوڑائیں تھی۔

NOVEL HUT

"مصطفٰی ساتھ آیا ہے گاڑی سے سامان نکالنے کو کہا تھا۔" ربینہ نے سرسری سا بتایا۔

"اچھا اچھا ۔ لو وہ بھی آگیا۔" ابھی وہ باتیں کر ہی رہی تھی جب مصطفٰی دروازے مھ نمودار ہوا ۔

"اسلام علیکم خالہ ۔" نہایت ادب سے سلام کیا ۔

"وعلیکم سلام بچے کیسے ہو ۔" ریحانہ نے ہمیشہ کی طرح محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

NOVEL HUT

"میں بلکل ٹھیک اوریہ لیجیئے آپ۔" سامان کی طرف بڑھاتے مصطفٰی بولا ۔

"ربینہ ان سب کی کیا ضرورت تھی ۔" ریحانہ نے ربینہ کی طرف دیکھے کہا۔

"ضرورت تھی ۔" ربینہ نے ریحانہ کے ہاتھ ہلکا سا دبایا ۔

"اچھا آو اندر کھڑے تو نہیں رہو گے ایسے ۔" ریحانہ نے مسکرا کر کہا تو وہ نادر کی جانب بڑھ گئے ۔

"ربینہ اچھا کیا جو آگئی ۔ اچھا لگا تمھیں ہماری خوشی میں شامل ہوتے دیکھ." نسرین نے ربینہ سے ملتے ہوئے خوش دلی سے کہا ۔

"بس میں نورے کے معاملے میں کبھی پیچھے نہیں رہی ہوں اور جب اس کی زندگی کا نیا سفر شروع ہونے والا ہے تو میں کیسے نا آتی ۔" ربینہ نے مسکرا کر کہا ۔

"یہ تو صحیح کہہ رہی ہو تم۔" ابراھیم صاحب نے بھی اعتراف کیا۔

"بیٹھو آپ لوگ میں نورے کو بلوا کر لاتی۔" ریحانہ انھیں بٹھا کر سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

"عائشہ میں نے کہا نا مجھے نہیں پسند۔" اس کے ہاتھ میں لائنر دیکھ نورے نے اسے روکا اس نے کبھی اتنا میک اپ نہیں کیا تھا جتنا عائشے نے اس کا گھنٹے میں کر ڈالا تھا۔

NOVEL HUT

"بس تھوڑا تھوڑا لگا رہی میری ماں پہلے چپ کر کے بیٹھ جاؤ۔" عائشے نے اسے روکا تھا ورنہ وہ اٹھتے سب خراب ضرور کر دیتی۔

"بس ہوگیا تھوڑا سا ہی رہتا ہے۔" اس نے اٹھنا چاہا جب عائشہ نے دوبارہ روکا ۔

"عائشہ بس۔" نورے کی سچ میں بس ہوگئی تھی۔

"پرفیکٹ اب لگ رہی ہو نا نورے گُل۔" اس سے زرا فاصلے پر کھڑی ہوتی عائشہ نے اس پر بھرپور نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنے آپ کو دیکھا وہ واقعی پیاری لگ رہی تھی نا میک اپ زیادہ تھا نا جیولری۔عایے نے سب اس کی پسند کے مطابق ہی کیا تھا نورے نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے ایک ہاتھ سینے پر رکھے آنکھیں بند کی جیسے بنا کہے ہی اس کا شکرانہ قبول کیا تھا ۔ نورے ہلاکا سا مسکرائی تھی ۔

"نورے بیٹا تیار ہوگئی ۔" ریحانہ کمرے میں آئی تھی ۔

"جی آنٹی نورے ریڈی ہے بلکل ۔" عائشے نے نورے کی طرف دیکھتے مسکرا کر کہا۔

"ماشاءاللہ مہری بچی بہت پیاری لگ رہی ہے ۔" ریحانہ نے پاس آتے اس کا چہرہ تھامے محبت سے کہا ۔

"اچھا نورے کو نیچے لے آؤ بچے آپ لوگوں کی دوستیں بھی آگئی ہیں ۔" انھوں نے عائشے سے کہا ۔

NOVEL HUT

"جی آپ چلیں میں لاتی ۔" عائشے نے احترام سے کہتے رخ نورے کی جانب کیا۔

"چلو نیچے چلتے ہیں ۔" عائشے نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا جسے نورے نے تھاما تھا ۔ عائشہ اسے لیتی نیچے کی جانب بڑھی تھی ۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو ۔ ماشاء اللہ ۔" ربینہ اس کے پاس آتی بہت خوش دلی سے بولی تھی ۔

"تھینک یو خالہ آپ کب آئیں ۔" ان کے گلے لگے نورے نے کہا ۔

NOVEL HUT

"بس کچھ دیر پہلے آؤ بیٹھو ۔" ربینہ اسے ساتھ لیتی وہاں صوفے پر بیٹھ گئی ۔

"چلو بھئی شروع کرو ۔" نسرین بیگم نے ان سب لڑکیوں کو مخاطب کیا ۔

"آنٹی ڈھول ۔" عائشے نے ڈھول کی ڈیمانڈ کی جسے وہ خود ڈرائیور کے ہاتھوں صبح بھجوا گئی تھی ۔

"ڈھول تو میں نے سٹور روم میں رکھوا دیا تھا ۔" نسرین بیگم سر تھام کر رہ گئی

"شازم بچے ۔" باہر سے گزرتے شازم کو پکارا ۔

NOVEL HUT

"جی ممی ۔"وہ ان کے قریب آیا ۔

"بچے زرا سٹور روم سے ڈھول لے آنا میں نے صبح رکھوایا تھا ۔" نسرین بیگم ی بات وہ کانوں سے سن رہا تھا مگر نظر سامنے بیٹھی نور پر پڑھی تھی وہ آج واقعی بہت خوبصورت لگ رہی تھی ۔ لیکن وہ خوش نہیں لگ رہی تھی وہ اپنا دل بہلا رہی تھی یا گھر والوں کا شازم سوچ کر رہ گیا ۔ اس نے پل بھر میں نظریں اس پر سے ہٹائی تھی۔

"جی ممی لاتا ہوں ۔" کہتا وہ سٹور روم کی جانب بڑھا۔ جو شاید گھر کے آخری کونے میں تھا ۔

NOVEL HUT

فنکشن اچھے سے روا دواں تھا لڑکیاں گانا گانے میں مصروف تھی عائشہ ان کا بخوبی ساتھ دے رہی تھی ۔ وہ لوگ حال میں بیٹھے تھے جہاں نورے کو صوفے پر بٹھایا تھا اور لڑکیاں سب نیچے بیٹھی تھی ۔

"عائشہ میں بہت تھک گئی ہوں آپ لوگ لگے رہو میں جارہی ۔" نورے نے آہستہ سے جھکے عائشے کے کان میں کہا بہت وقت گزر چکا تھا نورے سے اور نہیں رکا جارہا تھا ۔

"ارے رکو تو یہ سب کیا سوچیں گی ۔" عائشے نے اسے زرا اور رکنے کو کہا ۔

"سوچتی رہے تم ہو نا انھیں کمپنی دینے کے لیے ۔۔" نورے کو جیسے پروا نہیں تھی ۔ عائشے نے بھی زیادہ زور نہیں دیا واقعی بہت وقت ہوچکا تھا کچھ لڑکیاں تو جا بھی چکی تھی کچھ بیٹھی تھی۔ عائشہ اسے کمرے میں چھوڑتی خود واپس نیچے آگئی تھی۔

"کون ہے ۔۔۔" دروازے پر کسی کو دستک پاتا دیکھ نورے نے پوچھا ۔ وہ اپنی چوڑیاں نکالنے میں مصروف تھی ۔دروازے کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ جب اچانک اسے کچھ

محسوس ہوا پیچھے مڑنے پر اس کی آنکھوں میں حیرت اتری تھی ۔ اس نے اس وقت اس کے وہاں ہونے کی توقع ہرگز نہیں کی تھی۔

"مصطفٰی ۔۔" حیرت کے مارے اس کے منہ سے نکلا تھا ۔

"جی میں ۔" مصطفٰی نے دھیرے سے کہا ۔جب عائشہ نورے کو کمرے میں لے جارہی تھی تب مصطفٰی کی نظر ان پر پڑھی تھی وہ گیسٹ روم کے بلکل دروازے کے پاس بیٹھا تھا وہاں سے سیڑھیوں کا منظر صاف صاف دکھائی دیتا تھا اس نے یہی موقع صحیص سمجھا تھا اس سے بات کرنے کا جب اس کے پاس کوئی نہیں تھا ۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو ۔" نورے نے آئینے سے ہی اسے دیکھے کہا۔

"آپ سے بات کرنے آیا ہوں ۔" مصطفٰی نے جیبوں میں ہاتھ ڈالے بہت آرام سے جواب دیا ۔

"کیا بات کرنی ہے۔"نورے نے چوڑیاں وہی چھوڑتے اس کی طرف رخ موڑا تھا ۔

"وہی جو ادھوری رہ گئی تھی ۔" بھوری آنکھیں آج کچھ اداس لگ رہی تھی ۔

"کون سی بات ادھوری رہ گئی تھی ۔۔؟" نورے نے بازو سینے پر باندھ لیے ۔

"یہ تو آپ جانتی ہوں گی نا۔" مصطفٰی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا ۔

"مصطفٰی میں نے سب تمھارے سامنے کلیئر کر دیا تھا پھر تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔"

"میں کیا کر رہا ہوں۔" مصطفٰی نے حیرانگی سے پوچھا۔

"تم مجھے پریشان کر رہے ہو۔" نورے نے بنا کسی تاثر کے کہا۔

"سیریسلی نور میں۔میں پریشان کر رہا ہوں آپ کو۔" اس نے انگلی اپنے سینے پر رکھتے جیسے اشارہ کیا، کیا سچ میں وہ یہ سب مصطفٰی سے کہہ رہی تھی۔

"تم آخر سمجھتے کیوں نہیں ہو ہم ایک نہیں ہو سکتے کبھی نہیں۔ یہ ممکن نہیں ۔ بہتر یہی ہے کہ یہ محبت کا بھوت تم اپنے دماغ سے نکالو اور اپنی زندگی میں آگے بڑھو۔" یہ وار سیدھا دل پر کیا گیا تھا ۔ لیکن مصطفٰی آج اس سے بات کر کے ہی رہنے والا تھا۔

"میں نے کب کہا میں یہاں ہماری بات کرنے آیا ہوں۔" مصطفٰی نے آئیبرو آچکا کر کہا ۔ یہ سچ تھا کہ اسے اس کی باتیں تکلیف دے رہی تھی لیکن وہ بھی کم نہیں تھا باتیں اگلوانا وہ جانتا تھا۔

NOVEL HUT

"تو کیا بات کرنی ہے تم نے ۔" نورے کو پہلے حیرت تو ہوئی مگر اس نے عیاں نا ہونے دی ۔

"وہی جو ادھوری رہ گئی تھی ۔"

"لیکن ایسا۔۔۔" نورے نے ابھی کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ مصطفٰی کی اگلی بات پر اسے چپ سی لگ گئی۔

"آپ کی خوشی ۔ اس دن یہی بات تو ادھوری رہ گئی تھی ۔" مصطفٰی نے اس کے چہرے پر تکتے کہا ۔

"میں یہاں آپ کی خوشی دیکھنے آیا تھا کہ آپ اپنے فیصلے سے کتنی خوش ہیں ۔ لیکن مجھے تو یہاں کوئی بھی آثار نظر نہیں آئے۔" مصطفٰی نے جیسے اس کا حال جان لیا تھا ۔(کیا سچ میں ؟)

"میں خوش ہوں اپنے فیصلے سے ۔ اگر تمھیں ایسا لگ رہا کہ میں خوش نہیں تو تم بتاؤ تمھاری نظر میں خوش انسان کیسا ہونا چاہیئے۔" نورے نے خود کو بہت مشکل سے قابو کیا ہوا تھا یہ وہ انسان تھا جس سے وہ چاہ کر بھی کچھ چھپا نہیں سکتی تھی۔

"ایسا جیسے خوشی اس کی آنکھوں سے جھلکے ۔ ایسے جیسے اس کے ہر بات، ہر انداز سے خوشی نمایاں ہو ۔ ایسا انسان خوش کہلایا جاتا ہے ۔ جو کہ آپ نہیں ہیں ۔" مصطفٰی نے انتہائی آرام سے کہا ۔

NOVEL HUT

"میں خوش نا سہی مطمئن ضرور ہوں ۔" بلا آخر اس نے مان ہی لیا ۔ مصطفٰی نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا کہا واقعی وہ اس سے کچھ چھپا سکتی تھی ہرگز نہیں ۔ وہ اس سے سب کچھ اگلوانے کی طاقت رکھتا تھا ۔

"اچھا آپ کو لگتا آپ کا یہ فیصلہ بلکل سہی ہے ۔" مصطفٰی نے جیسے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔

"ہاں ۔" نورے نے نظریں اس کے چہرے سے ہٹائی ۔

"آپ نے واقعی میرے بارے میں کچھ نہیں سوچا ۔" مصطفٰی کو ایک امید کی کرن نظر آئی تھی شاید وہ ابھی اسے بتائے کہ وہ یہ سب نہیں کرنا چاہ رہی یہ بس وہ صرف مجبوری میں کر رہی ہے ۔

NOVEL HUT

"کیا سوچوں تمھارے بارے میں۔ ۔میں مصطفٰی ۔ سب تو ختم ہوگیا ہمارے بیچ ۔
تمھارے اس محبت کے بھوت نے اس دوستی کو بھی ختم کر دیا آج سے ہم دوست نہیں

ہیں ۔" نورے کی آنکھوں میں گویا اجنبی پن اتر آیا تھا ۔ وہ مصطفٰی پر اپنے الفاظوں سے وار کر رہی تھی بنا اس کے جزبات کی پروا کیے ۔

"نور آپ ہماری دوستی ختم کرنے کی بات کر رہی ہیں۔" مصطفٰی نے اسے یاد دلایا۔ وہ اس کی باتوں سے بہت حد تک تکلیف کھا چکا تھا۔

"ہاں میں یہی کہہ رہی۔" نورے نے پختہ لہجے میں کہا ۔

NOVEL HUT

"آپ سچ میں ایسا چاہتی ہیں۔" مصطفٰی کو یقین اب بھی نہیں آرہا تھا ۔

"ہاں مصطفٰی میں یہی چاہتی اور اب میرا پیچھا چھوڑ دو اور پلیز دوبارہ یہاں کبھی مت آنا ۔ مجھے تمھارا چہرہ ہی نہیں دیکھنا۔" نورے نے جیسے آخری وار کیا تھا ۔کہتے اس کی آنکھوں میں پانی اترا تھا اب بس ہوگئی تھی اس کی اس نے جلد رخ اس سے موڑ لیا کہیں وہ اس کے آنسو نا دیکھ کے ۔

"چلا جاتا ہوں نورے آپ بھی کیا یاد کریں گی کہ کوئی ایسا محبت کرنے والا بھی ملا تھا جو خود آپ کے دروازے پر بے عزت ہونے آیا تھا ۔ آپ کا دیا ہوا یہ جنم دن کا تحفہ میں تا عمر نہیں بھولوں گا۔" دکھ بھلے لیجے میں کہتے اس نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا ۔

"اپنا خیار کھیئے گا ۔ خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے ۔آپ میرا چہرہ دوبارہ کبھی نہیں دیکھیں گی۔" دل کو مضبوطی سے تھامے اس نے یہ الفاظ کہے تھے ۔ وہ جن مضبوط قدموں سے آیا

تھا واپسی پر وہ قدم اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے لیکن اس نے خود کو سنبھالا تھا ۔ اپنا زخمی دل تھامے وہ اس ستمگر کے گھر سے نکلا تھا ۔

"مجھے معاف کر دو مصطفٰی لیکن یہی ٹھیک ہے کم سے کم تم مجھے اپنے دل سے نکال سکو گے۔" اس کے جاتے وہ زارو قطار روئی تھی ۔ آج اس کا جنم دن شروع ہونے والا تھا ٹھیک بارہ بجے یعنی کل اس نے نکاح والے دن اس کا جنم دن تھا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

دن تیزی سے گزرے تھے اور آج بلا آخر نکاح کا دن تھا۔

"سب تیاریاں ہوگئی۔" رحیم صاحب نے کسی کو فون ملاتے ابراھیم صاحب سے پوچھا۔

"جی سب مکمل ہے۔" انھوں نے ایک آخری نظر دوڑائی تھی تمام تیاری پر۔

NOVEL HUT

"نورے ادھر آؤ زرا۔" نورے سیڑھوں سے اترتی سیدھا کچن میں آئی تھی۔

"جی امی۔"

"تمھاری ہی شرط پر میں نے تمھیں پارلر نہیں بھجوایا اب عائشہ تمھیں تیار کرے گی تو چپ چاپ ہوجانا تیار۔" انھوں نے ڈانٹنے والے انداز میں کہا تو نورے خاموشی سے سرہلا گئی۔

"تیاریاں پوری ہوچکی ہیں یا نہیں۔" رحیم صاحب نے کسی کو فون ملاتے ابراھیم صاحب سے پوچھا۔

NOVEL HUT

"جی سب مکمل ہو ہی گیا ہے۔" انھوں نے ایک خری نظر دوڑائی تھی تمام تیاری پر۔

"چلو اچھی بات جمعے کی نماز کے بعد مولوی آئیں گے نکاح پڑھوانے۔" نھوں نے بات کے اختتام پر انھیں دیکھا تھا۔ ابراھیم صاحب نے محض سرہلایا تھا۔

☆★☆★☆★

"مصطفیٰ کہاں ہو۔" فون کان سے لگاتے ہی اس کے کانوں میں ماں کی آواز گونجی تھی۔

NOVEL HUT

"ممی جہاں بھی ہوں آجاؤں گا گھر وقت پر۔" اس نے آج کہیں دور جانا چاہا تھا کہیں ایسی جگہ جہاں اسے کوئی دیکھ نا سکے۔

"تم میرے ساتھ آج وہاں نہیں جارہے آج نورے کا نکاح ہے۔" فون میں سے رمینہ کی آواز آئی تھی۔

"جانتا ہوں ممی۔" اس نے جوتے سے زمین کھریدتے لاپرواہی سے کہا۔

"تو۔"

NOVEL HUT

"میں نہیں آرہا آپ چلی جائیں۔"

"لیکن مصطفٰی۔۔"

"ممی پلیز جو مجھ سے ہوگا نہیں آپ مجھے وہ کرنے کو نہیں کہہ سکتی۔"

"بچے کچھ الٹا سیدھا کرنے کا سوچ ابھی مت تم کہاں ہو میں ارمان کو بھجواتی وہ تمھارے ساتھ رہے گا."

"میں ٹھیک ہوں ممی۔ آپ فکر مت کریں میں کچھ ایسا ویسا نہیں سوچ رہا۔" اس نے کہتے کال کاٹ دی تھی۔ ربینہ نے فون کان سے ہٹاتے ارمان کو کال ملائی تھی تاکہ وہ آج اس کے ساتھ رہے۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"آئی ایم ہیئر۔" عائشہ اس نے سامنے یکدم نمودار ہوئی تھی۔

"چلو اب ہم ریڈیو ہوں گے۔" اس نے تمام بیگز بیڈ پر پھینکنے والے انداز میں رکھے۔
نورے اس اگر کو دیکھ کر رہ گئی۔ کیا وہ سب فری میں آتا تھا۔

"پہلے سانس تو لے کو آتے ساتھ ہی ۔۔" اس کی طرف دیکھے نورے نے کہا۔ وہ لمبے لمبے
سانس بھر رہی تھی شاید وہ جلدی جلدی میں سیڑھیاں پھلانگ کر آئی تھی۔

"ارے وہ تم چھوڑو آؤ میں تمھیں پیارا سا تیار کروں ۔ اور تم بیچ میں بلکل بھی نہیں بولو گی۔" اسے دونوں بازو سے تھامے آئینے کے سامنے کھڑا کیا۔

تو کیا آج واقعی اس کا نکاح تھا اس کی زندگی کو پوری طریقے موڑ دینے والا دن ۔ وہ آہستہ سے آئینے کے سامنے بیٹھی اور عائشے نے اپنی کارستانی شروع کی تھی ۔ وہ بہت مہارت سے برش وغیرہ کا استعمال کر رہی تھی۔ میک اپ ختم کرتے اس نے ایک سپرے اٹھائے اس کے چہرے پر سپرے کیا۔ نورے نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ اس لیے تاکہ میک اپ فکس رہے۔" عائشے نے اس کے کہے بنا ہی بات کا جواب دیا تھا ۔ عائشہ بیڈ سے جیولری اٹھاتی اس کی طرف بڑھی۔

"عائشہ آپ کی ممی آئی ہیں نیچے آپ کو بلا رہی۔" نورے کی ایک دور کی کزن نے دروازے سے جھانکتے ان دونوں کو متوجہ کیا۔

"اچھا میں آتی ہوں۔" عائشے نے واپس نورے کی طرف دیکھا تو اس نے سر سے اشارہ کیا یعنی کہ تم جا سکتی ہو۔

"نورے تم یہ جیولری پہنو میں بس دو منٹ میں آئی۔" عائشہ اس کے ہاتھ میں جھمکا تھماتی وہاں سے پل بھر میں غائب ہوئی تھی۔

جھمکا پینے اسے کسی کے بولے الفاظ یاد آئے تھے۔

(آپ کیوں ایسا کر رہی ہیں)

دوسرا جھمکا ٹیبل سے اٹھاتے اس نے پہنا۔

(کیا آپ اپنے اس فیصلے سے خوش ہیں)

اس نے ایک ہاتھ میں کنگن پہنے۔

(ایسا نا کریں، مان لیں میری بات)

اب وہ دوسرے ہاتھ میں چوڑیاں پہن رہی تھی۔

(اگر یہ آپ کی خوشی ہے تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا لیکن یاد رکھیئے گا دل سے نکلنا آسان نہیں ہوتا)۔

اس نے آئینے میں خود کو دیکھا اسے یہ سب سجاوٹ یہ ہر چیز جیسے بے رنگ سی لگی۔ انکھوں میں آئی نمی کو اس نے پیچھے دھکیلا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

" مولوی صاحب آچکے ہیں ۔شازم کہاں ہے اسے بلاؤ ۔" رحیم صاحب نے ساحل کو مخاطب کیا ۔ نکاح کا وقت ہونے والا تھا۔

"میں بلاتا ہوں۔" وہ کہتا اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔

"تایا جان شازم گھر پر نہیں ہے میں نے ہر جگہ ڈھونڈھ لیا اسے۔" ساحل کی واپسی کچھ دیر بعد ہوئی ۔ وہ گہری گہری سانس بھرتا سب بتا چکا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے ، دیکھو ادھر ہی ہوگا کہیں۔" ابراھیم صاحب فکر مندی سے بولے تھے ۔

"کمرے میں ہی ہوگا میں خود دیکھتا ہوں ۔" رحیم صاحب نے ن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا ۔

"میں خود آیا تھا پاس کہ تیار ہو جاؤ تقریباً ایک گھنٹا پہلے ۔ ساحل کال لگاؤ اسے زرا ۔" پوری کمرے میں ڈھونڈا لیکن وہ نہیں ملا اب تو پورا گھر چھان مارا تھا لیکن اس کا کائی اتا پتا نہیں تھا ۔ گھر کے تمام لوگوں کو پتا چل چکا تھا ریحانہ اپنے ساتھ ربینہ کو بھی اوپر لے آئی تھی ۔ اور نیچے سب مہمان انتظار میں بیٹھے تھے ۔

"کہاں جاسکتا ہے یہ لڑکا۔" رحیم صاحب نے اپنے ماتھا مسلتے کہا۔

"شازم کہاں ہو تم۔" شکر کہ اتنی بار کال ملنے پر رسیو اب ہوئی تھی۔ ساحل نے کال سپیکر پر ڈالتے پوچھا۔ ساحل کی آواز پر ابراھیم صاحب اور رحیم صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

"ساحل بابا کو فون دو۔" ساحل نے فون رحیم صاحب کی طرف بڑھایا۔

NOVEL HUT

" شازم کہاں ہو۔فوراً گھر پہنچو۔" انھوں نے فون تھامتے ہی حکم صادر کیا۔

"میں جہاں بھی ہوں اس وقت میں نہیں بتا سکتا پاپا اور میں گھر نہیں آرہا۔" شازم کی بات پر ان کی آنکھیں تھوڑی بڑی ہوئی تھیں ۔

"کیوں نہیں آرہے کیا بکواس لگا رکھی ہے۔" انھیں اس کی باتوں سے شدید غصہ آیا تھا ۔نسرین بیگم کو اس وقت ان سے شدید خوف محسوس ہوا تھا۔

"پاپا میری بات دھیان سے سنیں میں یہ سب کیوں کر رہا ہوں یہ میں آپ کو تفصیل سے بعد میں بتاؤں گا لیکن میں یہ نکاح نہیں کر سکتا۔" فون کے سپیکر سے اس کی آواز گونجی تھی ۔ رحیم صاحب دیوار تھام کر رہ گئے ۔ ابراھیم صاحب تو وہیں صافے پر گرنے والے انداز میں بیٹھ گئے تھے ۔ ساحل نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا ۔

"کیا بول رہے ہو تم نکاح نہیں کر سکتے لیکن کیوں۔" انھوں نے خود کو سنبھالتے پوچھا تھا ۔

"پاپا مجھے ممی نے مجبور کیا تھا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا ان سب کا میں اور نورے ایک ساتھ خوش نہیں رہ سکتے ۔ آپ پلیز سمجھیں۔" شازم نے گویا انھیں کہیں منہ دکھانے لائق نہیں چھوڑا ۔ ریحانہ کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گر رہے تھے وہ ربینہ کے سہارے کھڑی تھی ۔

"شازم ۔۔" انھوں نے پکارا مگر کال کٹ ہو چکی تھی دوبارہ ملنے پر فون بند آرہا تھا ۔

NOVEL HUT

"وہ نکاح کیوں نہیں کرنا چاہتا بھائی صاحب آپ نے تو کہا تھا وہ راضی ہے پھر یہ سب کیا ہے۔" ابراھیم صاحب نے ہمت کرتے اٹھتے ان نے سامنے آکر پوچھا ۔

"وہ راضی تھا میں نے خود اس سے پوچھا تھا۔" رحیم صاحب بنا ان کی طرف دیکھے بولے ان میں ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اپنے بھائی سے نظریں ملا پاتے۔

"پھر یہ سب ۔" ابراھیم صاحب کو تو الفاظ ہی نہیں مل رہے تھے ۔یہ کون سا دکھوں کا پہاڑ تھا جو ٹھیک نکاح سے پہلے ان پر ٹوٹ پڑا تھا ۔

"یہ تو یہ بتائیں گی بتائیں کیوں اسے مجبور کیا آپ اپنی آنا میں اپنی چال بازیوں میں اتنی مصروف تھی کہ اس بچی کے زندگی کے ساتھ کھیل گئی ۔شرم نہیں آئی آپ کو۔" رحیم صاحب نے شدید غصے سے کہتے ن کی جانب قدم بڑھائے تھے ۔

"تایا جان سنبھالیں خود کو تائی جان آپ اس وقت باہر جائیں۔" ساحل انھیں تھامتے بولا ۔وہ دروازے کے پاس کھڑی ہو گئی ۔آنکھیں خوف کے مارے کھلی تھی ہاتھ بھی کانپ رہے تھے ۔

"میری بچی کا کیا ہوگا اب نیچے اتنے مہمان ہیں سب کو کیا جواب دیں گے ہم۔" ریحانہ نے روتے ہوئے کہا ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"مصطفٰی کہاں ہو۔" ربینہ نے کمرے سے باہر آتے اسے کال ملائی تھی۔

"ممی بتایا تو تھا آپ کو ۔۔۔" وہ کچھ کہنے لگا جب انھوں نے بیچ میں ہی ٹوکا تھا۔

"جہاں بھی ہو فوراً یہاں نورے کے گھر پہنچو یہاں سب گڑبڑ ہو گئی ہے۔" ربینہ کی آواز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کچھ تو ہوا ہے۔دل ڈر رہا تھا کہیں نورے کو تو کچھ نہیں ہوگیا۔ اس نے اپنے خیالوں کو پیچھے دھکیلا تھا ۔

"کیا ہوا ہے ممی صاف صاف بتائیں" اس نے کھڑے ہوتے فکر مند لہجے میں پوچھا۔ اس کے ساتھ ارمان بھی کھڑا ہوا تھا۔ اسے مصطفٰی کی ممی کی کام آئی تھی جب انھوں نے فوراً اسے مصطفٰی کے پاس پہنچنے کے لئے کہا تو وہ ایک لمحہ ضائع کیے اپنے دوست کے پاس پہنچا تھا اسے پتا تھا وہ کہاں ہے۔ اور اس کے اندازے کے ٹھیک مطابق وہ اسے سمندر کنارے ہی بیٹھا ہوا ملا تھا۔

"پہلے تم پہنچو ادھر جلد سے جلد۔۔" رینہ نے اسے جلد از جلد وہاں پہنچنے کا کہتے کام بند کی۔

NOVEL HUT

"کیا ہوا۔" ارمان سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہو چھا۔

"پتا نہیں کہہ رہی سب گربڑ ہوگئ ہے وہاں پہنچو۔" مصطفٰی کو سمجھ نہیں آرہی تھی ایسا کیا ہوگیا ہے آخر صبح تک تو سب ٹھیک تھا ۔ اسے سب سے زیادہ نورے کی فکر ستا رہی تھی ۔

"تو چلو دیر کیوں کر رہے ہو۔" ارمان نے اس کا کندھا دباتے کہا۔ مصطفٰی نے اسے دیکھا وہ اس وقت مصطفٰی کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا اور سب سے بڑھ کر مصطفٰی کو اس کے سہرے کی ضرورت تھی ۔ پھر وہ دونوں بائک پر سوار ہوتے روانہ ہوئے تھے۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"نورے یار سب خراب ہوگیا۔" عائشہ واپس آتے ہی سر تھام کر بیٹھ گئی ۔

"کیا ہوا ۔۔" نورے کو زرا حیرانگی ہوئی کچھ وقت پہلے تو وہ ٹھیک تھی اب کیا ہوگیا ۔

"شازم بھائی نے نکاح سے انکار کر دیا اور وہ کہاں ہیں کچھ پتا نہیں۔" نورے کی طرف دیکھے اس نے پوری بات بتائی ۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو عائشہ۔" نورے نے کھڑے ہوتے لڑکھڑاتے لہجے میں پوچھا ۔

"میں صحیح کہہ رہی ہو ابھی سب خود سُن کر آئی ہوں۔" جب وہ اپنی ماں سے مل کر واپس نورے کی طرف آرہی تھی تب رحیم صاحب کی اونچی آواز پر وہ وہاں کھڑی ہوتی سننے لگی۔ جب اسے وہ سب پتا لگا تھا۔

" شازم ایسا کیسے کر سکتے ہیں ۔ میرگ ماں باپ کی عزت ان کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی نیچے اتنے مہمان ئے ہیں ۔ سب کیا سوچیں گے۔" لمحے میں نورے کے چہرے سے رنگ ہی اتر چکا تھا ۔

NOVEL HUT

"مجھے بات کرنی ہے تایا سے۔" وہ اپنا لباس سنبھالتی دروازے کی جانب بڑھی۔

"نورے رکو۔" عائشہ اسے پکارتی اس کے پیچھے گئی تاکہ وہ اسے روک سکے۔

"نورے بچے۔" کمرے کے دروازے میں نورے کو کھڑا دیکھ ریحانہ اس کی طرف آتے اس کے گال پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔ ابراھیم صاحب تو اسے اوپر نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ انھیں اب پچھتاوا ہورہا تھا کہیں ن کہیں یہ سب انہی کی بدولت ہوا تھا۔ اس نے ان کی خوشی کے لئے ہاں کی تھی یہ بات ان پر اب عیاں ہو رہی تھی۔ وہ اپنی بچی کے ساتھ اپنی گل کے ساتھ برا کر چکے تھے۔ ان کی آنکھوں سے بے شمار آنسو گرے تھے۔ ساحل ان کے پاس کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔ باپ کا ایک مضبوط سہارا۔

"یہ سب کیا ہے۔" قدم آگے بڑھاتے وہ رحیم صاحب کے سامنے آئی۔

"بچے مجھے معاف کردو میں تمھارا گناہ گار ہوں۔" انھوں نے نظریں جھکائے کہا۔

NOVEL HUT

"کس بات کی معافی تایا جان میری بے عزتی کی یا میرے ماں باپ کی یا میرے بھائی کی ۔آپ کے بیٹے نے زرا وقت نہیں لگایا سب کچھ روندھنے میں۔" نورے نے آنکھیں سرخ انگاعگ جیسی ہوگئی ۔

" بچے میرے علم میں کچھ نہیں۔ تھا یہ سب ان کا کیا دھرا ہے۔" انھوں نے سر اٹھاتے اپنی لاڈلی کو دیکھا اور ہاتھ سے اشارہ کیا وہ اشارہ نسرین کی جانب تھا۔

"تو تائی جان بھڑاس نکال ہی لی آپ نے مجھ پر اپنی ۔ تبھی تو میں سوچوں آپ اچانک ایسی کیسے بدل گئیں ۔ اب آپ کے پاس ہے کوئی جواب۔" نورے نے بلند آواز میں کہا ساحل نے نظریں اس پر سے ہٹائی تھی وہ اسے یوں اس حال میں نہیں دیکھ سکتا تھا ۔

"بچے تم بیٹھو ہم کرتے ہیں کچھ پتا لگواتے اس کا۔" رحیم صاحب نے آگے بڑھتے اسے تھامنا چاہا تھا۔

"کس چیز کا پتا لگوائیں گے آپ کیا پتا کریں گے آپ اب جب سب ختم ہوگیا اب کیا کریں گے آپ ۔؟" نورے نے گیلے آنکھوں سے انھیں دیکھا تھا۔ وہ اس کا ہاتھ چھوڑ گئے انھوں نے کہاں اسے اس قدر دُکھی دیکھا تھا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"ممی کیا ہوا ہے یہاں۔" وہ جیسے بہت ہڑبڑی میں یہاں تک پہنچا تھا۔

"سب اتنے پریشان کیوں ہیں اور نور۔ نور کہاں ہے۔" ماں اس کی فکر سے اچھی طرح واقف تھی۔

"شازم نے نکاح سے انکار کر دیا ہے۔" رینہ نے بنا ایک لمحہ ضائع کیے اسے اصل بات بتائی۔

NOVEL HUT

"واٹ ۔۔" وہ حیرت سے ماں کی طرف دیکھنے لگا۔

"لیکن کیوں۔"

"ایسا کیسے کر سکتا ہے وہ نورے کی عزت کے ساتھ یوں کیسے کھیل سکتا ہے۔" اپنے ہاتھ دیوار پر زور سے مارتے وہ کسی شیر کی طرح غرایا تھا۔ کچھ لوگ مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگے تھے۔

"بیٹا آرام سے۔" ربینہ نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

NOVEL HUT

"میں اسے ڈھونڈھنے جا رہا ہوں۔" اس نے میں سے ہاتھ چھڑواتے کہا۔

"مصطفٰی رکو۔۔۔تم۔۔۔" ارمان نے اس کا بازو پکڑے اپنا موبائل اس کے ہاتھ میں تھمایا تھا۔ مصطفٰی سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"بات کرو ضروری ہے۔" ارمان کے کہنے پر اس نے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو مصطفٰی میں شازم بات کر رہا۔" فون کان سے لگائے یک دم ہی اس کی آواز گونجی تھی۔ شازم نے کچھ وقت کے لئے تو اسے حیرت میں مبتلا ضرور کیا تھا مگر وہ اس وقت ہوش سے کام لینا چاہتا تھا یہ نورے کے گھر والوں کی عزت کا سوال تھا۔

"شازم یہ کیا کیا ہے آپ نے آپ کو نورے کی عزت ان کے گھر والوں کی عزت کا زرا خیال نہیں آیا۔" مصطفٰی نے آہستہ مگر جیسے غصیلے لہجے میں کہا تھا۔ اگر وہ سمانے ہوتا نا جانے وہ اس کے ساتھ کیا کر گزرتا۔

"میری بات سنو پھر۔ آگے جو دل کرے کہنا۔" شازم نے تحمل کا مظاہرہ کرتے کہا۔

"میں تمھارے اور نورے کے بارے میں جانتا ہوں۔" اس کی اگلی بات نے مصطفٰی کے پیروں تلے زمین کھینچی تھی کیا اس نے یہ سب اس وجہ سے کیا ہے؟

"ک۔کیا مطلب کیا جانتے ہیں آپ۔؟" اس کی زبان اس کا ساتھ دینے سے انکاری ہوگئی

۔

NOVEL HUT

"یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے مصطفٰی فالحال تم صرف اس پر غور کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔ نورے میرے ساتھ کبھی خوش نہیں رہتی اس کا اندازہ میں نے اتنے دنوں میں لگا لیا جب سے رشتے کی بات ہوئی وہ بجھ سی گئی ہے میں نے راتوں کو اسے تمھارے لیے

روتا دیکھا ہے وہ خوش نہیں ہوتی میرے ساتھ کبھی بھی نہیں۔ ہم دونوں یہ رشتہ نہیں چاہتے تھے اس نے اپنوں کی خوشی کے لئے قربانی دی اور میں اپنی ماں کے دباؤ میں تھا لیکن فیصلے کرتے دیر نہیں لگتی ۔ میں نے یہ قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھایا ہے مصطفٰی ۔ آدھا کام میں نے کر کیا اب باقی کا تمھارے زمے ہے اور مجھے یقین ہے تم یہ کر سکتے ہوں ۔ تو جاؤ اب اور دیر مت کرو۔" شازم نے بہت آرام سے اسے ساری بات سمجھائی تھی اس کا زہن مفلوج ہو کر رہ گیا تھا ۔ اپنی بات مکمل کرتے شازم کی طرف سے کال بند ہو چکی تھی وہ اب تک فون ہاتھ میں تھامے کھڑا اس کی سکرین کو تک رہا تھا۔

NOVEL HUT

"کیا ہوا بیٹا کیا کہہ رہا تھا۔؟" ربینہ نے اسے سوچوں میں ڈوبا دیکھ پوچھا تھا۔

"مصطفٰی تم کچھ بتاؤ گے ہوا کیا ہے آخر۔؟" اس نے ارمان کے سوال پر اسے خالی نظروں سے دیکھا۔

"وہ سب کہاں پر ہیں ممی۔؟" اس نے ماں کی طرف دیکھا۔

"سب شازم کے کمرے میں ہیں لیکن۔۔" ربینہ کچھ اور کہتی جب اس کی اگلی بات نے ان کو خاموش کروا دیا تھا۔ ارمان نے آگے بڑھتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ ہر حال میں اپنے دوست کے ساتھ تھا۔اس کے پاس اپنی ماں اور دوست کا ساتھ تھا یہی اس کی سب سے بڑی ہمت تھی۔

NOVEL HUT

کمرے میں نمودار ہوتے مصطفٰی کو سب نے خالی خالی نظروں سے دیکھا تھا۔ ابراھیم صاحب کی حالت بتا ری تھی وہ کمزور پڑ چکے تھے۔ ناجانے ان سب پر اس وقت کیا بیت رہی تھی۔

نورے نے اسے دیکھا نہیں لیکن وہ محسوس کر چکی تھی۔

وہ اپنے مضبوط قدم اٹھاتا ابراھیم صاحب کے پاس آتے ان کے قدموں میں بیٹھ گیا تھا۔ انھوں نے اپنی ویران آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا۔ مصطفٰی نے اپنا ہاتھ ان کے گھٹنے پر رکھا۔

"خالو میں جانتا ہوں یہ وقت عجیب ہے لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں نورے کو ہمیشہ خوش رکھنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ میں نورے گُل ابراھیم کو اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں۔" اس نے ایک ایک لفظ بہت واضح انداز میں ادا کیا تھا۔

NOVEL HUT

نورے بے حسوں حرکت سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی تھی۔ ریحانہ نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

ابراھیم صاحب نے ایک نظر ریحانہ کو دیکھا تھا اور پھر واپس نظریں مصطفٰی کے چہرے پر آ رُکی تھی ۔ کسی کو کچھ کہنے کچھ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں تھی ۔

لمحہ لگا تھا اور ابراھیم صاحب نے اپنا ہاتھ اٹھائے اس کے سر پر رکھا تھا ۔ مصطفٰی نے آنکھیں بند کرتے ایک گہری سانس بھری تھی ۔ نورے نے زور سے آنکھیں بند کی تھی کئی آنسو اس کی آنکھوں سے گِرے تھے ۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"نورے ابراھیم ولد ابراھیم ملک آپ کا نکاح مصطفٰی خلیل ولد خلیل الرحمان کے ساتھ حق مہر پانچ لاکھ روپے ان تمام گواہوں کی موجودگی میں طے پایا ہے کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔" مولوی صاحب نے نورے کے سامنے کلمات پڑھے تھے۔

(آپ ایسا نہیں کر سکتی)

"قبول ہے۔" اس کے ہاتھ ہلکے ہلکے لرزے تھے۔ عائشہ اس کے ساتھ کھڑی تھی۔

(ایک بار سوچ لیں، ایسا مت کریں)

"قبول ہے۔" ایک آنسو اس کی آنکھ سے گرا۔

(آپ بھی کیا یاد کریں گی ایسی محبت کرنے والا ملا تھا)

"قبول ہے۔"اس نے آنکھیں میچتے تیسری بار کہا۔

باکی بار مولوی صاحب نے مصطفٰی کے سامنے کلمات دہرائے تھے۔

(مجھے تمھاری شکل نہیں دیکھی)

"قبول ہے۔"اس کی نظر گھونگھٹ میں بیٹھی نورے پر تھی۔

(چلے جاؤ مصطفٰی)

"قبول ہے۔"

(ہمارے بیچ اب دوستی نہیں رہی)

"قبول ہے۔"

دستخط کے لئے کاغزات نورے کی طرف بڑھائے گئے تھے۔ دستخط کرتے اس کے ہاتھ کانپے تھے ساحل نے آگے بڑھتے اپنا مضبوط ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا تھا۔ ایک بھائی اپنی بہن کا مضبوط سہارا ہوتا ہے۔

NOVEL HUT

کچھ لمحے لگے تھے اور نورے، نورے گُل ابراھیم سے نورے مصطفٰی خلیل بن گئی تھی۔ کیا زندگی کبھی کسی پر اتنی مہربان بھی ہوتی ہے۔

"مبارک ہو۔" رحیم صاحب ابراھیم صاحب کو گلے لگاتے بولے تھے۔

"میاں تم تو چھا گئے ۔میں اتنا خوش ہوں میں بتا نہیں سکتا۔" ارمان زور سے مصطفٰی کے گلے لگا تھا۔ مصطفٰی کو لگا تھوڑی دیر میں اگر اس نے نا چھوڑا تو اس کی سانس بند ہو جائے گی۔

"جان نکالو گے کیا۔؟" مصطفٰی کے کہتے وہ ہنستے ہوئے پیچھے ہٹا تھا۔

"مجھے معاف کر دینا بچے۔" رحیم صاحب نورے کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تھے۔

"اس میں آپ کی کیا غلطی ہے تایا جان آپ معافی مت مانگیں۔" نورے نے سر اٹھا کر انھیں دیکھا۔

"مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گُل۔" اس کے دائیں طرف بیٹھتے ابراھیم صاحب نا جانے کس ڈر کے زیر اثر بولے تھے۔

"نہیں بابا میں کیوں ناراض ہوں گی۔" اس نے اپنے بابا کا ہاتھ تھامتے کہا۔ وہ ہلکا سا مسکرا دیے تھے۔ ایک بوجھ تھا جو دل سے اتر گیا تھا۔

NOVEL HUT

"ہمیشہ خوش رہو بچے اللہ تمھارا نصیب اچھا کرے۔" انھوں نے بہت محبت سے اس کا سر چوما تھا۔

"مبارک ہو ریحانہ۔" ربینہ نے ریحانہ کے گلے لگے خوش دلی سے کہا۔

"میں تمھارا یہ احسان کیسے بھولوں گی ربینہ۔" ریحانہ نے ان کا ہاتھ تھامے بھیگی آنکھوں سے انھیں دیکھے کہا۔

"یہ میرا کوئی احسان نہیں ہے بلکہ میں تو ہمیشہ سے یہی چاہتی تھی، لیکن قسمت کے کھیل کچھ الگ ہوتے ہیں۔" وہ مسکراتے ہوئے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے بولی تھی۔ان کے کہتے ریحانہ نے سکون کا سانس بھرا تھا۔

NOVEL HUT

"میں جانتی ہوں یہ سب مناسب حالات نہیں ہیں لیکن میں رخصتی آج ہی کرنا چاہتی آپ سب کی اجازت کے ساتھ۔" ربینہ نے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ربینہ ہماری بچی اب تمھاری ہے ویسے بھی رخصتی آج کے دن ہی طے پائی تھی پھر حالات جیسے بھی ہوں۔" رحیم صاحب نے تحمل سے کہا۔

"نورے کیا تمھیں کوئی اعتراض ہے میری اس بات سے۔" ربینہ نورے کی طرف قدم بڑھاتے اس سے پوچھا۔ ان کی بات نورے نے سر اٹھائے پہلے اپنے ماں باپ کو دیکھا جو مطمئن نظر آرہے تھے پھر اپنے بھائی کو دیکھا جو ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے سر ہلا کر جیسے حوصلہ دے رہا تھا۔ پھر اپنے سامنے کھڑی ماں جیسی ماسی کو دیکھا تھا جو نظروں میں امید لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نورے نے ہلکا سا سر دائیں بائیں ہلادیا۔یعنہ اسے کوئی اعتراض نہیں۔

"تو چلو پھر اپنے گھر چلتے ہیں۔" ربینہ دل سے خوش ہوئی تھی۔

NOVEL HUT

"ہمیشہ خوش رہو بچے اپنا دھیان رکھنا۔" رحیم صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بولے تھے۔

"میری بچی یہ سب جو بھی اچانک ہوا اس پر کسی کا بس نہیں تھا لیکن یہ ایک طرح سے سہی ہی ہوا کیوں کہ حقیقت سے ہم کہاں واقف تھے ورنہ کون ماں باپ چاہتے کہ ان کے اولاد نا خوش رہیں، ہم ربینہ کے تا عمر احسان مند رہیں گے۔ اب کی بار میں واقعی مطمئن ہوں کیوں کہ مصطفٰی انمول ہے مجھے یقین ہے وہ ہم سے بڑھ کر تمھارا خیال رکھے گا تمھیں خوش رکھے گا۔ تمھیں قبول کرنے میں وقت لگے گا لیکن اب وہی تمھارا گھر ہے بچے جہاں تمھاری ماں جیسی خالہ ہیں شوہر کے روپ میں ایک دوست ہے تمھیں وہاں کوئی مشکل پیش نہیں آئی گی اس بات کی گارنٹی میں دیتا ہوں۔ اب تم مجھ سے وعدہ کرو تم خوش رہو گی نا اور اپنا خیال بھی رکھو گی۔" ابراھیم صاحب اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے نہیں آرام سے اس سے کہہ رہے تھے۔ نورے کی آنکھوں میں ہلکی نمی تیری تھی۔

NOVEL HUT

"جی بابا۔" اس نے بھیگی آنکھیں اٹھائے اپنے بابا کی طرف دیکھا تھا۔

"یہ ہوئی نا بات ۔ میرا بچا اللہ تیرا مقدر بہت اونچا کرے۔" انھوں نے نرمی سے پہلے اسے گلے سے لگایا تھا پھر اس کا سر چوما تھا۔

"میری کوئی غلطی نہیں تھی بچے میں تو تمھاری رضا میں تمھارے ساتھ تھی مجھے کیا پتا تھا یہ سب ہو جائے گا۔" ریحانہ نے بھیگے لہجے میں اس کا ہاتھ تھامے کہا۔

NOVEL HUT

"امی بیتی باتیں یاد کر کے کیا فائدہ شکر خدا نے مجھے رسوا ہونے سے بچا لیا۔" نورے نے ماں کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔

"ایسا نہیں کہتے بچے۔" ریحانہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھے کہا۔

"اپنا دھیان رکھیئے گا امی۔" ان کے گلے لگے نورے کو رونا آیا تھا۔

"تم بھی اپنا دھیان رکھنا میری بچی۔" انھوں نے اس کے گلے لگے بند آنکھوں سے کہا۔

پھر سب سے ملتے وہ گاڑی کی طرف بڑھی۔

NOVEL HUT

"بھائی۔" بیٹھنے سے پہلے اس نے اپنے دائیں طرف کھڑے ساحل کو پکارا تھا۔ جو اس کے سر پر قرآن رکھے کھڑا تھا۔

"نورے مجھے سمجھ نہیں آرہی میں تم سے اس وقت کیا کہوں۔" اس وقت اس کی حالت ویسی ہی تھی جیسے ہر بھائی کی اپنی بہن کی رخصتی پر ہوتی ہے۔ اس نے خود کوو رونے سے باز رکھا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں کا سرخ پن صاف ظاہر کر رہا تھا کہ وہ رو دے گا اگر وہ کچھ یوں ہی اس کے سامنے کھڑا رہا تو۔

"بھائی آپ جانتے ہیں آپ کے بنا کہے ہی میں سب سمجھ جاتی ہوں۔" نورے نے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔ بھیگی آنکھوں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ اس کا ایک ہاتھ اس کے سر کے اوپر تھا جس میں اس نے قرآن پکڑ رکھا تھا اور دوسرا ہاتھ نورے نے تھام رکھا تھا۔ بہت روکنے پر بھی اس کے آنسو نہیں رکے تھے اس نے آنکھیں جھکا لی تھی تاکہ وہ اس کے آنسو نا دیکھ سکے۔ لیکن کیا ایک بھائی اپنی بہن کے سامنے ہوتے ہوئے اس سے اپنے آنسو چھپا سکتا ہے۔ مصطفٰی نے دکھ سے یہ منظر دیکھا تھا۔ اس کی کوئی بہن تو نا تھی لیکن

وہ بخوبی سب محسوس کر سکتا تھا۔ اسے اندازہ تھا ایک بھائی کا اپنی بہن سے جدائی کا دکھ کیا ہوتا ہے۔

"یہ کیا بات ہوئی بھائی ۔ ایسا کریں گے تو میں نہیں جاؤں گی۔" ایک ہاتھ اس کے گال پر رکھے نورے نے بھیگے لہجے میں کہا ۔

"نہیں میں ایسا ہونے دوں گا کیا۔" ساحل نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑواتے اس کے آنسو صاف کیے تھے ۔ پھر وہی ہاتھ اس کے گرد لپیٹے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔ وہ آنکھیں سختی سے میچ گئی تھی۔ اپنے دونوں بازو سختی سے اس کے گرد لپیٹے تھے۔

"اپنا دھیان رکھنا نورے اور یہاں کی پروا بلکل مت کرنا یہاں میں ہوں سب سنبھالنے کے لئے تم اپنے اس گھر پر دھیان دینا ہے اور وہاں کے لوگوں پر جن سے اب تمھارا رشتہ جڑ چکا ہے۔"

" سمجھ رہی ہو نا میری بات۔"ہلکا سا چہرہ نیچے کی جانب موڑے اس کے چہرے کو دیکھتے ساحل بولا۔ تو وہ سر ہلا گئی تھی۔

"چلیں نورے۔" رہینہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا۔ ساحل سے الگ ہوتے اس نے اس کی طرف دیکھا اس نے آنکھیں ہی آنکھوں میں جیسے اسے رونے سے روکا تھا۔ وہ اپنے لب دانتوں میں دبا گئی جیسے اس نے خود کو رونے سے باز رکھنا چاہا۔ ساحل نے تھوڑا آگے بڑھتے بہت نرمی سے اس کا ماتھا چوما۔ نورے نے آنکھ بند کرتے محسوس کیا۔

آیک آخری نظر سے اس نے مڑتے تمام گھر والوں کو دیکھا۔ پھر گاڑی میں بیٹھی۔ ربینہ اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھی۔ ارمان نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور دوسری طرف مصطفیٰ بیٹھا تھا۔

پھر ایک نئے سفر کا آغاز ہوا۔ شیشے سے دیکھتے جیسے اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ملک خاندان کو الوداع کہا۔

NOVEL HUT

خود میں چھپا لو مجھے ایک راز کی مانند

اِک تیرے علاوہ جس کی خبر نہ رکھے کوئی

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"تنزیلہ۔۔۔" ربینہ نے بلند آواز میں پکارا تھا۔

"تن۔۔۔" ربینہ ایک اور آواز لگاتی کہ وہ کچن سے بھاگتی ہوئی دکھائی دی۔

"جی باجی وہ بس کام میں پھسی ۔۔۔" ہاتھ دوپٹے سے پہنچتے ایک رفتار سے بولنی لگی۔ لیکن اچانک سامنے کا منظر دیکھتے جیسے اس کی باتوں کو بریک لگا تھا۔

"بھئی تیری نوکرانی کو تو ریئل والا جھٹکا لگا ہے۔" ارمان نے اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑے دیکھ مصطفٰی کے کان میں کہا۔

"تو دو منٹ چپ رہ سکتا ہے۔" مصطفٰی نے اسے چپ رہنے کو کہا۔

NOVEL HUT

"نہیں تب تک تو بلکل نہیں جب تک مجھے مٹھائی کھانے کو نہیں ملتی۔" اس نے بتیسیاں نکالتے کہا ۔ مصطفٰی سرپیٹ کر رہ گیا۔

"مل جائے گی تجھے مٹھائی اب چپ کر جا یار۔" مصطفٰی نے تحمل کا مظاہرہ کرتے کہا تو وہ سمجھتا چپ کر گیا بلکل اچھے بچوں کی طرح۔

"یہ یہ آپ کی بھانجی نورے ہی ہے نا باجی ۔"تنزیلہ نے ربینہ کی طرف دیکھتے پوچھا تھا ۔

"ہاں یہ وہی ہے۔" ربینہ نے مسکرا کر کہا۔

"یہ اس طرح ۔۔ایسا لگ رہا جیسے دلہن بنی ہوئی لیکن یہ سب ۔۔۔یہ یہاں۔"تنزیلہ

"یہ میرے مصطفٰی کی دلہن ہے تنزیلہ۔" ربینہ نے نورے کو نظروں میں بھرے کہا۔

"چلو جلدی لال مرچ لے کر آؤ میں نے اپنے بچوں کی نظر اتارنی ہے۔" ربینہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"جی باجی بس ابھی لائی۔" وہ خوش ہوتی اندر کی طرف بھاگی تھی۔

"اللہ میرے بچوں کو ہر بری نظر سے بچائے۔" دونوں کو ساتھ کھڑا کرتے انھوں نے نورے اور مصطفٰی کی نظر اتاری۔

NOVEL HUT

"آؤ بچے اندر آؤ۔" ربینہ نے نورے کا ہاتھ تھامتے کہا۔

"نورے تم تھک گئی ہوگی جا کر کمرے میں آرام کر لو تھوڑا ۔" نعرے کی طرف دیکھتے ربینہ نے فکر مند لہجے میں کہا۔تو وہ سر ہلا گئی۔

"مصطفٰی نورے کو اپنے کمرے میں لے جاؤ بچے۔" ربینہ نے مصطفٰی کی طرف دیکھا تھا۔ اس نے ماں کی طرف دیکھا ان کا اشارہ سمجھتے وہ سر ہلا گیا۔

"جی ممی ۔" اس نے تابعداری سے کہتے اسے چلنے کا اشارہ کیا تو وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی ۔

NOVEL HUT

"ویسا کمرا تو وہی ہے یہاں کچھ نہیں بدلا آپ نے پہچان لیا ہوگا آپ آرام کریں میں چلتا ہوں۔" ایک سرسری نظر سے اسے دیکھتے مصطفٰی بولا۔وہ آہستی سے سر ہلا گئی ۔

"نورے یہ رہا آپ کا بیگ ۔۔۔" کچھ دیر بعد اندر داخل ہوتے وہ کچھ کہتے کہتے رُکا ۔ وہ بالکل دروازے کے سامنے بیڈ پر بیٹھی تھی اور اپنے ہیلز اتارنے میں مصروف تھی ۔ ہیلز اتنے لمبے نہیں تھے کہ اسے تھکن ہوتی بمشکل دو تین انچ ہی لمبائی ہوگی ہیل کی لیکن شاید اسے ہیلز پہننے کی عادت نہیں تھی۔

مصطفٰی کی اس پر یکدم نظر پڑھی تھی ۔ان سب باتوں کے دوران اس نے نورے کو کھل کر دیکھا ہی نہیں تھا لیکن اب وہ جب آیا تو دیکھتا ہی رہ گیا ۔ سفید رنگ کا غرارہ جس پر ہلکا ہلکا سنہرا کام تھا۔ قمیض پر تھوڑے تھوڑے سنہرے اور سفید پھول بنے تھے اسکے ساتھ ایک بھاری دوپٹہ سنہرے رنگ کے موتیوں اور چمک سے بھرپور جس کے کناروں پر سنہرا لیس لگا تھا جس پر روشنی پڑھتے اس میں ایک چمک نمودار ہورہی تھی جو ایک الگ ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ دوپٹے کا ایک سرا اس نے کندھے پر ڈالا تھا اور دوسرا سرا سر کے بالوں پر سے ہوتے ہوئے نیچے لٹک رہا تھا ۔ دوپٹے کے نیچے اس کے سیاہ بال

NOVEL HUT

تھوڑے تھوڑے نظر آرہے تھے اور بالوں کے بیچ میں نکالی ہوئی شفاف لکیر جسے اس کے ماتھے کے بھاری ٹیکے نے بھر دیا تھا۔ کانوں میں سفید رنگ کے بھاری جھمکے جن کا ڈیزائن کافی منفرد تھا اور گلے کی رونق اس کی قمیض کا سنہرا کام تھا جس کی بدولت اسے گلے میں خاص پہننے کی ضرورت نہیں تھی شاید اسے لئے اس نے گلے میں کچھ نہیں پہنا تھا۔

اسے خود کو تکتا پا کر اس کے تھوڑا پاس آتے اس نے مصطفٰی کے سامنے چٹکی بجائی تھی۔وہ جیسے کسی خیال سے باہر آیا تھا۔

"وہ یہ آپ کا بیگ اس میں آپ کے کپڑے ہیں۔" اس نے خود کو سنبھالتے کہا اور وہ بیگ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

"اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو آپ کسی سے بھی کہہ سکتی ہیں مجھ سے نا سہی ممی سے کہہ دیجیئے گا۔" مصطفٰی نے نرم لہجے میں کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"مصطفٰی۔" جب وہ واپس مڑنے لگا تو نورے کی آواز پر رُکا۔

"جی۔" وہ واپس اس کی طرف مڑا تھا۔

"تم نے آج جو کچھ بھی میرے لیے کیا اس کے لیے شکریہ۔" اس نے مصطفٰی کی طرف دیکھے کہا۔

NOVEL HUT

"نورے آپ کو شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" مصطفٰی نے اس کی آنکھوں میں دیکھے کہا۔

"پھر بھی اگر آج تم نے یہ سب نا کیا ہوتا تو میرے ماں باپ بھائی اور میری عزت چلی جاتی۔" وہ حیران تھی وہ اسے اتنا کچھ سنا گئی تھی پھر بھی اسے اس کی اس کے گھر والوں کی عزت اتنی پیاری تھی۔

"ایسے کیسے چلی جاتی جب میں ہوں تو۔" اس نے نورے کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے مضبوط لہجے میں کہا۔ وہ کیسے اس کی عزت پر آنچ آنے دے سکتا تھا۔ نورے اسے دیکھ کر رہ گئی وہ اس کی عزت بچاتے اپنی بے عزتی تک کو بھول گیا تھا وہ جو اس کی نورے کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

NOVEL HUT

"مصطفٰی تم مجھ سے ناراض ہو۔" نا جانے کس خیال کے تحت سولا پوچھا گیا۔

"ناراض ہونے کے لئے وجہ ہونی چاہیئے نورے اور میرے پاس ایسی کوئی وجہ نہیں۔" مصطفٰی نے سادہ سے لہجے میں کہا لیکن اس کے لہجے کی چبھن نورے نے خوب محسوس کی تھی۔

"باہر ارمان بیٹھا ہوا ہے میں اس کے پاس جا رہا آپ آرام کریں۔" وہ اس پر ایک نظر ڈالتا وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے وہ اس راستے کو تکتی رہ گئی جہاں سے وہ ابھی گیا تھا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"بروتو تو مجھے بھول ہی گیا تیرا نکاح کیا ہوا تیرے تو رنگ ہی بدل گئے۔" سامنے سے آتے مصطفٰی پر نظر پڑھتے ہی اس کے گِلے شروع ہو چکے تھے۔

'کب بھولا ہوں تجھے میں بتا۔" مصطفٰی اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

"ابھی تو مجھے اکیلا چھوڑ کر بھابھی کے پاس چلا گیا۔" اس نے ناک چڑھاتے کہا تو مصطفٰی کو ہنسی آئی تھی۔

NOVEL HUT

"ہاں تو ان کی چیز انھیں نہیں دیتا کیا۔" مصطفٰی نے اس کا چہرہ دیکھا۔

"چل بس کر جورو کے غلام۔" ارمان نے جیسے بزرگوں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کھاتا ہے صبح۔" مصطفٰی نے ہاتھ سینے پر باندھے پوچھا۔

"کوے کا دماغ۔" اس کے سامنے زرا سا جھکتے جیسے باقاعدہ اعلان کیا۔

"مجھے بھی یہی لگ رہا تھا۔۔" مصطفٰی نے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ساتھ سر کو بھی ہلکی سی جنبش دی تھی۔

NOVEL HUT

"ہائے تو کتنا جانتا ہے مجھے۔" اس کا انداز جیسے بچوں والا تھا مصطفٰی ہلکا سا مسکرایا۔

"اچھا میں چلتا ہوں میرے محبوب مجھے یاد کر رہے ہوں گے۔" ارمان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کون محبوب۔؟" مصطفٰی نے اٹھتے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"جو جیل میں بیٹھے ہیں اور کون۔" ارمان نے کندھے آچکا کر کہا۔

"تو بھی نا۔" مصطفٰی سر دائیں بائیں ہلاتے ہنسا تھا۔

"چل میں پھر آؤں گا میرے بھائی اب تو تیری ہیپی والی برتھڈے ہوگئی نا اب تو میں تجھے وش کر سکتا ہوں۔" ارمان نے کہا تو مصطفٰی نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا تھا۔

"ہیپی برتھ ڈے برو جگ جگ جیو ہمیشہ سہاگن رہو۔" اس کے گلے لگتے ارمان جیسے خوش دلی سے بولا تھا۔

"واٹ سہاگن۔" مصطفٰی کو کچھ عجیب لگا شاید اس سے بولنے میں کچھ غلطی ہوئی ہو۔

"ارے تو خود سمجھ جانا میں نے اچھی دعا دی ہے۔" ارمان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے بزرگوں والے انداز میں کہا اور پھر بنا اس کے جواب کا انتظار کیے باہر کو بھاگا تھا۔

"ابے تو رُک زرا۔" مصطفٰی بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

☆★☆★☆★

"بچے جاؤ نورے کو دیکھ آؤ زرا وہ اٹھ گئی کھانا لگ گیا ہے۔۔" ربینہ نے مصطفٰی کو دیکھا بولا جو شاید باہر ٹہلنے نکلا تھا۔

"نورے۔" کمرے میں آتے اس نے نورے کو آواز دی۔

NOVEL HUT

"نو۔۔" دوسری بار کہنے ہی لگا تھا جب وہ واشروم سے نکلتی ہوئی دکھائی دی۔

"وہ ممی کھانے پر بلا رہی آپ کو۔" اس کی طرف دیکھے مصطفٰی نے کہا۔

"مجھے بھوک نہیں نے۔" اسے بنا دیکھے ہی جواب دیا۔

"نورے بھوک سے کیا ناراضگی۔" مصطفٰی نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھا۔

NOVEL HUT

"میں ناراض نہیں ہوں بس بھوک نہیں۔" نورے نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

"میں ممی سے کہنے جارہا ہوں آپ کھانا کھانے نیچے آرہی ہیں۔" پوچھا نہیں بتایا گیا۔

"میں۔۔ مصطفٰی۔" وہ کچھ کہتی کہ تب تک وہ جا چکا تھا وہ سر تھام کر رہ گئی۔

"وہ آرہی ہیں۔" نیچے آتے مصطفٰی نے آرام سے کہا۔

"اچھا تم بیٹھو۔" ربینہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ارے بچے آجاؤ۔ تھوڑی تھکن اتری کہ نہیں۔" نورے کو دیکھتے ربینہ نے محبت سے پوچھا۔

"جی بس تھوڑی بہت۔" اس نے دو انگلیوں سے اپنے بال کان کے پیچھے کیے تھے۔

"کوئی بات نہیں اتنے دنوں کی تھکن ہے آہستہ آہستہ اُتر جائے گی۔" ربینہ نے مسکرا کر کہا۔پھر وہ تینوں ایک ساتھ کھانا کھانے بیٹھ چکے تھے۔

"ممی میں۔ روم میں جارہا۔" ایک دو نوالے لیتے مصطفٰی اٹھا۔

"کھانا تو کھا لو۔" ربینہ نے دیکھا اس کی پلیٹ خالی تھی۔

NOVEL HUT

"بس کھا لیا۔" مصطفٰی نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"بچے مجھے تم سے کچھ بات بھی کرنی تھی۔" اس کے جاتے ربینہ نے نورے کی طرف مڑتے کہا۔وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھی تھی۔

"جی خالہ۔"

"ارے پہلے یہ خالہ بولنا تو بس کر دو کیا ابھی بھی یہ خالہ بولنا نہیں چھوڑو گی۔" ربینہ نے مسکرا کر کہا۔

NOVEL HUT

"نہیں وہ۔۔۔" نورے سے کوئی جواب نا بن پایا۔

"کوئی بات نہیں آیستہ آہستہ بولنے کے عادت ہو جائے گی۔" ربینہ نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

"نورے یہ سب اتنا اچانک ہوا کہ کسی کو کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملا مجھے پتا ہے تمھیں یہ سب عجیب لگ رہا ہوگا لیکن جس چیز میں اللہ کی رضا ہو وہ ہو کر ہی رہتا ہے ۔ تمھارا رشتہ جن بھی حالات میں ہوا یا پچھلے دنوں جو بھی کچھ ہوا ان سب کو ایک سپنا سمجھ کر بھول جاؤ ۔ یہ سب نا بھی ہوا ہوتا تو تب بھی میں تمھارا ہی ہاتھ مانگتی اپنے مصطفٰی کے لئے پتا نہیں اس نے تمھیں بتایا کہ نہیں لیکن وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے شاید بچپن سے ہی ۔ اگر تمھارے یہ رشتے والی بات بیچ میں نا آتی تو میں بنا جھجھکے تمھارا ہاتھ مانگ لیتی مجھے ہمیشہ سے ایک بہو کے روپ میں تم ہی چاہیئے تھی میں نے کبھی ظاہر نہیں کیا پر میں ہمیشہ سے چاہتی یہی تھی لیکن جب مصطفٰی کے دل کا حال مجھ پر عیاں ہونے لگا تو میں نے ٹھان لی تھی اگر اس گھر میں میری بہو آئی گی تو وہ تم ہی ہوگی اور قسمت کا کھیل دیکھو تم

NOVEL HUT

آج میرے گھر پر ہو میری بہو کے روپ میں ایسا لگتا جیسے یہی قدرت کا کھیل تھا تمھارا نصیب اسی گھر سے جڑا تھا تبھی تو تمھیں واپس یہی تک لے آیا۔" ربینہ نے نہایت آرام سے پوری بات کہی تھی۔ ان کی باتیں سنتے جیسے نورے کسی سوچ میں پڑی تھی کیا واقعی یہ سب قسمت کا کھیل تھا۔ کیا یہ مصطفٰی کی سچی محبت تھی جو اسے کھینچ لائی تھی۔ وہ اس وقت کچھ سمجھنے بوجھنے سے قاصر تھی۔

"کیا ہوا بچے تم چپ کیوں ہو۔ مصطفٰی نے کچھ کہا ہے کیا۔" اسے یوں ہی چپ دیکھ ربینہ نے اس کی تھوڑی پر ہاتھ رکھے اس کا چہرہ ہلا سا اوپر کو کیا تھا۔

NOVEL HUT

"نہیں خالہ وہ کیوں کچھ کہے گا۔"

"تو پھر۔" ربینہ کو اس کا ایسا رینا جیسے کچھ اچھا نہیں لگا تھا۔

"مجھے بس عجیب لگ رہا میں سچی بتاؤں خالہ میں نے اس کا دل توڑا تھا لیکن اس نے میری عزت پر آنچ نہیں آنے دی مجھے اسے سمجھنے میں دیر لگ گئی میں نے اسے بہت تکلیف دی لیکن میرے بس میں نہیں تھا میں بس بابا کو خوش نہیں دیکھنا چاہتی تھی لیکن مجھے کیا پتا تھا یہ سب ہو جائے گا۔" اس کی آنکھوں میں نمی اتری تھی۔ وہ ان سے بچپن سے لے کر کچھ نہیں چھپا پائی تھی اسے یوں لگتا تھا جیسے ایک وہی ہے جو اسے سیدھا راستہ دکھائیں گی ایک وہی ہے جو اس کے ساتھ ہمیشہ کھڑی رہیں گی۔

NOVEL HUT

"بس بچے جو ہوا سب بھول جاؤ اور اپنے آگے کی زندگی کے بارے میں سوچو۔ اپنے اور مصطفٰی کے بارے میں تم دونوں خوش ہو تو مجھے پھر کس چیز کی پروا۔" ربینہ نے اس کے آنسو پونچھتے نرمی سے کہا۔

"میں پوری کوشش کروں گی خالہ۔" اس نے بھیگی آنکھیں اٹھائے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔

"تو اب تم میرے بچے کو کیسے مناؤ گی۔" رہینہ نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"وہ ناراض ہے لیکن وہ بتا نہیں رہا لیکن میں اگلوا لوں گی۔" نورے نے ان کی نظروں میں دیکھے پختہ لہجے میں کہا۔

"بچے جو بھی معاملات ہو اُنھیں ہمیشہ آپس میں ہی حل کرنا میری دعائیں ہمیشہ تم دونوں کے ساتھ ہے خدا تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔" رہینہ اسے بہت مان سے سمجھ آرہی تھی۔ اود وہ سمجھ بھی رہی تھی۔

"آمین۔" اس نے زیر لب کہا تھا۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"تم کہاں جارہے ہو۔" وہ جب کمرے میں آئی تو وہ ایک تکیہ اٹھاتے جیسے باہر جانے کو تھا۔

"دوسرے کمرے میں سونے۔" بنا اس کی طرف دیکھے کہا۔

"لیکن کیوں۔" نورے سب سمجھ رہی تھی لیکن اس کے سامنے انجان بنی تھی۔

"یہاں آپ سوئیں گی نا۔" اس نے مڑتے جیسے بہت معصومیت سے کہا۔

"تو کیا میں اتنی موٹی ہوں جو پورے کمرے میں آجاؤں گی۔" نورے نے آئیبرو اوپر کو اٹھائے۔

"میں نے ایسا کب کہا۔" مصطفٰی کو زرا حیرت ہوئی۔

"تو پھر یہی رہو تم بیڈ پر سو جاؤ میں صوفے پر سو جاؤں گی۔" نورے نے جیسے حل پیش کیا۔

NOVEL HUT

"آپ صوفے پر کیوں سوئیں گی۔" مصطفٰی کو جیسے اس کی بات اچھی نہیں لگی تھی۔

"کیوں کہ مجھے عادت ہے میں اکثر کتابیں پڑھتے پڑھتے صوفے پر سو جاتی تھی گھر پر۔" نورے نے کندھے آچکا کر جیسے لاپرواہی سے کہا۔

"لیکن آج آپ نہیں سوئیں گی صوفے پر۔"

"نورے بس میں نے کہہ دیا نا۔" مصطفٰی نے زرا سخت لہجے میں کہا تو نورے چپ ہو گئی تھی۔ اس نے کبھی اس سے یوں بات نہیں کی تھی شاید وہ ناراض تھا تبھی۔ نورے نے اس کی بات کا برا نہیں مانا۔ لیکن مصطفٰی کو ابھی سے برا لگنے لگا تھا اس سے یوں بات کر کے۔ وہ جلد رضائی لیتے صوفے پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔

"مصطفٰی تمھاری ناراضگی مجھ سے ہے پھر خود کو کیوں سزا دو گے۔" نورے وہیں کھڑی پوچھنے لگی۔

"صوفے پر سونا سزا نہیں ہے نورے ۔ اور میں ناراض نہیں ہوں۔" اس نے آنکھیں اس کی طرف اٹھائی تھی۔

"اچھا تبھی مجھے نورے کہہ کر پکار رہے۔" نورے نے ہاتھ سینے پر باندھے سوال کیا۔ اس کی آئیبرو اوپر کو اُٹھیں ۔

"وہ اس لیے کیوں کہ اب ہم دوست نہیں۔" ۔ مصطفٰی نے جیسے دل کو قابو میں رکھے یہ بات کہی۔

NOVEL HUT

"دوست نہیں ۔؟" کچھ ٹوٹا تھا شاید آس پاس۔

"آپ ہی نے تو دوستی ختم کی تھی کیا بھول گئی۔" اس نے سر موڑ کر نورے کی آنکھوں میں دیکھتے بے تاثر لہجے میں کہا۔

"مصطفٰی میں نے وہ سب غصے میں کہا تھا تمھیں پتا ہے میں ایسا نہیں کہنا چاہتی تھی ۔" اس کی آواز ہلکی ہوئی تھی لیکن وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

NOVEL HUT

"جو بھی تھا لیکن آپ نے ایک بار میرا نہیں سوچا اور بنا سوچے سمجھے کہہ دیا کیا میں نے کچھ کہا تھا میں بس آپ کی خوشی چاہتا تھا اور کچھ نہیں۔" وہ اب رضائی خود پر اوڑھنے لگا۔

"تو کیا تم مجھے سوری کہنے کا بھی موقع نہیں دو گے۔" نورے نے سرخ ہوتی آنکھوں سے پوچھا۔

"سو جائیں نورے بہت رات ہو گئی ہے۔" کہتے وہ خود پر رضائی اوڑھتے لیٹ گیا۔ جیسے وہ اب بات نہیں کرنا چاہتا ۔ نورے ایک لمبی سانس ہوا کے سپرد کرتی بیڈ کی طرف بڑھی تھی ۔شاید اب اسے کافی محنت کرنی تھی جو وہ خود توڑ چکی تھی اسے اب اس نے خود ہی اسے سمیٹنا تھا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

صبح جب وہ اٹھی تو وہ سو رہا تھا ۔ اس نے وضو کرتے نماز پڑھی پھر بالکنی میں آتے جیسے ٹھنڈی ہوا کو اندر اتارا ۔ اس کمرے کی خاص بات کہ یہاں کہ بالکنی سے نظر آنے والا منظر وہ جب بھی یہاں آتی اسے ایک سکون سا ملتا تھا۔ وہ دونوں گھنٹوں یہاں بیٹھ باتیں کرتے تھے۔

جب وہ کمرے میں آئی تو وہ اپنی جگہ پر نہیں تھا۔ واشروم سے آتی پانی کی آواز سے جیسے وہ سمجھ گئی کہ وہ اندر ہوگا۔ اس نے دوپٹہ سیٹ کرتے نیچے کا رُخ کیا۔

کچن سے آتی آوازوں سے وہ جیسے سمجھ گئی کہ ربینہ وہیں پر ہوگی۔ ربینہ نے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔ اسے دیکھتے وہ مسکرا دی ۔

"بچے تم اٹھ گئی۔" انھوں نے محبت سے پوچھا۔

"جی خالہ۔" اس کے مسکرا کر جواب دیا۔

"پھر خالہ۔" ربینہ نے غلطی پکڑی تھی۔

"سوری ۔۔ ممی۔" وہ مسکرا کر بولی۔ اس نے سوچا جیسے مصطفٰی ممی کہتا تو وہ بھی یہی کہا کرے گی۔ اس کے منہ سے ممی سنتے ربینہ کو جیسے ایک سکون سا ملا تھا ایک انجانی خوشی۔

"مصطفٰی کہاں ہے۔"

"فریش ہو رہا ہے۔"

"اچھا یہ بتاؤ رات کو نیند آئی اچھے سے۔"

"جی آگئی مجھے تو یہاں بھی عادت تھی ویسے بھی تو مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔" اس نے مسکرا کر کہا تو ربینہ کو زرا تسلی ہوئی۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

ابھی ربینہ کو کچن سے نکلے کچھ دیر ہی ہوئی تھی جب ان کی نظر سامنے سے آتے ابراھیم صاحب اور ساحل پر پڑی تھی۔

"اسلام علیکم !" ساحل نے احترام سے انھیں سلام کیا۔

"وعلیکم سلام !" ربینہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

NOVEL HUT

"بابا۔" نورے کچن سے دوڑتی ہوئی ان تک پہنچی تھی۔

"کیسا ہے میرا بچا۔" انھوں نے محبت سے اسے اپنے ساتھ لگائے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں بابا ۔" ابراھیم صاحب اپنی گُل کے چہرے کی رونک بخوبی دیکھ سکتے تھے ۔

"کیسی ہو۔" ساحل نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"آپ کے سامنے ہوں۔" نورے نے مسکر آکر کہا۔ ساحل نے ہلکے سے اس کے گال کھینچتے تھے۔

"آپ لوگ آئیں یہاں کیوں کھڑے ہیں۔" ربینہ نے اندر آنے کی پیشکش کی۔

NOVEL HUT

"خالہ یہ نورے کا ناشتہ۔" ساحل نے ایک شاپر ربینہ کی طرف بڑھایا تھا۔

"ارے ناشتہ بن گیا تھا یہ تکلف کیوں کی آپ نے بلا وجہ۔"

"ایسے کیسے اسی بہانے ہم اپنی بچے سے بھی مل لئے اور رسومات کا بھی تو کچھ خیال کرنا ہوتا ہے نا۔" ابراھیم صاحب مسکرا کر بولے تھے۔ ساتھ انھوں نے اپنے ساتھ کھڑی نورے کے کندھوں پر بازو پھیلایا تھا۔ باپ بیٹی ایک دوسرے کو دیکھ بہت خوش نظر آرہے تھے۔

NOVEL HUT

"چلیں میں ناشتہ لگواتی سب ساتھ میں مل کر ناشتہ کریں گے۔" ربینہ نے مسکرا آکر کہا۔ اتنے میں مصطفٰی سیڑھیوں سے اترتا دکھائی دیا۔ نیوی بلیو شرٹ اور بلیک جینز میں وہ بلا کا ہنڈسم لگ رہا تھا۔ اس کے بال گیلے تھے شاید وہ ابھی ابھی نہا کر نکلا تھا وہ اپنے بال

کبھی خود نہیں سکھاتا تھا وہ یوں ہی ہوا میں چھوڑ دیتا تھا۔ نورے کی نظر اس پر پڑھتے جیسے رُک سی گئی تھی اس کے گھنگھریالے بال جس سے ابھی بھی پانی کی ہلکی ہلکی بوندیں ٹپک رہی تھی کچھ نیچے کچھ اس کی شرٹ میں جذب ہو رہی تھی۔ ابھی مصطفٰی کی نظر اس پر نہیں پڑھی تھی وہ اس کی طرف دیکھتا اس سے پہلے ہی نورے یکدم کسی احساس کے تحت نورے جیسے ہوش میں آئی تھی۔ اپنی آپ کو خوب کوستی وہ ریبنہ کی مدد کرنے چلی گئی

۔

"اسلام علیکم !" ان کے پاس آتے اس نے احترام سے سلام کیا تھا۔

NOVEL HUT

"وعلیکم سلام مصطفٰی۔" ابراھیم صاحب مسکرا کر اس سے ملے ۔ پھر وہ ساحل کے گلے لگا تھا ساحل نے زرا سا اس کی پیٹھ کو تھپکا تھا۔

"بچے کل جیسے تم نے ہماری عزت بچائی ہمارے جاننے والے مہمان تھے سب زیادہ نا سہی تھوڑے ہی تھے لیکن بدنامی تھوڑا بہت کہاں دیکھتی ہے اس کے لئے ہم ہمیشہ تمھارے احسان مند رہیں گے۔" اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ابراھیم صاحب جیسے بہت

"خالو میں نے کوئی احسان نہیں کیا آپ بار بار ایسا کہہ کر مجھے شرمندہ مت کریں اور رہی میری اور نورے کے بات تو میں نے وہی کیا جو مجھے میرے دل نے کہا۔" ابراھیم صاحب اس کے جوبا پر کچھ وقت اس کی صورت تکتے رہ گئے کیا انھوں نے کچھ غلط سنا تھا۔ یا مصطفٰی کو کہنے میں کوئی غلطی ہوئی تھی۔ وہ کچھ پوچھ پاتے جب ربینہ کی آواز نے انھیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

"ناشتہ لگ گیا ہے۔"

NOVEL HUT

"چلیں آج سب ساتھ میں مل کر ناشتہ کریں گے ہمارے بھی گھر میں تھوڑی رونک لگ جائے گی۔" مصطفٰی مسکرا کر بولا تھا۔

"خلیل کہاں ہے نظر نہیں آرہا۔" ٹیبل پر بیٹھتے اُنھیں اُن کا خیال آیا تھا۔ باقی سب بھی ٹیبل پر براجمان ہوگئے تھے۔ ابراھیم صاحب کے ساتھ مصطفٰی ان کے سامنے نورے اور ساحل اور دوسری طرف رینہ بیٹھی تھی۔

"انھیں گئے چار دن ہوگئے ہیں کام کے سلسلے میں گئے تھے کہہ رہے تھے آج واپس آجائیں گے۔" مصطفٰی نے سرسری سا بتایا۔

"اچھا چلو وہ آجائے تو اور بھی بہتر ہوگا ولیمے میں سب کی موجودگی ہونی چاہیئے۔" انھوں نے

"ولیمہ لیکن وہ سب تو۔۔" ربینہ کچھ کہتے کہتے رُکی تھی۔

"جی انتظام تو ویسے بھی کل کے لئے ہوچکا تھا اور جو بھی باتیں رہ گئی ہیں وہ سب ہم دیکھ لیں گے بس آپ لوگ تیاری کریں۔" ابراھیم صاحب تحمل سے بولے تھے۔

"بیٹے تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔" ابراھیم صاحب نے مصطفٰی کو مخاطب کیا تھا۔ ان کے ساتھ نورے کی نظر بھی اُس کی طرف اٹھی تھی۔

"نہیں خالو جو آپ نے سوچا ہے صحیح سوچا ہے مجھے کیوں کچھ اعتراض ہوگا

آپ بڑے ہیں ہمارے لئے آپ کی کہی بات بہت معنی رکھتی ہے۔" وہ ان کی ہر بات میں ہاں ملا رہا تھا کوئی بات نا بری لگ رہی تھی نا کوئی اعتراض ظاہر کر رہا تھا اتنا کچھ ہونے کے باوجود وہ ان کے لیے اتنا سب کچھ کر رہا تھا۔

"میں خوش قسمت ہوں بچے جو مجھے داماد کے روپ میں تم ملے۔" انھوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے جزبات سے بھرپور لہجے میں کہا تھا۔ مصطفٰی نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے گویا تسلی دی ہو۔ آپ فکر نا کریں میں ہوں نا۔نورے نے نم ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔ اس کی نظروں میں مصطفٰی کی عزت دن با دن بڑھتی جا رہی تھی۔

NOVEL HUT

"اب ہم چلتے ہیں۔" ابراھیم صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔ وہ آگے بڑھے اور نورے کو گلے سے لگایا تھا۔

"گل بچے اپنا اور باقی سب کا خیال رکھنا۔" ان کی بات پر اس نے عقیدت سے سر ہلایا تھا۔

"گڑیا اپنا دھیان رکھنا۔" ساحل نے اس کا سر چومتے کہا تھا۔

"آپ بھی۔" وہ مسکرا کر بولی۔

انھیں رخصت کر کے مصطفٰی ابھی اندر کی جانب بڑھتا جب اس کے فون پر آتی کال نے اس کا دھیان کھینچا۔

"ہیلو۔" مصطفٰی نے فون کان سے لگایا۔

"مصطفٰی کیا تم مجھ سے مل سکتے ہو۔" دوسری طرف سی آتی آواز پر اس اسے شدید حیرانگی ہوئی تھی اس وقت ۔ اندر کی جانب جانے کے بجائے اس نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

☆★☆★☆★

"جی بولیئے کیوں بلایا مجھے۔" گھڑی پر ایک نظر ڈالے مصطفٰی بولا۔

"مصطفٰی تم بیٹھ جاؤ آرام سے بات کرتے۔" اگلے بندے نے اسے بیٹھنے کی پیشکش کی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں میرے پاس وقت نہیں جو کہنا ہے جلدی کہیئے۔" مصطفٰی کا انداز بہت روڈ تھا۔

"مصطفٰی میں نے جو کچھ بھی کیا سب سوچ سمجھ کر کیا اور سب کی خوشی کے لیے لیکن میں نے خود سے بہت سے رشتوں کو دور کر ڈالا۔" وہ جیسے بہت دکھ سے بولا تھا۔ ایسا لگتا تھا وہ پچھلے وقت میں جیسے بہت اداس رہا تھا یا شاید رویا بھی تھا۔

"تو آپ نے کیوں کیا یہ سب۔" مصطفٰی نے اے گہری نظروں سے دیکھے سوال کیا۔ناجانے یہ سوال اس کے زہن میں کتنی مرتبہ آچکا تھا۔

"اپنی ماں کی وجہ سے انھوں نے مجھے ایموشنل بلیک میل کیا جو وہ کہتی رہی میں کرتا رہا میں پاکستان اپنا فیوچر بنانے آیا تھا سوچا تھا اپنا فوٹوگرافی سٹوڈیو کھولوں گا زندگی سکوں سے گزاروں گا لیکن آنے کے چند دن ہی سکون سے گزرے تھے میرے مجھے لگا ممی بدل گئی ہیں لیکن وہ آج بھی ویسی ہی ہیں نورے سے نفرت نے اُنھیں ایک قسم کا اور ہی انسان بنا دیا ہے مجھے بھی شروع سے نورے سے نفرت تھی لیکن میں غلط ثابت ہوا پہلے میں نے اس کے رنگ کی بنا پر اُسے جج کیا تھا لیکن انسان دوسرے انسان کو اُس کے اخلاق سے اُس کے سیرت سے پہچانتا ہے میں نے نورے کو اُس کے سیرت سے اصل معنوں میں جانا ہے ۔ میں نے ہاں تو مجبوری میں کرلی لیکن میں نورے کے ساتھ غلط ہوتے نہیں دیکھ سکا اور میں نے ٹھان کیا تھا کہ میں اُسے اور تمھیں ایک کر کے رہوں گا دو محبت کرنے والوں کے بیچ میں کون ہوتا ہوں آنے والا مجھے اگر یہ سب پہلے پتا ہوتا تو میں ہاں ہی نا کرتا مگر افسوس مجھے دیر سے پتا لگا لیکن وقت رہتے پتا لگا ابھی سب بگڑا نہیں تھا اس لئے میں نے یہ پلین بنایا کہ میں نکاح سے ہی بھاگ جاؤں۔" مصطفٰی نے اس کی ایک ایک بات غور سی

سنی تھی۔ اس کی باتیں سنتے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھی۔ وہ اُس انسان کو کافی حد تک غلط سمجھ چکا تھا یہاں تک کہ وہ یہ سارا الزام بھی اس کے سر ڈال چکا تھا۔

"آپ نے جو بھی کیا ہے میں بتا نہیں سکتا میری نظروں میں آپ کے لئے جو ایمج تھی اس کی جگہ اب عزت نے لے لی ہے نورے نے صحیح کہا تھا آپ واقعی میں بدل گئے ہیں۔" مصطفٰی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہلکی مسکان کے ساتھ کہا۔

"اچھا ایسا کہا تھا اس نے۔" اس نے مسکر آکر پوچھا۔ تو مصطفٰی نے سر ہلایا تھا۔

"بس یہی کہنا تھا تاکہ تمھارے دل سے میرے لئے بدگمانی ختم ہو۔" اس کے دل سے جیسے بہت بڑا بوجھ اترا تھا۔

"یہ سچ ہے میں انھیں اپنانا چاہتا تھا لیکن ایسے نہیں ان کی مرضی کے ساتھ مگر پھر سب الٹا ہوگیا انھوں نے مجھ سے منہ ہی موڑ لیا۔" مصطفٰی نے یہ بات بہت جزبات سے بولی تھی شازم جیسے سب سمجھ گیا تھا۔

"کیوں کہ وہ تمھیں خود سے دور کرنا چاہتی تھی تاکہ تمھیں تکلیف نا ہو۔" شازم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

"اور جو تکلیف وہ سہہ رہی تھی وہ کیا ۔ انھوں نے ہاں ہی کیوں کی۔" اس کی طرف دیکھتے مصطفٰی بولا۔

"جانے انجانے اپنے بابا کے لئے کیا اس نے یہ سب۔" شازم نے کندھے اچکائے کہا۔

"آپ کو کیسے پتا لگا ۔ اور بابا کے لئے کیوں۔؟" اسے حیرت ہوئی۔

"کیوں کہ اس کے دل میں تھا کہ اگر اس نے منع کیا تو چھوٹے پاپا میرے پاپا سے انکار کر دیں گے اور یوں دونوں بھائی الگ ہوجائیں گے۔" شازم نے اصل سچائی بتائی تھی۔

"تو صرف اس بنا پر۔۔ وہ بدھو ہیں قسم سے۔" مصطفٰی جیسے سمجھتے اپنا سر تھام کر رہ گیا۔

"اب تم اپنی زندگی میں آگے بڑھو مصطفٰی اور ہو سکے تو ہمارے بیچ جو یہ بدگمانیاں ہیں انھیں کم کرنے کی کوشش ضرور کرنا۔" شازم نے بہت نرمی سے کہا تھا ۔ مصطفٰی اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔

"کیا ہم دوست بن سکتے ہیں۔"

"آج سے ہم دوست ہیں۔" بنا لمحہ ضائع کیے مصطفٰی مسکرا کر بولا۔ تو شازم بھی دل سے مسکرایا تھا۔

"تو پھر تم مجھے آپ نہیں کہو گے۔"

"کیوں۔" اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"کیوں کہ ہم دوست ہیں۔" اور پھر وہ دونوں گلے لگے تھے بدگمانیاں آہستہ آہستہ ختم ہورہی تھی۔ نئی دوسری کی شروعات ہورہی تھی۔

☆★☆★☆★

مصطفٰی کے باہر سے آنے کے بعد اس نے اپنے بابا کی مدد کرنے کا سوچا تو وہ انہی کے ساتھ کام میں لگ گیا تھا فلحال اسے کام کا مکمل طور پر پتا نہیں تھا اس لئے اس کی ٹریننگ چل رہی تھی تبھی باہر کے شہر میں جانا ہوتا تو خلیل صاحب خود ہی جاتے تھے ویسے بھی ان کی بعد تو مصطفٰی کو ہی ان کا کاروبار سنبھلنا تھا۔

"اسلام علیکم جی کیا حال چال ہیں۔" خلیل صاحب کی آواز حال میں گونجی تھی۔

"آپ آگئے۔" ربینہ کو اندازہ تھا ان کے آنے کا۔

"آپ کو دھچکا لگا مجھے دیکھ کر۔" خلیل صاحب نے شریر لہجے میں پوچھا ۔ ربینہ سر ہلا کر رہ گئی۔

NOVEL HUT

"بابا۔" مصطفٰی ان کے گلے لگا تھا۔

"ارے میرا بچا میں جب بھی کہیں باہر جاتا ہوں تو سب سے زیادہ یاد آتا ہے مجھے۔" اس کے گلے لگے وہ محبت سے بولے تھے ۔ باپ بیٹے کو دیکھ ربینہ مسکرائی تھی۔

"مجھے بھی آپ کی بہت یاد آئی بابا مجھے کہہ دیتے میں پک کر لیتا آپ کو۔" وہ ان سے الگ ہوتے بولا تھا۔

ارے نہیں مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی تمھیں کیوں تنگ کرتا فالتو میں۔" اس کے کندھے پر بازو پھیلائے انھوں نے پیار سے کہا۔ پھر دونوں قریب صوفے پر بیٹھ گئے۔

"آپ کھانا کھائیں گے۔" ربینہ نے ان کی طرف دیکھتے پوچھا۔

"نہیں میں راستے میں کھا کر آیا ہوں۔" مسکرا کر جواب دیا تو وہ سر ہلا گئی۔

"اسلام علیکم خالو !۔" نورے نے آتے احترام سے سلام کیا۔

"وعلیکم سلام بچے ۔تم کب آئی ۔" انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا ۔

"وہ ۔۔۔میں ۔۔۔" وہ ہچکچاتے ہوئے کہنے لگی جب رینہ اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ گئی۔

"وہ اب یہی رہے گی۔" رینہ نے اسے ہاتھ سے تھامے اپنے پاس بٹھایا۔

"کیوں بچے گھر والوں سے لڑائی کر کہ آئی ہو کیا۔"

"نہیں وہ۔۔" اُن کے سامنے اُسے کچھ بولنا مشکل لگ رہا تھا۔

"کوئی لڑائی کر کے نہیں آئی وہ۔"

"تو پھر آپ نے ایسا کیوں کہا کہ وہ اب یہیں رہے گی۔"

"کیوں کہ اب سے یہی اس کا گھر ہے۔" وہ مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

NOVEL HUT

"یہ گھر تو ہے لیکن اپنا گھر تو اپنا ہوتا ہے کیوں بچے۔" انھوں نے نرم لہجے میں کہا۔ اُن کی بات سنتے اسے کچھ سمجھ نہیں آی کہ وہ اب کیا کہے۔

"خلیل صاحب یہ یہی رہے گی کیوں کہ یہ آپ کی بہو ہے۔" ربینہ نے گویا اُن کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

"ہاں وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن۔ب۔۔۔" وہ روانگی سے کہتے کہتے رُکے۔ آنکھوں میں شدید حیرت اُتری تھی۔ مصطفٰی بس آنکھوں سے سب دیکھتا رہا۔

"بہو۔۔؟" خلیل صاحب نے دونوں ماں بیٹے کو باری باری دیکھا۔ نورے سر جھکائے ایسے بیٹھی رہی ناجانے کون سا جرم سرزد کر بیٹھی کو۔

"جی۔" ایک لفظی جواب ملا۔

NOVEL HUT

"یہ سب کیا کہہ رہی آپ۔؟"

"ممی ٹھیک کہہ رہی ہیں بابا ہمارا نکاح ہوا ہے۔" ان سب گفتگو میں مصطفٰی پہلی بار بولا۔

"کب۔"

"کل۔"

NOVEL HUT

"میری غیر حاضری میں۔" انگلی اپنی طرف اٹھائے گویا اشارہ کیا۔

"لیکن نورے کی تو شا۔۔۔"

"وہ سب ختم ہوگیا ہے بابا۔" مصطفٰی نے ان کی بات ختم ہونے سے پہلے ہی روک دی۔

"اتنا سب ہوگیا اور آپ لوگ مجھے ابھی بتا رہے جب میں تھکا تھکا لوٹا ہوں حد ہے مجھے تو کوئی کچھ بتانا ہی گوارا نہیں سمجھتا۔" وہ سخت ناراض ہوگئے۔ مزید کچھ کہے وہ اٹھے اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوئے۔

"بابا رُکیں تو۔" مصطفٰی ان کے پیچھے دوڑا تھا۔

"اکیلا رہنے دو مجھے۔" انھوں نے ہاتھ اٹھائے اسے اپنے پیچھے آنے سے روکا۔

"کیا وہ ناراض ہوگئے ہیں۔" نورے نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نہیں بچے ناراض کیوں ہوں گے۔" ربینہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھے نہایت پیار سے کہا۔

"تو وہ بنا کچھ کہے ہی چلے گئے۔" وہ شدید ڈری ہوئی لگ رہی تھی ان کے رویے سے ۔ اس نے انھیں کبھی یوں نہیں دیکھا تھا۔

NOVEL HUT

"وہ ٹھیک ہو جائیں گے خود ہی۔" ربینہ نے عیاں تسلی دی۔

"کیا میں ان سے بات کروں ۔؟" نورے نے ان کی طرف دیکھے ہچکچاتے ہوئے پوچھا۔

"نورے وہ خود ٹھیک ہو جائیں گے جب پوری بات خود سمجھ جائیں گے آپ ان سے مت کریئے گا بات۔" مصطفٰی ان کی طرف آتے نورے کو مخاطب کرتے بولا۔وہ مصطفٰی کو نظر اٹھائے دیکھنے لگی۔

☆★☆★☆★

رات کا وقت تھا جب بہت ہمت باندھتی۔ دروازے پر رکتے اس نے چند لمحے گہرے سانس بھرے تھے۔ پھر خود کو پُر سکون کرتے اس نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے آجاؤ دروازہ کھلا ہے۔" اندر سے آواز آئی۔

"خالو!" ہلکا سا دروازہ کھلے اس نے انھیں پکارا۔

"نورے آجاؤ بچے وہاں کیوں کھڑی۔" انھوں نے آرام سے کہا۔ ان کے لہجے کی نرمی محسوس کرتے وہ لمحے بھر کو حیران ضرور ہوئی تھی۔

"کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں۔" تھوڑا نزدیک آتے اس نے نظر جھکائے پوچھا۔

"میں کیوں ناراض ہوں گا تم سے۔" انھوں نے اپنا چشما اتار کر میز پر رکھا تھا۔ شاید وہ کچھ کاغزی کام کرنے میں مصروف تھے۔

"لیکن وہ باہر آپ ۔۔" نورے نے ہاتھ کے اشارے باہر کی طرف کیا ۔ وہ اس کی بات جیسے سمجھ گئے تھے ۔

"وہ تو بس میرا چھوٹا سا ری ایکشن تھا میرے بنا ہی صاحب زادے نے نکاح کر لیا باپ کی تو کوئی فکر ہی نہیں ہے اسے۔" انھوں نے ہلے پھلکے انداز میں کہا ۔

"لیکن حالات ہی کچھ ایسے تھے خالو کسی کو کچھ سمجھنے کچھ کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔" اس نے گویا انھیں سمجھانے کی پوری کوشش کی۔ ان کی بات سنتے وہ مسکرایا تھے۔

"کیا آپ مجھ سے واقعی میں نہیں ناراض۔" ان کی مسکراہٹ دیکھ پوچھنا واجب ہوا تھا۔

"میں سچ بتاؤ بیٹا تو مجھے تمھیں اپنی بہو کے روپ میں دیکھ کر بہت خوشی ہو رہی ہے ۔ تم مصطفٰی کی محبت ہو اور مجھے میرا بچا عزیز ہے اور مجھے تم بھی عزیز ہو بچے ۔" پہلی بار انھوں نے یوں کھلے عام نورے سے یہ سب کہا تھا ۔ نورے حیران ہوتی ان کی طرف دیکھنے لگی تھی ۔ کیا اس کے سسرال والوں کا ظرف اتنا اعلٰی تھا۔

NOVEL HUT

"آپ کی باتوں سے لگ رہا جیسے آپ کو سب پتا تھا پہلے سے۔" نورے نے اندازہ لگایا تھا۔

"ہاں تو کیا نہیں تھا۔" انھوں نے

"لیکن آپ تو۔۔" سوچنے کے باوجود اسے کے پکے کچھ نہیں پڑھا تھا۔

"مجھے ربینہ نے نکاح سے پہلے ہی سب بتا دیا تھا اور میری رضا مندی حاصل کر کے ہی انھوں نے بات آگے کی تھی۔" نہایت تحمل سے گویا اعلان کیا۔

"بچے قسمت کے کھیل سے کوئی واقف نہیں۔ ہوتا قسمت نے جنھیں ملانا ہوتا ہے وہ انھیں ملا کر ہی رہتی ہے۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے سامنے آئے تھے۔

"مصطفٰی تم سے بہت محبت کرتا ہے بچے اسے کبھی غلط مت سمجھنا وہ تو تمھارے لیے جان بھی سے سکتا ہے۔" انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ نورے کو شدت سے

اپنا آپ بہت عزیز لگا تھا وہ اپنی قسمت پر عش عش کر اٹھیں تھی۔ اس کا متحان کٹھن ضرور تھا مگر نا ممکن نہیں۔

"میں چلتی ہوں خالو!" وہ مسکرا کر بولی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ہلکی نمی آئی تھی۔

"بابا۔" انھوں نے تصحیح کی۔

"بابا۔" وہ دل سے بولی۔ اور وہ مسکرا دیے۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"یہ سب کیا ہے۔" حال میں بھرے بھرے صوفے دیکھے نورے نے حیرت سے پوچھا۔

"یہ سب خالو نے بھجوایا ہے ساحل نے فون پر بتایا مجھے۔" جواب مصطفٰی نے دیا۔

NOVEL HUT

"یہ اتنا سب کچھ۔" اس کا سر گھوما تھا۔ اتنا سب کچھ دیکھ۔

وہ سب ان کے ولیمے کا سامان تھا جو ملک خاندان کی طرف سے ان کے لیے آیا تھا جن میں کچھ پہننے کے جوڑے کچھ مٹایاں اور باقی ضرورت کا سامان تھا۔نوع ایک ایک کرکے سب دیکھنے لگی ۔ مصطفٰی بھی اس کے ساتھ بیٹھا مدد کرنے لگا تھا

☆★☆★☆★

"پاپا آپ یہاں کیسے۔" اسے لگا شاید کوئی ویٹر ہے مگر اپنے آزمانے انھیں دیکھ اسے شدید جھٹکا لگا تھا۔

"یا میرے لیئے تمھاری خبر نکلوانا کوئی بڑا کام تھا۔" وہ کہتے اندر کو آئے ۔ وہ ان سے زرا دور ہوا تھا ۔ اپنے باپ کے غصے سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔

"اب مجھے بتاؤ یہ سب تم نے کیوں کیا۔" وہ صوفے پر براجمان ہوتے پوچھنے لگے ۔ شازم نے تھوک نگلا تھا۔

"بابا میں سچ کہہ رہا اگر میں یہ سب نا کرتا تو میں ہمیشہ گلٹ میں رہتا میں دو محبت کرنے والوں کو الگ نہیں کر سکتا تھا۔" اب جب سب صحیح ہونے جارہا تھا تو وہ باتیں چھپا کر مزید کچھ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"کیا کہنا باہر رہے ہو صاف صاف بتاؤ۔" وہ ٹیک چھوڑتے زرا آگے کو ہوئے ۔ پھر اس نے شروع سے آخر تک تمام کہانی اُگلی تھی۔

"بابا ایم سوری میں آپ کی امیدوں پر کھڑا نہیں ہوسکا۔" وہ نظریں جھکائے بولا تھا۔

"میرا بچا میری امیدوں پر کھڑا اُترا ہے مجھے اپنے بیٹے پر ناز ہے ۔تم نے بلکل صحیح فیصلہ لیا ہے بیٹا اور فکر مت کرو تمھارے پاپا ہمیشہ تمھارے ساتھ ہیں۔" انھوں نے اسے دونوں کندھوں سے پکڑے کہا تھا۔ باپ کی بات سنتے وہ جیسے جزبات میں آیا تھا۔ وہ زور سے ان کے گلے تھا۔

"تھینک یو پاپا تھینک یو سو مچ مجھے لگا تھا میں نے آپ کا بھروسہ کھو دیا۔" وہ بھیگی آواز میں بولا تھا۔

"کھویا نہیں بلکہ دس گُنا بڑھ گیا ہے میرا بھروسہ تم پر۔ مجھے فخر ہے کہ تم میرے بچے ہو۔"
انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے کہا۔

(جھوٹ کی ڈور لمبی ہوتی ہے مگر مضبوط نہیں۔ سچ کو ڈور لمبی نا سہی مگر مضبوط ضرور ہوتی ہے انسان کو سچ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے پھر چاہے اسے کیسے بھی حالات کا سامنا کرنا پڑے۔)

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"شازم میرا بچہ۔" گھر کی چوکھٹ پر اسے نمودار ہوتے دیکھ نسرین بھاگتے ہوئے اس تک پہنچی تھی ۔ انھوں نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال پر رکھنا چاہا۔

"نہیں ہوں میں آپ کا بچا اب تو خوش ہوں گی نا آپ سب خراب کر کے۔" ان کا ہاتھ راستے میں اس نے روکتے کہا۔

NOVEL HUT

"یہ میں تمھارے لیے ہی تو کر رہی تھی تمھارے اچھے مستقبل کے لئے۔" نسرین کو شاید سمجھا پانا کشمیر فتح کرنے جیسا مشکل کام تھا۔

"ڈیم اِٹ ممی آپ کی ابھی تک سمجھ میں کچھ نہیں آسکا اب بھی وقت ہے ممی سمبھل جائیں ورنہ کچھ بہت برا ہوجائے گا ۔" شازم نے انھیں سخت لہجے میں وارن کیا۔ وہ آنسو بھری آنکھیں اُٹھائے اسے دیکھنے لگی ۔ کیا یہ انہی کا لاڈلا تھا کیا یہ وہی تھا جو ان کی ہر ایک بات پر سر خم کر دیتا تھا ۔ انھیں چھوڑتا وہ ابراھیم صاحب کی طرف بڑھا ۔

"چھوٹے پاپا کیا آپ مجھے معاف کر سکتے ہیں۔" ان کی طرف آتے اس نے خود کو تیار رکھا اگر وہ اسے تھپڑ بھی ماریں گے تو وہ اُف تک نہیں کرے گا لیکن وہ ان سے معافی مانگے بغیر نہیں جائے گا ۔

NOVEL HUT

"کس بات کی معافی۔" انہوں نے الٹا اس سے سوال کیا۔

"جو کچھ بھی میں نے کیا۔" شازم ان کے کر ردِ عمل کے لیے تیار تھا۔

"لیکن تم نے تو ایسا کچھ نہیں کیا۔" ابراھیم صاحب نے لاپرواہ سے انداز میں کہا۔

"وہ ۔۔۔"

"آجا ایسے منہ لٹکائے بلکل پیارا نہیں لگ رہا۔" انھوں نے اس کا بازو پکڑتے کھینچا تھا یوں کہ وہ سیدھا ان کے سینے سے لگا تھا۔ وہ ہلا بکا رہ گیا تھا ۔ رحیم صاحب پیچھے کھڑے مسکرا دیے تھے ۔

NOVEL HUT

"لیکن آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں ایسا کیوں۔" ان سے دور ہوتے شازم نے پوچھا۔

"کیوں کہ مجھے حقیقت پتا لگ چکی تھی۔" انھوں نے تحمل سے کہا۔

"کیسی حقیقت۔" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"بابا نے سب سن لیا تھا جو تم نے تایا سے کہا۔" ساحل نے گویا اس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

"واٹ پاپا۔۔۔" اس نے باپ کی طرف حیرانگی سے دیکھا۔

"ہم سے غلطی ہوگئی بچے ہم نے اپنے بچوں کو سمجھنے میں وقت لگا دیا۔" ابراھیم صاحب نے اس کا ہاتھ تھامے کہا۔

"آپ کی غلطی نہیں نے چھوٹے پاپا مجھے ممی کی بات ماننی ہی نہیں چاہیئے تھی۔" شازم نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔

"ایک تو نسرین بیگم کچھ صحیح کرنے کا سوچتی ہی نہیں انھیں کوئی حق نہیں ہے ملک خاندان کی بہو کہلانے کا۔" رحیم صاحب نے ان کی طرف دیکھے سخت غصے میں کہا۔ وہ ان کی باتوں سے کانپ کر رہ گئی۔

NOVEL HUT

"بھائی صاحب کچھ بھی الٹا سیدھا مت بولیں۔" ابراھیم صاحب نے ان کو کچھ الٹا سیدھا کہنے سے باز رکھا۔

"تم نہیں۔ سمجھو گے ابراھیم ان پر میں نے اپنی عمر کہ توانائی ضائع کی ہے کہ یہ سب چھوڑ دیں خوش اخلاقی سے رہیں۔ لیکن وہ سمجھیں تو نا۔"

"بھائی صاحب اپنی طبیعت نا خراب کریں اُن سب کے بارے میں بات کر کہ کوئی فایدہ نہیں جو ہوا سو ہوا اب دعا کریں آگے سب اچھا رہے ہمارے بچے خوش رہیں ہمیں اور کیا چاہیے۔" ابراھیم صاحب کے کہے گئے جملوں پر رحیم صاحب جسے تھوڑے سکون میں آئے تھے۔ انھوں نے ہاتھ اٹھائے آہنے بچوں کے دائمی خوشی کی دعا کی تھی۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"نورے۔" وہ جو آنکھوں ۔ پر بازو رکھے آرام سے لیٹی تھی اس کی اچانک آواز پر اس کا سکون غارت ہوا۔

"مصطفٰی کیا ہے سونے دو نا۔" اس نے آنکھوں سے بازو ہٹائے بولا۔

"میری جگہ سے اُٹھیں۔" مصطفٰی نے اسے صوفے سے اٹھنے کو کہا۔

NOVEL HUT

"کیا یہاں تمھارا نام لکھا ہے۔" نورے نے آنکھیں دکھائی تھی۔

"میں کل بھی سویا تھا یہاں۔" مصطفٰی نے اسے یاد دلایا۔

"تو ایک دن کے سونے سے صوفہ تمھارا ہوگیا کیا۔" اس نے ائیبرو اٹھائے سوال کیا۔

"نورے آپ یہاں نہیں سو سکتی۔"

"کیوں۔" نورے نے اب کی بار اٹھتے اس سے سوال کیا۔

"آپ بیڈ پر آرام سے سوئیں ورنہ آپ کی کمر اٹک جائے گی۔" مصطفٰی نے فکر مند لہجے میں کہا۔

"نہیں اٹکے گی اور میں بیڈ پر کیوں سوؤں جب تم نہیں سو رہے تو۔" نورے نے لاپرواہ انداز میں کہا۔ مصطفٰی نے لب بھینچ لیے اس کی کوشش ناکام رہی۔ نورے جیسے ضد پر آگئی تھی۔

"آپ ایسا کریں گی تو میں سوتا ہی نہیں یا میں کمرے سے چلا جاتا ہوں۔" مصطفٰی نے کہتے قدم آگے کو بڑھائے۔

"مصطفٰی تم سیدھا سیدھا کہہ کیوں نہیں دیتے کہ تمھیں میرے سامنے نہیں رہنا یا یوں کہو کہ تم میرا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتے اس سے اچھا میں چلی جاتی ہوں یہاں سے۔" وہ یکدم صوفے پر سے اچھلی تھی۔ رُخ دروازے کی جانب کیا تھا۔

"نورے رُکیں میں نے ایسا کب کہا۔" مصطفٰی کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے اس کا رویہ دیکھ۔

"اچھا میں بیڈ پر سو جاتا ہوں ۔" اس نے آخر کار مانتے ہوئے کہا۔

"سچّی ۔" اس نے مڑتے خوشی کے مارے کہا۔

"مُچّی اب آپ بھی سو جائیں ۔" مصطفٰی نے نرم لہجے میں کہا ۔

اس نے لب دانتوں میں دبائے جیسے اپنی مسکراہٹ ضبط کی آخر کار وہ اپنے پلین میں کامیاب ٹھہری۔ اس سے پہلے کہ وہ مڑتا وہ صوفے پر چڑھتے لیٹ گئی۔ وہ اب بھی ہلکا ہلکا مسکرا رہی تھی۔

مصطفٰی بیڈ پر آتے ایک طرف ہو کر رضائی اوڑھتے لیٹ گیا۔

"قسم سے نورے آپ کی یہ ضد کسی دن میرا نقصان کروائے گی۔" مصطفٰی سوچ کر رہ گیا۔

NOVEL HUT

صبح اس کی آنکھ جلدی کھل گئی تھی صوفے سے اٹھتے اس کی نظر بیڈ پر سوتے سوتے مصطفٰی پر پڑی۔ اسے نا جانے اسے قریب سے دیکھنے کی تمنا ہوئی تھی۔ وہ کھڑے ہوتے چھوٹے چھوٹے قدم کہتے بیڈ کے نزدیک آکر کھڑی ہوئی تھی۔

"کتنا معصوم لگ رہا ہے سوتے ہوئے۔" نورے نے دل میں کہا۔

"مصطفٰی میں نہیں جانتی تھی حالات ایسے ہو جائیں گے ورنہ میں تم سے اپنے دل کی بات وہیں کہہ دیتی ۔ میں بھی تم سے بہت محبت کرتی ہوں مصطفٰی لیکن میں قسمت کے ہاتھوں مجبور تھی ۔ میرے لیے وہ راستے ہی بند ہونے لگے تھے جو تم تک آتے تھے۔" وہ دل میں اس سے مخاطب ہوئی ۔ کوشش یہی تھی کہ نیند نا ٹوٹے۔ وہ ہلکا سا کسمسایا تھا ۔نورے یکدم ہڑبڑا گئی ابھی وہ پیچھے ہٹتی کہ وہ آنکھیں کھلے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ کب جاگی۔" مصطفٰی نے نیند سے بھاری آواز میں پوچھا۔

"بس ابھی۔" نورے نے ہلکی آواز میں جواب دیا۔

"کیا ولیمے کا ٹائم ہوگیا۔" نیند میں ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں چھوٹی سی ہوگئی تھی۔

"ولیمہ رات کو ہے۔" نورے نے اسے یاد دلایا۔

"تو پھر مجھے سونے دیں فالتو میں جگا دیا۔" وہ سر پر رضائی اوڑھتے نیند سے بھاری آواز میں بولا۔

"میں نے کب جگایا۔" نورے کو حیرت ہوئی۔

NOVEL HUT

"اب آپ یوں مجھے گھوریں گی تو میں کیسے سو سکوں گا۔" رضائی سے اس کی بھاری آواز آئی تھی۔ نورے کے دل نے ایک بہت مِس کی۔

"مصطفٰی میں تمھیں نہیں گھور رہی تھی۔" اس کے چہرے کا رنگ پل میں بدلا تھا۔

"اچھا میں نے مان لیا اب مجھے سونے دیں۔" سر زرا سا باہر نکالتے اس کی طرف دیکھا پھر واپس سر رضائی میں گھسایا۔

"مجھے کیا میری بلا سے سوتے رہو ہُنہہ۔" وہ پیر پٹختی واشروم کی طرف بڑھی۔

اس کے جاتے اس نے خود پر سے رضائی ہٹاتے آٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی تھی۔ ایک ہاتھ سر کے پیچھے رکھتے اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔ اس کے چہرے پر بکھرے رنگ یاد کرتے وہ پورے دل سے مسکرایا تھا۔

"میں تو بنا آواز کے سب سُن سکتا ہوں، مجھے آپ کے دل کے حالات جاننے کیلئے کبھی لفظوں کی ضرورت نہیں محسوس ہوئی۔" واشروم کے دروازے کو تکتے اس نے دل میں کہا۔

☆★☆★☆★

"جلدی جلدی کرو ولیمہ آج رات کو ہے اگلی صبح نہیں۔" رحیم صاحب گھر کی بھگ دوس کو محسوس کرتے بولے۔

"بچے آرام سے کہا جا رہے ہو۔" ساحل کو روکتے انھوں نے کہا۔ جس رفتار سے وہ جا رہا تھا وہ ضرور گر جاتا اگر انھوں نے نا سنبھالا ہوتا۔

"تایا جان وہ شازم استری لے کر بھاگ گیا میں نے کپڑے پریس کرنے تھے اپنے وہاں تو بانو عوورتوں کے کپڑوں کے ساتھ لگی ہیں۔" اس کا گِلا سنتے انھیں ہنسی آئی لیکن وہ ضبط کر گئے۔

NOVEL HUT

"شازم واپس آؤ۔" انھوں نے شازم کو سختی سے پکارا۔ لیکن پھر بھی ان کی آواز میں نرمی تھی شازم سمجھ گیا تھا یہ بس ڈرامے والا غصہ ہے ان کا۔

"میں تو نہیں آرہا پاپا۔" مجال ہے جو اس پر کسی کی بات کا اثر ہو (نافرمان کہیں کا)۔

"چل مت دے مجھے چاہیئے بھی نہیں یہ لے یہ بھی پریس کر۔" ساحل نے کہتے اس کی طرف کپڑے پھینکے تھے۔ عین اسی وقت ابراھیم صاحب بھی وہاں پہنچے تھے۔

"اوئے میں تیرا نوکر لگا ہوں۔" اس نے کپڑے ہاتھ میں پکڑے کہا۔ اس کے انداز پر رحیم صاحب نا چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑے۔ شازم نے باپ کی طرف دیکھے ناک چڑھائی۔

"نہیں تو میرا بھائی ہے۔" آنکھیں چھوٹی کیے ساحل نے مکھن لگایا۔ ابراھیم صاحب ساحل کی بات پر مسکرائے تھے۔

"میں نہیں کرنے والا۔" شازم نے صاف منع کیا۔

"کیا تو چاہتا ہے میرا بہنوئی اپنے سالے کو اس کے کپڑوں کے استری نا ہونے پر تانے سنائے۔" اس نے ائیرو آچکا کر کہا۔ اس کی بات سنتے شازم کچھ سوچ میں پڑھ گیا ۔ ساحل نے ایموشنل بلیک میلنگ کے زریعے بات کو سنبھالنا چاہا۔ چاہے جو بھی ہو ایک دوسرے کے لیے تو وہ دونوں کچھ بھی کر سکتے تھے۔

"اس کا بدلہ میں تجھ سے لے کر رہوں گا۔" اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔

NOVEL HUT

"لے لینا۔" ساحل نے مسکرا کر سر کو جنبش دی جیسے کہنا چاہتا ہو میرے بھائی تجھے تو اجازت ہے ۔ رحیم صاحب دونوں کی کاروائی کو دیکھتے ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہو رہے تھے۔ ابراھیم صاحب کا بھی حال کچھ ایسا تھا۔

"اچھا بچوں جلدی کرو اب زیادہ وقت نہیں ہے ہم نے ان سے پہلے وہاں پہنچنا ہے تاکہ وہاں بھی سب مکمل کر سکیں۔" ابراھیم صاحب نے ہنسی کنٹرول کرتے کہا۔

"جی بابا سب ہو جائے گا آپ فکر نا کریں۔" ساحل نے مسکرا کر کہا۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"بچے تم نورے کو پارلر چھوڑ دو۔" ربینہ نے اسے حال سے گزرتے دیکھ اسے روکا تھا۔

"ممی میں۔" ربینہ نے اس کی بات ٹوکی۔

"تم اسے چھوڑ دو اس کی دوست وہیں ہے تو پھر اسے لینے بھی جانا ہوگا تمھیں۔" ربینہ کے کہنے پر اس نے سر ہلا دیا۔

"نورے بچے۔" اب کی بار انھوں نے نورے کو مخاطب کیا۔

NOVEL HUT

"جی ۔" ان کی طرف آتے اس نے کہا۔

"تمھیں مصطفٰی پارلر چھوڑ دے گا پھر جب تیار ہو جاؤ تو اسے فون کرنا یہ لینے آجائے گا۔"

ربینہ نے

"جی ٹھیک۔"

" ہم کچھ دیر میں نکل جائیں گے وہاں مہمان ہوں گے اس لئے پہلے جا رہے تم بھی وقت پر پہنچ جانا۔" مصطفٰی کی طرف دیکھے انھوں نے کہا۔

NOVEL HUT

"جی ممی۔"

"چلو اب لے کر جاؤ اسے۔" مصطفٰی نے ماں کی بات سنتے اسے دیکھا۔

"میں سامان لے آؤں۔"

"میں بہار آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔" اس کے کہتے وہ اوپر کی جانب بڑھی۔ اس کی واپسی کچھ دیر بعد ہوئی۔ مصطفٰی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس پر نظر پڑھتے وہ زرا آگے کو آیا۔

"مجھے دے دیں میں رکھ دیتا ہوں گاڑی میں۔" نورے نے کچھ بیگز اس کی جانب بڑھائے وہ اس سے لیتے مصطفٰی نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر رکھے۔

"تم کون سے کلر کے کپڑے پہن رہے ہو آج۔؟" سیٹ بیلٹ باندھے اس نے مصطفٰی کی طرف رخ کیا۔

"آپ نے دیکھیں تو ہیں۔"

"میں نے بس سرسری سے دیکھے تھے مجھے یاد نہیں کیا کلر تھا کیا سٹائل تھا۔" نوے نے کندھے اچکائے لاپرواہی سے کہا۔تو مصطفٰی نے بس ایک نظر اسے دیکھا پر وہ سانگ دیکھنے لگا۔

"بلیک سوٹ ہے میرا۔" مصطفٰی نے سامنے سڑک پر نظریں ٹکائے کہا۔

"اچھا تم پر پیارا لگے گا۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔

"واقعی کیا۔" مصطفٰی نے حیران ہوتے پوچھا۔ تو نورے نے مسکرا کر سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"مجھے کال کریئے گا میں آجاؤں گا لینے۔" اسے وہاں اتارے مصطفٰی نے کہا۔تو وہ سر ہلاتی آگے بڑھی۔

"سنیں۔" ابھی وہ چند قدم ہی لے پائی تھی جب مصطفٰی کی آواز پر رُکی۔پیچھے مڑ کر اسے دیکھا۔

NOVEL HUT

"اپنا دھیان رکھیئے گا۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے مصطفٰی بولا۔ نورے نے آنکھیں چھپکا کر تسلی دی پھر وہ مسکراتے ہوئے اندر کی جانب بڑھی۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے گاڑی پر سوار ہوتے اپنے منزل کی جانب بڑھا تھا۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"نورے میری جان کیسی ہو۔" عائشے زور سے اس کے گلے لگی تھی۔

"میں ٹھیک۔" اس سے الگ ہوتے نورے نے مسکرا کر کہا۔

"میں اتنی خوششش ہوں میں بتا نہیں سکتی یار۔ فائنلی وہ ہوا جو میں چاہتی تھی۔ اب بھی تم یہی کہنا تمھیں اس سے محبت نہیں۔" اس کے دونوں ہاتھ تھامے وہ خوشی کے مارے بولی تھی۔ اس کا بس چلتا تو وہ اچھل اچھل کر، چیخ چیخ کر سب کو بتاتی۔

"یہ باتیں ہم بعد میں کریں۔" نورے نے اس کا ہاتھ ہلکا سا دبا کر کہا۔

"ہاں ہاں چلو بچی شرما گئی۔" عائشے نے ہنستے ہوئے اپنے کندھا اس کے کندھے سے لگایا۔

NOVEL HUT

"کچھ بھی ہاں۔" نورے نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ اب عائشے سے پیچھا چھڑانا ناممکن تھا۔

☆★☆★☆★

"ارے اچھا ہوا آپ وقت پر پہنچ گئے ورنہ مہمانوں کو کون سنبھالتا۔" خلیل صاحب نے شکر گزار نظروں سے انھیں دیکھا۔

NOVEL HUT

"خلیل صاحب مہمان تو ہمارے بھی ہیں نا۔" ابراھیم صاحب نے مسکرا کر کہا تو خلیل صاحب بھی مسکرائے کہہ تو وہ ٹھیک رہے تھے۔

"ریبنہ نورے ابھی تک آئی نہیں۔" ریحانہ نے ان سے ملنے کے بعد نورے کے بارے میں پوچھا۔

"وہ پارلر گئی ہے آجائے گی تھوڑی دیر میں۔" ریبنہ نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا اور مصطفٰی۔" انھیں وہ کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

"وہ بھی بس آنے ولا ہوگا۔لو آگیا۔" ریبنہ کی نظر بات کرتے ہوئے سامنے سے آتے مصطفٰی پر پڑی۔

"اسلام علیکم خالہ۔" ان کے قریب آتے وہ ان کے سامنے جھکا تھا۔

"وعلیکم سلام ماشاءاللہ ماشاءاللہ میرا بچا کتنا پیارا لگ رہا ہے اللہ پاک نظر بد سے بچائے۔" ہمیشہ کی طرح ریحانہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔

"آمین۔" ربینہ نے مسکرا کر کہا۔

"بہت پیارے لگ رہے ہو۔ خود تو شادی کر لی اور ہم بچارے دیکھو سب کی نظر ابھی بھی تم پر ہے۔"

NOVEL HUT

"تم پر تو محبت کا خوب روپ چڑھا ہے برو۔" ارمان کے شریر سے لہجے پر وہ سر جھکائے ہلکا سا مسکرا دیا۔ ارمان اس پر صدقے واری ہوا تھا۔ اس نے دل میں اس کی خوشیوں کے لیے دعائیں کی تھی۔

"تم کب آئے۔" مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھتے پوچھا۔

"بس کچھ دیر پہلے۔" ارمان نے کندھے اُچکا کر کہا۔

"ارے دُلہا آگیا اور کسی کو خبر بھی نا ہوئی۔" ساحل نے قریب آتے مسکر آکر کہا۔

NOVEL HUT

"اسلام علیکم۔" مصطفٰی نے مڑتے سلام کیا تھا۔

"وعلیکم سلام ماشاءاللہ بہت پیارے لگ رہے ہو۔" ساحل نے اس کی تعریف کی تھی۔

"شکریہ۔" ساحل نے سر ہلا کر شکرانہ وصول کیا۔

"نورے کہاں ہے۔" ساحل نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تھی۔

"وہ پارلر تیار ہونے گئی ہے۔" مصطفٰی نے آرم سے پرایا تو وہ سر ہلا گیا۔

"ہاں عائشے بھی اس کے ساتھ ہے میں نے ہی اسے بھیجا تھا تاکہ وہ اس کے ساتھ رہے۔" ریحانہ نے کہتے سب کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"یہ تو بہت اچھا کیا۔" یہ بولنے والے ابراھیم صاحب تھے۔

"چلو مصطفیٰ تمھیں مہمانوں سے ملواتا ہوں۔" ساحل اُسے لیے مہمانوں کی طرف بڑھا۔

☆★☆★☆★

"نورے کیا یہ تم ہو۔" وہ تیار ہوتے جیسے ہی عائشے کی طرف مڑی وہ منہ کھلے بولی تھی ۔

NOVEL HUT

"اوور ہوگیا ہے کیا بہت۔" نورے کو لگا شاید وہ بُری لگ رہی ۔

"ارے میری جان تم اتنی پیاری لگ رہی کہ میں بتا نہیں سکتی ۔"

"تھوں تھو تھو۔"اس نے اپنی آنکھ سے کاجل اُنگلی کی پور میں بھرتے اس کے کان کے پیچھے لگایا تھا۔

"یہ کام میری دادی کرتی تھی نظر سے بچانے کے لیے۔" نورے کو حیرانگی سے خود کو دیکھتا پاکر اس نے خود ہی وجہ بتائی تھی۔

"اب اپنے میاں کو کال کرو کہ ہمیں لینے آئے۔" عائشہ نے اپنے ہاتھ جھاڑے کہا۔

"میں کیسے تم کرو۔" نورے نے جھجھکتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں کروں میا تمھارا ہے یا میرا۔" عائشے نے جیسے کندھے اُچکائے۔ بھئی تم ہی کرو مجھے کیا لینا دینا۔

"عائشے۔" نورے نے دانت کُچکچائے۔

"نورے جلدی کرو ورنہ ہم یہی رہ جائیں گے اور فنکشن ہمارے بغیر ہوجائے گا۔" عائشے کے بولنے پر اسے اندازہ ہوا تھا۔ اگر وہ لوگ وقت پر نا پہنچی تو فنکشن واقعی ان کے بغیر ہو جانا تھا۔ اس نے فون نکال کر مصطفٰی کا نمبر ملایا۔

"ہیلو۔" نورے نے فون کان سے لگایا جب دوسری طرف سے مصطفٰی کی آواز گونجی۔

NOVEL HUT

"مصطفٰی میں ریڈیو ہوں تم لینے آجاؤ۔" نورے نے بنا ادھر ادھر کیے سیدھا مدّے کی بات کی۔

"جی میں بس آرہا۔" مصطفٰی نے کہتے کال بند کی اور پھر وہ باہر کی جانب بڑھا۔

"کہاں چلے میاں۔" ارمان اس کا بازو پکڑے اس کے سامنے آیا تھا۔

"وہ تیری بھابھی کو لینے۔" مصطفٰی نے جلدبازی میں نکلتے اسے دیکھے کہا۔

"میں بھی چلتا ہوں۔" پوچھا نہیں بتایا گیا۔

"واہ میاں مطلب وہ میری بھابھی تم تو بالکل دیسی ہوگئے ہو۔" گاری میں بیٹھتے اسے مصطفٰی کی کچھ دیر پہلی کہی بات یاد آئی۔

"کیا مطلب۔" مصطفٰی چہرہ اس کی جانب موڑ حیرت میں مبتلا ہوا۔

"وہی ارے او میرے بچوں کی ماں اور تمھاری بھابھی مطلب اب نام بھی لینے میں شرم آرہی ہے تمھیں ۔چلو عورتیں کریں تو سمجھ میں آتا ہے لیکن تو۔" اس ادھر ادھر کی باتیں مصطفٰی نے اب جاکر اس کی بات پر غور کیا تھا۔ بات سمجھ آنے پر اس کے گلے دہکنے لگے تھے۔

"دیکھا دیکھا اب تو شرما رہا ہے۔" ارمان نے انگلی سے اس کے گالوں کی طرف اشارہ کیا۔

"میں کب شرما رہا۔" اس نے نظریں چرائی تھی۔

"یہ تو تو مان نہیں رہا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا ۔ مصطفٰی اب سوچ چکا تھا وہ اس کے سامنے پھر کبھی ایسے کھلے عام کچھ نہیں کہے گا۔بندے کو شرمندہ کرکے رکھ دیتا ہے یہ بندہ۔

"اگر تو پولیس والا نا ہوتا تو میں تجھے اس وقت گاڑی سے باہر پھینک چکا ہوتا۔" مصطفٰی نے سمانے نظریں ٹکائے کہا۔

NOVEL HUT

"کیوں تجھے پولیس سے ڈر لگتا ہے۔" ارمان نے شرارتی لہجے میں کہا۔ مصطٰی آنکھیں موٹی کیے اسے دیکھا لگا۔

"اچھا نہیں کہتا کچھ اب گاڑی چلا۔" اس کی نظروں کو محسوس کرتے وہ جیسے ہتھیار ڈالتے بولا۔ مصطفٰی نے اب جا کر کہیں سُکھ کا سانس لیا تھا۔

"تم یہی رکو میں بس انھیں لے کر آیا۔" پرلر پر رُکتے مصطفٰی اسے وہیں رہنے کا کہتا اندر کی جانب بڑھا۔

"جیجو اچھا ہوا آپ آگئے اب یہ سب سامان پکڑیں اور اپنی بیوی کو بھی سنبھالیں میں تو چلی۔" عشے جیسے موقع کی تلاش میں تھی تمام چیزیں اس کے ہاتھ میں تھماتے وہ اپنا لباس سنبھالتی باہر کو بھاگی۔

~ احساس کی روح سے رقسم دل کی رفتار کچھ انوکھی تھی

سنو اگر وہ سامنے آجائے تو دیدار کا عالم کیا ہوگا۔۔

وہ اپنا پلو ٹھیک کرتے ہوئے باہر نکلی ۔ مصطفٰی پلک جھپکانا بھول گیا۔ اس نے سلور کلر کی پیروں تک آتی میکسی پہن رکھی تھی جس پر ہلکا ہلکا سیاہ کام ۔ کانو میں سلور اور بلیک کلر مکس جھمکے تھے جو اس کے لباس کی طرح کی چمک رہے تھے گلے میں ایک سلور کلر کا چین جس میں ہیرے کی شکل نما نازک سا لاکٹ لٹک رہا تھا ۔ اس کے سیاہ بال جوڑے میں قید تھے ۔ تھوڑا تھوڑا میک اپ اور اس کے نقوش وہ اس حد تک پیاری لگ سکتی ہے مصطفٰی نے سوچا تک نا تھا ۔ اسی پل نورے نے نظر اُٹھائی نظروں سے نظریں ملی اس کا پلو کو ٹھیک کرتا ہاتھ رُک گیا۔ وہ بلیک سوٹ پہنے ہوئے تھا ایک ہاتھ میں گھڑی پہنے ہوئے

بالوں کو جیل سے سیٹ کر رکھا تھا لیکن اس کے بالوں کا گھنگھریالہ پن واضح تھا وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔ نورے پلک جھپکے بغیر اُسے تکتی رہی۔

مصطفٰی ہوش میں آتے زرا سنبھل گیا اور اُسے یوں خود کا تکتا پا کر زرا سا مسکرایا۔ نظروں کی تپش محسوس کرتے جیسے وہ بیدار ہوئی تھی۔

"چلیں۔" اس کے پاس آتے نرمی سے کہا۔

NOVEL HUT

"آہاں چلو۔" وہ اپنا لباس سنبھالتی بولی۔ مصطفٰی نے اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔ وہ کچھ ہچکچائی تھی۔اس نے مصطفٰی کی طرف دیکھا تو اس نے ہاتھ پکڑنے کا اشارہ کیا۔

"آپ گر جائیں گی آپ کا ڈریس بھی بہت بھاری ہے۔" اس کی بات درست تھی نورے کو اس لباس میں چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ ایک لمبا سانس لیتے نورے نے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔اس نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھاما۔اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ دیکھ وہ ہلکا سا مسکرایا مگر نورے دیکھ نا سکی۔

"ایکسکیوز می ڈرائیور صاحب آپ گاڑی میں بیٹھے وہ لوگ بس آرہے ہیں۔" عیش اپنا لباس سنبھالتے گاری تک پہنچی تھی۔

NOVEL HUT

"سوری۔" ارمان کو کچھ سمجھ نہیں لگی۔

"میں نے کہا گاڑی میں بیٹھئے۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے گاڑی میں بیٹھنے کا کہا۔

"مِس عائشہ آپ کچھ غلط سمجھ رہی ہیں۔" ارمان نہایت تحمل سے بولا تھا۔

"واٹ آپ کو میرا نام کیسے پتا۔" عائشے کی آنکھیں پوری کھلی تھی۔

"مجھے تو اور بھی بہت کچھ پتا ہے۔" ہاتھ سینے پر باندھے نہایت آرام سے کہا۔

"دیکھیں آپ تمیز سے بات کریں ورنہ میں جیجو سے آپ کی شکایت کروں گی تو آپ کی نوکری تو گئی۔" اسے ہاتھ اٹھاتے جیسے دھمکی دی۔

"کوشش کر کے دیکھ لیں۔" کندھے اچکا کر کہا گیا۔

"اتنا ایٹیٹیوڈ۔۔دو منٹ صبر کریں۔" دو انگلیاں اٹھاتے اسے دو منٹ رُکنے کو کہا۔ اتنے میں نورے اور مصطفٰی آتے ہوئے دکھائی دیے۔

"جیجو یہ آپ کا ڈرائیور بہت بد تمیز ہے آپ اِسے ابھی نوکری سے نکالیں۔" عائشے کی شکایت پر وہ لب بھینچے مسکرایا تھا۔

"کون سا ڈرائیور۔" مصطفٰی کو حیرت ہوئی وہ تو کسی ڈرائیور کو ساتھ نہیں لائے تھے۔

NOVEL HUT

"یہ اور کون۔" باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر ارمان کی طرف اشارہ کیا۔ مصطفٰی نے بروقت اپنی ہنسی کنٹرول کی تھی

"عائشے وہ مصطفٰی کے دوست ہیں۔" نورے نے اسے باور کروایا۔

"آپ کا دوست۔" اس نے مصطفٰی سے جاننا بھی ضروری سمجھا۔

"جی بلکل۔" مصطفٰی کے جواب پر اس نے تھوک نگلا تھا۔بتیسیاں نکالے اس کی طرف دیکھا۔

"اور آپ جسے ڈرائیور کہہ رہی وہ ایس ایس پی ارمان چوہدری ہے۔" اوریہ ارمان نے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

"ایس پی ۔۔" عائشہ کے منہ سے حیرت کے مارے نکلا تھا۔ نورے کو اس کی حالت پر ہنسی آئی تھی۔ مصطفٰی الگ لب بھینچے ہنسنے سے خود کو روکے ہوا تھا دوسروں کر ڈرقنے والی کا پالا آج ایک پولیس والے سے پڑا تھا۔

"ایس ایس پی میڈم۔" ارمان نے تصحیح کی۔

"ہاں تو مجھے تھوڑی پتا تھا۔" اُس نے خود کو سنبھالتے یوں کہا جیسے اسے تو زرا برابر بھی فرق نہیں پڑھتا۔

NOVEL HUT

"کیا واقعی۔" ارمان نے بھنویں اٹھا کر پوچھا۔

"جی بالکل۔" اس نے آنکھیں جھپک جھپک کر گویا اسے یقین دلان چاہا۔

"اچھا اب تم لوگ لڑو نہیں چلو بیٹھو دیر ہو رہی۔" مصطفٰی نے انھیں لڑنے سے باز رہنے کو کہا۔

"میں تو بیٹھ رہی آپ سب اپنا اپنا دیکھ لو۔" اس نے فرنٹ ڈور کھلتے اپنی جگہ سنبھالی۔

"میں گاڑی ڈرائیو کروں گا تم پیچھے بھابھی کے ساتھ بیٹھو۔" ارمان نے مصطفٰی کی طرف دیکھے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

"ہیلو آپ ادھر کیوں بیٹھ رہے۔" اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے دیکھ عائشے نے اشارہ کرتے کہا۔ جیسے وہ بنا اشارے کے گونگا بہرا ہے نا۔

"میں جہاں بھی بیٹھوں آپ کو اس سے کیا۔" ارمان نے جیسے اسے مزید تپایا۔

"دیکھیں یہاں میرے جیجو نے بیٹھنا ہے۔" عائشے نے اسے وارن کیا۔

"دیکھیں مس جہاں تک میرا خیال ہے وہ نیو میرڈ کپل ہیں تو میرے خیال سے اُنھیں ساتھ میں بیٹھنا چاہیئے نہیں۔" اس کی طرف دیکھے ارمان نے بہت تحمل سے کہا۔

"ہاں یہ تو میں بھی سوچ رہی تھی پر چلیں کوئی نہیں۔" اس نے سارا کریڈٹ خود پر لینا چاہا تھا۔

"کتنا اچھا سوچ لیتی ہیں آپ۔" ارمان نے منہ بناتے کہا۔

"ہنا۔" عائشے نے جیسے واقعی سچ مان لیا۔ ارمان اپنا سر تھام کر رہ گیا یہ کون سی آفت سے اس کا پالا پڑا تھا۔

مصطفٰی نے سارے بیگز پیچھے ڈِکی میں رکھے تھے تب تک نورے بیٹھ چکی تھی دوسری طرف سے خود بھی آکر پچھلی سیٹ پر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"فائنلی مرمر کے پہنچ گئے یہی گاڑی کوئی اور چلاتا تو ہم دس منٹ میں یہاں ہوتے۔" گاڑی سے اترتے عائشے نے اترا کر کہا۔

"تو آپ نے کیوں نہیں چلائی گاڑی۔" ارمان بھی باہر نکل چکا تھا اس کی طرف دیکھے اسے چلانے کی آفر کی تھی۔

"مجھے چلانی آتی تو میں چلا نا لیتی۔" کندھے اُچکا کر کہا۔

مصطفٰی نے نورے کی طرف کا دروازہ کھولا تھا۔ اس کے بھاری لباس کا خیال کرتے اس نے جھک کر نورے کی جانب اپنے ہاتھ بڑھایا۔ نورے اس کا ہاتھ تھامے اپنے لباس سنبھالتی باہر نکلی تھی۔

"اوئے ہوئے۔" عائشے کی نظر دونوں پر پڑی تھی۔ ارمان نے دونوں کو دیکھے مسکراہٹ ضبط کی۔ عائشے نے باقاعدہ منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"ہم نے کچھ نہیں۔ دیکھا ۔۔ دیکھا کیا۔" عائشے نے آرمان کی طرف دیکھے کہا آنکھوں سے کچھ اشارہ بھی کیا تھا اس کی حرکت پر ارمان نے لب بھینچے مسکراہٹ ضبط کی ۔ مصطفٰی نے نورے کی جانب دیکھا وہ اپنے آپ پر قابو پاتی اپنا پلو ٹھیک کرنے لگی۔

"نہیں تو۔" وہ جو کچھ دیر گدھے گھوڑوں کی طرح لڑ رہے تھے اب اچانک جیسے بہت قریبی دوست بن گئے تھے۔

"چلو ہم اندر بتا کر آتے تم دونوں کی انٹری پھر ساتھ ہوگی ۔یہی رُکو اب ہلنا مت۔" ارمان نے کہتے اسے بھی ساتھ چلنے کو اشارہ کیا وہ تن فن کرتی اس کے ساتھ چل پڑی ۔

"آپ کو ہیلز میں پریشانی ہو رہی تو آپ اتار دیں۔" اس کی طرف دیکھے فکر مند لہجے میں کہا۔ اسے پتا تھا اسے ہیلز پہننے کی عادت نہیں اسے دشواری ہو رہی ہوگی ۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔" نورے نے نرمی سے کہا۔

"پکی بات ہے۔" مصطفٰی نے یقین کرنا چاہا تو نورے نے اسے سر ہلا کر تسلی دی ۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

"ارے میرے بچے ماشاءاللہ آجاؤ بسم اللہ کرو۔" ربینہ نے خوش دلی سے کہا ۔ تو وہ دونوں اندر کی جانب بڑھے تھے ۔ مصطفٰی نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔

اندر حال میں جیسے ہی شور اٹھا سب کی نظر دونوں پر رُک گئی ۔

روشنیوں کی چمک دھمک میں وہ اس کا ہاتھ تھامے چلے آرہا تھا لوگ ان کی طرف دیکھتے صدقے واری ہورہے تھے ایسا لگتا تھا جیسے وہ ایک دوسرے کے لئے ہوں بلکل ایک دوجے کے واسطے ۔

سٹیج پر چڑھتے وقت مصطفٰی نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا اس کا لباس بھاری ہونے کی بن پر اسے اوپر چڑھتے مشکل پیش آرہی تھی مصطفٰی نے جھکتے اس کی میکسی کا کنارہ پکڑے ہلکا سا اوپر اٹھایا تھا کہیں اس کا پیر نا اٹک جائے اور وہ گِرنا جائے ۔ اُن کے سٹیج پر چڑھتے ہال تالیوں سے گونج اٹھا ۔

پھر باری باری کر کے سب اُنھیں مبارک باد کہنے ان کے پاس جانے لگے ۔

ان کے آنے سے پہلے رحیم صاحب نے سب کچھ صاف لفظوں میں بیان کیا تھا کہ کیسے ایک غلط فہمی کی وجہ س وہ ایک غلط فیصلہ کر چکے تھے لیکن وقت رہتے وہ فیصلہ صحیح ثابت ہوا جو کہ نورے اور مصطفٰی کے روپ میں ان کے سامنے تھا۔

"کیا آپ کو بھوک لگ رہی ہے۔؟" بیٹھنے کے کچھ وقت بعد مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھتے فکرمند لہجے میں پوچھا۔

NOVEL HUT

"نہیں۔" ایک لفظی جواب موصول ہوا۔

"کیا آپ تھک گئی ہیں۔" کچھ دیر بعد ایک اور سوال کیا۔

"نہیں۔"

"آپ کو کچھ چاہیئے۔" اس کی جانب چہرہ موڑے مصطفٰی نے کہا۔

"مصطفٰی مجھے کچھ چاہیئے ہوگا میں خود تم سے کہوں گی تم پریشان مت ہو۔" کچھ دیر بعد مصطفٰی جب دوبارہ بولا نع نورے نے بہت آدام سے یہ سب کہا۔ تو وہ سر ہلاتا ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

NOVEL HUT

"بور تو نہیں ہو رہی۔" کچھ وقت بعد مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھے پوچھا وہ کچھ کھوئی کھوئی سی لگی اسے لگ شاید وہ بعد ہو رہی ہے۔

"بچوں تم لوگوں نے کچھ کھایا نہیں ہوگا آجاؤ کچھ کھا لو فنکشن تو ویسے بھی ختم ہوا مہمان بھی جا چکے بس ہمارے گھر والے ہی موجود ہیں اب یہاں۔" رحیم صاحب اسن کے نزدیک آتے بولے تھے ۔ تو وہ دون اٹھتے نیچے تیل کی جانب بڑھے تھے ۔

"ہائے بہت بھوک لگی ہے مجھے تو۔" بیٹھتے ہی نورے نے ہلکی آواز میں کہا ۔

"تو آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔" مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

"وہ تو مجھے بس تھوڑی تھوڑی لگ رہی تھی لیکن اب کھانا دیکھ کر بھوک بھی بڑھ گئی۔" اس نے بچوں جیسے انداز میں کہا تو مصطفٰی سر دائیں بائیں ہلا گیا۔

"میں سرو کروں۔؟" اسے سالن ڈلتا دیکھ مصطفٰی نے پیشکش کی۔ اس نے چمچ چھوڑتے جیسے اسے اجازت دی ۔ تو وہ مسکراتے ہوئے تھوڑا آگے کو ہوتا اس کی پلیٹ میں بریانی ڈال گیا۔

"شروع کریں۔" وہ مسکرا کر بولا تو اس نے کھانا شروع کیا۔کھانا کھاتے مصطفٰی اسے دیکھتا رہا تھا ۔اور وہ پوری طرح سے کھانے میں مصروف تھی ۔

کھانے سے فارغ ہوتے وہ تمام گھر والوں کی طرف آئے تھے۔جہاں مصطفٰی کے دادیال سب موجود تھے۔

"ہماری بہو تو بہت پیاری ہے ماشاءاللہ۔" مصطفٰی کی دادی نے آگے بڑھتے بہت محبت سے نورے کا چہرہ چھوتے ربینہ سے کہا ۔

"جی امی یہ بات تو ہے۔" ربینہ نے مسکرا کر کہتے ان دونو کی جانب پیار بھری نظروں سے دیکھا۔

" اللہ تمھارے نصیب اچھے کرے۔" دادی بہت پیار سے اس کی طرف دیکھتی بولی ۔

"آمین۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔

NOVEL HUT

"ویسے ہمارا مصطفٰی بھی کچھ کم نہیں ہے۔" دادی نے مصطفٰی کی طرف دیکھا۔تو وہ مسکرایا۔ نورے بھی مسکرا رہی تھی سچ ہی تو کہہ رہی تھی دادی کیا وہ کسی سے کم تھا ۔ دادی نے آگے بڑھتے دون کی نظر اتاری تھی۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں۔" مصطفٰی کی پھپھو ان کے قریب آتے بولی۔

"نگینہ تم کہاں رہ گئی تھی۔" دادی نے ان کی طرف دیکھے پوچھا۔

"بس وہ پیچھے زرا انتظام وغیرہ دیکھ رہی تھی کہ لڑکی والوں نے کچھ کیا بھی ہے یا بس ایویں چمک دھمک لگائی ہے۔" انھوں نے ناک چڑھاتے کچھ اس انداز زمیں کہاکہ نورے ان کی طرف دیکھنے لگی اس کی مسکراہٹ پھیکی پڑی تھی۔ مصطفٰی بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

"تو تم نے دیکھ لیا نا ہماری بہو کے گھر والوں نے تقریب کا نظام بہت اعلیٰ رکھوایا تھا سب مہمان خوش تھے۔" دادی نے خوشگوار انداز میں کہا۔

"جی سو تو ہے۔" آخر کار انھوں نے مانا تو۔

"تو مصطفٰی یہ ہے تمھاری وہ کزن جس کا ذکر تم اکثر کیا کرتے تھے۔" پھپھو اب مصطفٰی کی جانب بڑھی۔

"جی پھپھو۔" اس نے مسکرا کر نورے کی طرف دیکھا۔

NOVEL HUT

"میری بات کا برا مت ماننا لیکن تم دونوں کی عمر کا واضح فرق فلحال تو سب نیا نیا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ پتہ لگ جائے گا کہ عمر کی کیا حیثیت ہوتی ہے۔" انھوں نے رخ نورے کی طرف کرتے کہا۔

"پھپھو میرے لئے یہ سب باتیں معنی نہیں رکھتی۔" مصطفٰی نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔ نورے نے پیار بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمھارے لئے رکھے نا رکھے ہمارے لئے تو رکھتی ہیں خاندان میں ہماری اتنی عزت ہے۔" نورے خاموشی سے ان کی باتیں سن رہی تھی۔

"تو کیا اس بات سے آپ کی عزت خراب ہو جائے گی۔" مصطفٰی کو اُن کی باتیں عجیب لگی تھی۔

"اس بات سے نا سہی اس کا رنگ دیکھ کر ضرور ہو جائے گا سب خراب ، لوگ ہمارے پیچھے باتیں کریں گے۔" نورے کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی تھی۔ مصطفٰی کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"بس کر دیں پھپھو۔" مصطفٰی کو اب غصہ آنے لگا تھا۔ اس کی تیز آواز پر اس ریبنہ اور خلیل صاحب ان کی طرف آئے تھے ۔ ابراھیم صاحب اور باقی سب بھی وہاں جمع ہوئے تھے۔

NOVEL HUT

"کیا غلط کہا میں نے لوگ باتیں تو بنائیں گے یہ لڑکی جہاں جائے گی منحوسیت پھیلائے گی۔" انھوں نے نورے کی طرف چبھتی نگاہوں سے دیکھا۔ نورے کی آنکھوں میں نمی جھلکی تھی۔ ارمان بھی وہاں پہنچا تھا ۔ عائشے جو اپنی تصویریں بنانے ادھر ادھر ہو رہی تھی آواز سنتے وہ بھی اس طرف آئی تھی۔جہاں ایک الگ ہی سماں تھا۔

"پھپھو اب میں آپ کی ایک اور بات نہ سنوں گا ورنہ۔۔" مصطفٰی نے خود کو کنٹرول کرتے بہت آرام سے کہا ورنہ اس وقت اس سے نرمی کی امید شاید ہی کی جا سکتی تھی۔

"ورنہ کیا کرو گے تم۔" انھوں نے الٹا اسے سنایا۔

"نورے نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے اسے کچھ اور کہنے سے روکا۔" وہ اس کی طرف دیکھ کر رہ گیا وہ اتنا کچھ کہہ رہی تھی اوپر سے انھیں کچھ کہنے کے بجائے سے نورے اسے ہی چپ رہنے کے کہہ رہی تھی۔

"پھپھو۔" مصطفٰی کی آواز حد سے زیادہ اونچی تھی اتنا کہ ایک حد تک نورے بھی سہم گئی تھی۔ اس کی حالت سمجھتے مصطفٰی نے لمبی لمبی سانسیں لیتے خود کو پُرسکون کرنا چاہا۔

"نگینہ بس کرو یہ کیا تماشہ لگایا ہے تم نے کیا یہ سب کرنے کے لئے ہم نے تمھیں اپنی خوشی میں شامل کیا تھا۔" خلیل صاحب نہایت سختی سے بولے تھے۔

"بھائی صاحب آپ اس لڑکی کے لئے میری بے عزتی کر رہے ہیں۔" انگلی اپنی طرف اٹھاتی وہ کہنے لگی جیسے انھیں تو کوئی کچھ کہہ ہی نہیں سکتا پھر چاہے وہ کسی سے کچھ بھی کہتی پھرے۔

NOVEL HUT

"نور رکیں۔" مصطفٰی کے کہنے پر بھی وہ نا رکی۔نورے کے لیے وہاں رکنا مشکل ہو رہا تھا اسے لئے وہ اپنا لباس سنبھالتی باہر کو بھاگی تھی۔عائشے نم ہوتی آنکھوں سے اپنی جان سے عزیز دوست کو دور جاتے ہوئے دیکھنے لگی۔

"اگر وہ دوبارہ اس مراحل سے گزری جن سے وہ بچپن میں گزری تھی تو یاد رکھیئے گا میں چھوڑوں گا نہیں۔" انگلی اٹھا کر نہایت سخت لہجے میں نگینہ کی طرف دیکھتے اس نے کہا۔ اس کی غصیلی آنکھیں دیکھ وہ پل بھر کو ڈری تھی۔

"کہاں جا رہی ہیں۔" مصطفٰی اس کے پیچھے آتا اسے پکار رہا تھا اور وہ آگے کو بڑھ رہی تھی بنا رکے بنا پیچھے مڑے۔

NOVEL HUT

"یہ یہ دیکھا آپ نے جس نے کبھی مجھ سے اونچی آواز میں بات تک نہیں کی وہ اس طرح مجھ پر چلا کر گیا ہے۔" خلیل صاحب کی جانب دیکھتے انھوں نے کہا۔ ایسے جیسے ان پر بڑا ظلم ہوا ہو۔

"پلیز رکیں میری بات سنیں۔" اس کے نا رُکنے پر مصطفٰی نے بھاگ کر اس کا بازو تھاما تھا۔ورنہ تو وہ رُکنے ک نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"مجھے کچھ وقت چاہیئے مصطفٰی یہ الفاظ میرے لئے نئے نہیں ہیں لیکن شاید آج میری ہمت کچھ کمزور ہوگئی ہے۔"اس سے بازو چھڑاتے وہ نم۔لہجے میں بولی۔

"نور آپ ان کی باتوں پر زیادہ دھیان مت دیں ان کا کام ہے وہ یوں ہی کہتی ریتی ہیں۔" مصطفٰی نے اسے آرام سے سمجھانا چاہا اس وقت اس کا اداس پن دور کرنے سے زیادہ مصطفٰی کے لیے کوئی کام ضروری نہیں تھا۔

"میں کیسے دھیان نا دوں مصطفٰی وہ اتنا زہر گھول گئی میں نے کیا بگاڑا ہے کسی کا اگر میں ایسی ہوں کیا اس میں میری غلطی ہے ؟ لوگ کیوں نہیں سمجھتے کہ دوسروں کو بھی تکلیف

ہوتی ہے ان کی باتوں سے دوسروں کے سینے میں بھی دل ہوتا پتھر نہیں اس میں چبن ہوتی ہے میں نے سوچا تھا کہ میں اس تکلیف سے نکل جاؤں گی لیکن کیا یہ لوگ مجھے نکلنے دیں گے مصطفٰی سوچا تھا آج میرے لئے خوشی کا دن ہے ایک نئی شروعات کیا یہ لوگ مجھے خوش رہنے دیں گے ۔بولو مصطفٰی ۔" مصطفٰی کی آنکھوں میں دیکھتے وہ جیسے بہت درد سے بولی تھی ۔ اس سے کھڑا ہونا مشکل ہورہا تھا نیچے بیٹھتے وہ زور زور سے رونے لگی تھی اتنا کہ اس کا جسم ہچکولے لینے لگا تھا۔ مصطفٰی جس چیز سے ڈر رہا تھا آخر کو وہی ہوا ۔ کچھ پل کو اس کے ہاتھ ضرور لرزے تھے مگر اس وقت اس کے لیے اس سے زیادہ ضروری کچھ نہیں تھا۔

پل بھر کو وہ رُکا تھا دانتوں پر دانت جمائے اس نے آنکھیں بند کر کہ مٹھیاں بھینچی تھی آنکھیں کھولے اس نے نیچے بیٹھی نورے کو دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں سرخ رنگ اُترا تھا ۔نیچے جھکتے اسے بازو سے تھامے اٹھایا۔ پھر وہ اس کی کلائی تھامے اسی جانب بڑھا جہاں سے کچھ وقت پہلے آیا تھا۔

"مصطفٰی کہاں لے جارہے ہو مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔" نورے نے روتے ہوئے اس سے پوچھا لیکن جواب ندار۔

"مصطفٰی چھوڑو مجھے تم سن رہے ہو۔" نورے نے اپنی کلائی پر بندھا اس کا ہاتھ ہٹانا چاہا مگر وہ اس قدر مضبوطی سے تھاما تھا اکہ وہ انچ بھر بھی نھیں ہلا سکی۔

"یہ لڑکا آج مجھ سے اتنا سب کہہ گیا اور آپ سب ایسے ہی کھڑے ہیں۔" ان کی سوئی اب بھی وہیں اٹکی تھی۔ نورے کے گھر والوں کی آنکھوں میں صرف دکھ تھا۔ ان میں سے کسی نے کچھ نہیں کہا تھا ابھی تک ۔ساحل بھی لب بھینچے کھڑا تھا۔ اور شازم سر جھکائے ایک طرف کھڑا تھا۔

"کیا کہہ دیا میں نے ایسا پھپھو جو آپ کو اتنی تکلیف ہو رہی۔" بنا لحاظ کیے۔ مصطفٰی بولا۔ اس کی آواز پر سب کی نظر اس جانب اٹھی تھی جہاں وہ نورے کی کلائی تھامے آنکھوں میں سُرخ انگارے لیے کھڑا تھا۔

"یہ جو اس منحوس۔"

"دوبارہ میری بیوی کو اس نام سے مت بلائیے گا میں برداشت نہیں کروں گا دوسری بار۔" اس نے اتنے مضبوط لہجے میں اور اتنی سختی سے کہا کہ ارمان بھی اس کے انداز پر اسے دیکھنے لگا تھا۔ نگینہ کو چپ سی لگ گئی۔ اس کا یہ انداز شاید سب کے لیے ہی نیا تھا۔

"اور کیا کہہ رہی تھی آپ ؟ یہ لڑکی میری زندگی میں خدا کا نور ہے میری خوشی کا واحد زریعہ یہ جہاں جاتی ہیں صرف محبت پھیلاتی ہے کیا ایسے لوگوں کو اس نام سے بلایا جاتا ہے ؟ وہ

جیسی بھی ہیں مجھے عزیز ہے میرے لئے نور دنیا کی حسین ترین لڑکی ہے میں نہیں مانتا میرے لئے ان سے بہتر کوئی ہو سکتا تھا ۔ کوئی کچھ بھی کہے مجھے اس سے زرا برابر فرق نہیں پڑھتا کیوں کہ میرے لئے ان کا ساتھ سب کچھ ہے اور میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ میری زندگی سے جڑی عورت کے بارے میں کوئی اس قسم کی غلیظگی پھیلائے جس سے ان کو تکلیف ہو۔ جب تک میں ان کے ساتھ ہوں تکلیف کو ان تک پہنچنے بھی نہیں دوں گا تکلیف کو پہلے مجھ سے گزرنا ہوگا اور پھر وہ اس لائق رہے گی ہی نہیں کہ وہ میری بیوی کو کوئی نقصان پہنچائے۔" اس کے مضبوط لہجے پر نورے بھیگی آنکھیں اٹھائے اس کی جانب دیکھنے لگی ۔ وہ اس کے لیے کیا کچھ کرے گا۔ ساحل نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

NOVEL HUT

"دوسری بات کہ عمر واقعی عمر کی حیثیت ہے کوئی؟ جب ہمارے نبی نے خود سے پندرہ سال بڑی عورت سے شادی کی تو پھر آپ کیسے سوال اٹھا سکتی ہیں عمر پر؟ وہ تو اس دنیا کیلئے ایک عملی نمونہ تھے وہ جو کام کرتے وہ سنت کہلایا جاتا تو پھر میں آج فخر سے کہتا ہوں کہ میں نے

ان کے سنت کی پیروی کی میں نے اپنے سے دو سال بڑی لڑکی سے نکاح کیا مجھے اس بات سے کوئی شرم نہیں محسوس ہو رہی ۔ دنیا کی کوئی طاقت میرے دل میں نا ان کی اہمیت کم کر سکتی ہے اور نا درجہ ۔وہ جو ہیں ویسا اور کوئی نہیں ۔میں ان کی عزت کرتا ہوں ان کا رنگ تو کبھی کوئی وجہ بنا ہی نہیں میرے لئے وہ ہمیشہ سے خوبصورت تھی اور رہیں گی۔ کوئی بات کوئی بندہ ان کی اہمیت کو کبھی کم نہیں کر سکتا۔" وہ بن رکے کہے جا رہا تھا اور نورے سر اٹھائے اسے ٹکر ٹکر دیکھ رہی تھی اس کے الفاظوں میں جیسے کھونے لگی تھی ۔

ابراھیم صاحب کو جیسے غرور سا محسوس ہوا تھا یہ جانتے کہ وہ لڑکا جو ان کی بیٹی کی ڈھال بنا کھڑا ہے وہ ان کا داماد ہے ۔ ماں باپ فخر سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے ۔ بقول اس کے بابا وہ واقعی شیر تھا ان کا بیٹا شیر تھا اس نے آج ثابت کیا تھا۔

NOVEL HUT

"اب مجھے یقین ہے سب آپ کی سمجھ میں آگیا ہوگا ۔آپ کا شکریہ آپ جو کروانا مجھ سے چاہ رہی تھی وہ میں نہیں کروں گا مرتے دم تک نہیں۔" مصطفٰی نے ایک جزب میں کہتے سر دائیں بائیں ہلایا تھا ۔

"مجھے معاف کر دیں لیکن میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔" نورے کی طرف مڑتے اس نے معزرت خواندہ انداز میں کہا۔نورے نے آنکھیں بند کر کے کھولیں تھی یہ شخص کیسے کیسے طریقوں سے اس کے دل میں گھر کرے گا۔ اس کی عزت نورے کی نظر میں دن با دن بڑھتی جارہی تھی ۔ وہ اس وقت خود کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی سمجھ رہی تھی ۔ وہ شکر گزار تھی جو اسے ہمسفر کے روپ میں اس کا ساتھ ملا ۔

"ہم گھر چل رہے ہیں ممی۔" اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اس نے مڑ کر اپنی ماں سے کہا۔تو وہ نم آنکھوں سے سر ہلا گئی۔

NOVEL HUT

"اتنی بے عزتی میں اپنی برداشت نہیں کروں گی۔"

"تمھیں ہم نے اپنی خوشی میں بلایا تھا نگینہ زہر پھیلانے نہیں تم عادت سے شاید بدل جاؤ لیکن فطرت سے کبھی نہیں بدلو گی اس بات کا مجھے پختہ یقین ہوگیا ہے میں اپنے بچوں پر تمھارا سایہ بھی برداشت نہیں کرسکتا۔" خلیل صاحب بے دردی سے بولے تھے انھیں سب سے زیادہ دکھ اس بات کا تھا کہ وہ کوئی پرائی نہیں بلکہ ان کی سگی بہن تھی۔

NOVEL HUT

"آپ مجھے ایسا کہہ رہے ہیں بھائی صاحب میں آپ کی بہن ۔۔"

"آج سے تم میری کچھ نہیں لگتی بہتر ہوگا یہاں سے چلی جاؤ۔" خلیل صاحب نے کہتے رُخ موڑا تھا۔

"خلیل مجھے معاف کر دو بچے میں شرمندہ ہوں اس کی حرکت پر۔" دادی نے شرمندہ ہوتے کہا تھا۔

"امی آپ فکر مت کرے اب سب بہتر ہے مصطفٰی سنبھال لے گا سب کچھ اور ہماری بہو کو بھی ۔" خلیل صاحب نے نرمی سے کہا وہ جانتے تھے ان کا شیر سب سنبھالنا اچھے سے جانتا ہے۔

NOVEL HUT

"آپ سب سے بھی میں معافی مانگتی ہوں۔" دادی نے نورے کے گھر والوں کے سامنے ہاتھ جوڑے کہا۔

"آپ معافی مت مانگیں آپ ہماری ماں کی جگہ ہیں اس میں آپ کی کیا غلطی ہے۔" ریحانہ نے ان کے ہاتھ تھامے بھیگے لہجے میں کہا۔

"ہماری بچی بھی بہت بڑے دل کی مالک ہے وہ جیسے ہی بہتر ہوگی وہ انھیں بھی معاف کر دے گی آپ فکر مت کریں۔" رحیم صاحب نہایت آرام سے بولے تھے اور وہ سچ ہی تو کہہ رہے تھے۔

"اچھا خلیل ہم سب چلتے ہیں تم دھیان رکھنا۔" دادی نے خلیل صاحب کی طرف مڑتے اجازت چاہی۔

"آج رک جاتی آپ۔" ربینہ نے آگے بڑھتے ان کے سامنے آتے کہا۔

"نہیں دامیر نے گاڑی بھجوادی ہے ہم تو تم سے ملنے آرہے تھے پھر یہ سب ہوگیا۔" انھوں نے خلیل صاحب کی طرف دیکھا تھا۔

"چلیں میں آپ کو گاڑی تک چھوڑ دیتا ہوں۔" انھیں سہارا دیتے خلیل صاحب بولے تھے

۔

"ریحانہ جو بھی ہوا ان سب کے لئے میں تم سے معافی مانگتی ہوں۔" رمینہ نے ریحانہ کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔

NOVEL HUT

"تم پاگل ہو تم کیوں معافی مانگ رہی ہمیں آپ لوگوں میں سے کسی سے کوئی گلہ نہیں ہے۔" ریحانہ نے تحمل سے کہا۔

"آپ پریشان نا ہوں ہمیں کوئی گلا نہیں اور ہمیں یقین ہے ہمارا داماد اپنی زمہ داری نبھائے گا وہ اسے کبھی ویسا نہیں بننے دے گا دوبارہ۔" ابراھیم صاحب ایک عزم سے بولے تھے۔

"ہاں انشاء اللہ اب دوبارہ وہ سب نہیں دہرایا جائے گا اب بس خوشیاں آئیں گی۔" ربینہ مسکرا کر بولی تھی۔

"ان شاء اللہ۔" ریحانہ نے بھی زیرِلب کہا۔

NOVEL HUT

" اب ہم چلتے ہیں۔" رحیم صاحب کے کہتے نورے کے گھر والے اپنی منزل کو روانہ ہوئے تھے۔

☆★☆★☆★

"آپ آرام کریں تھک گئی ہوں گی۔" کمرے میں آتے مصطفٰی نے کہا۔

"ہاں تھک تو گئی ہوں لیکن نیند نہیں آئے گی۔" اس نے پھیکی مسکان کے ساتھ کہا۔

NOVEL HUT

"نورے سب بھول جائیں۔" مصطفٰی نے اس کی نظروں میں دیکھے نرمی سے کہا۔ نورے بنا کچھ بولے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"مصطفٰی۔" وہ اپنی آستین کو موڑتے ہوئے رُکا نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تم مجھ سے اتنی محبت کیوں کرتے ہو۔" نم آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے اس نے پوچھا۔

"یہ میں خود نہیں جانتا نورے۔" مصطفٰی نے کندھے اچکا کر کہا۔

"تم مجھے ایک بات بتاؤ۔" نورے اس کی نظروں میں دیکھتے بولی۔

"جی۔" مصطفٰی جو واشروم جانے کی غرض سے مڑنے لگا تھا واپس رُکا۔

"کیا ہم واپس سے دوستی کر سکتے ہیں۔" نورے نے یکدم کہا تھا۔

"آہ وہ۔" مصطفٰی کچھ کہتے کہتے رُکا۔

"مجھے نہیں اچھا لگتا کہ تم مجھے میرے نام سے بلاؤ مجھے تب اچھا لگتا ہے جب تم اپنے دیے گئے نام سے مجھے بلاتے ہو۔" نورے کی آنکھیں ابھی بی نم تھی۔

"اور آپ نے جو کہا تھا وہ سب۔" اس کی نظروں میں نظریں گاڑھے مصطفٰی بولا۔

"مصطفٰی اس کے لئے سوری دل سے میں ہوں ہی پاگل۔" نورے کو شرمندگی ہوئی تھی۔

"خود کو ایسے نہیں کہتے۔" مصطفٰی کو اس کی بات کا بُرا لگا۔

"تو لیٹس بی فرینڈز اگین۔" نورے نے مسکرا کر اس کی جانب آپنا ہاتھ بڑھایا۔

"انکار کرنے پر بھی ویسے آپ مانیں گی نہیں نا۔" مصطفٰی نے بس یوں ہی پوچھا تو سر دائیں بائیں ہلا گئی۔

"فرینڈز۔" اس کا ہاتھ تھامے مصطفٰی نے مسکرا کر کہا۔

"ویسے میں بھولا نہیں ہوں وہ سب۔" کچھ دیر بعد وہ بیڈ پر بیٹھی اپنی جیولری اتارنے میں لگی تھی جب مصطفٰی نے اس کی توجہ اپنی جانب کھینچی۔

"بھول جاؤ گے۔" کان سے جھمکا نکالے اس نے سٹوپر لگاتے کہا۔

"نہیں۔" مصطفٰی نے ماننے سے انکار کیا۔

"تم۔جانتے ہو تم کر سکتے ہو۔" نورے نے سر کو جنبش دیتے کہا تھا۔وہ اسے اس سے بڑھ کر جانتی تھی اور مصطفٰی اسے خود سے بڑھ کر جانتا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو کافی تھی۔

NOVEL HUT

"اسی لباس میں رہنا ہے کیا۔" اسے یوں ہی خود کو دیکھتے پاکر مصطفٰی نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔

"ہاں نا یہ اتنا پیارا ہے اتارنے کو دل ہی نہیں کر رہا۔" نورے نے اپنے لباس پر ہاتھ رکھتے کہا۔ اب وہ دونوں ہلکے پھلکے انداز میں بات کر رہے تھے ۔ وہاں پر کیا ہوا دونوں میں سے کسی نے دوبارہ بات نہیں کی تھی مصطفٰی کو لگا وہ پھر اسی دکھ سے گزرے گی اسی لیے اس نے خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا اور نورے کو اس کا ساتھ کافی تھا وہ خود کو باہمت محسوس کر رہی تھی ۔ اگر وہ اس کے ساتھ تھا تو اسے پروا نہیں تھی کوئی کچھ بھی کہے ۔

"بلکل بچی لگ رہی ہیں آپ۔" وہ سر دائیں بائیں ہلاتا مسکرا کر رہ گیا۔

NOVEL HUT

"میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" نورے اپنا لباس سنبھالتی واشروم کی طرف بڑھی۔

"تم سو گئے۔" واپس آتے اس نے مصطفٰی کی طرف دیکھے کہا وہ صوفے پر بیٹھا صوفے کی پشت پر سر ٹکائے آنکھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔

"نہیں جاگ رہا ہوں۔" آنکھوں پر سے ہاتھ اٹھاتے اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"شاید بابا لوگ آگئے ہیں میں دیکھ کر آتی تب تک تم فریش ہوجاؤ۔" باہر سے آتی آوازوں پر وہ باہر کی طرف بڑھی ۔ مصطفٰی سر ہلاتا واشروم میں بند ہوگیا۔

"آپ لوگ آگئے۔" نورے نے آتے ان کی طرف دیکھے کہا۔

NOVEL HUT

"بچے تم جاگ رہی آرام کرتی نا تھک گئی ہوگی۔" رمینہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھے پیار سے کہا۔

"نہیں بس وہ فریش ہولی اب سو جاؤں گی۔" نورے نے کندھے آچکا کر کہا تو ربینہ اسے یوں عام انداز میں بات کرتے دیکھ اس کے دل کو سکون سا ملا تھا۔

"اچھا بچے ادھر آؤ تم سے بات کرنی ہے۔" خلیل صاحب نے اسے اپنے پاس بلایا تھا۔

"جی۔" وہ ان کے پاس آتے بولی۔

"بیٹھو۔" انھوں نے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تو وہ ان کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

"بیٹا جو کچھ بھی ہوا سے دل پر مت لینا ۔ لوگوں کی باتوں سے نا ہمیں پڑا ہے اور نا پڑے گا۔ نا کبھی ہم نے تمھیں تمھارے رنگ کی بنا پر پرکھا ہے ۔ انسانوں کی پہچان اگر رنگوں سے ہونے لگی پھر تو یہ دنیا کچھ اور ہی نکلے گی۔" انھوں نے بہت محبت سے سمجھایا۔

"نہیں بابا میں پریشان نہیں بس اس وقت تھوڑی اداس تھی لیکن اب میں ٹھیک ہوں۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"اداس نہیں ہونا بچے تھوڑا سا بھی نہیں ہم تمھارے ماں باپ ہیں اب سے کوئی بھی پریشانی ہوگی تم سب سے پہلے آکر ہمیں بتاؤ گی۔" وہ اس کی طرف دیکھے بہت پیار سے بولے ۔ ربینہ نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا ۔ وہ باتوں کو سنبھلنا جانتے تھے۔

"جی بابا۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔

"میں آپ دونوں کے لئے چائے بنا کر لاتی۔" وہ کہتے اٹھی تھی۔

"ہم راستے میں پی کر آئے ہیں بچے تم تکلف نا کرو۔" خلیل صاحب نے نرمی سے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

"چلو شاباش اب جاؤ آرام کرو۔" اس کی طرف دیکھے ربینہ نے کہا۔

NOVEL HUT

"جی شب بخیر۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔

"شب بخیر۔" ربینہ نے اس کے گال پر نرمی سے ہاتھ رکھا تھا۔

"میرے دونوں بچے ہمیشہ خوش رہیں مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔" اس کے جاتے وہ آسمان کی طرف دیکھے ہاتھ اٹھائے دعا کرنے لگی۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

وہ کمرے میں آئی تو وہ صوفے پر لیٹ چکا تھا بازو آنکھوں پر رکھے شاید وہ سو چکا تھا۔بیڈ کی جناب بڑھتے نورے کی نظر اچانک کسی چیز نے کھینچی ۔

"اس کا سر درد کر رہا تھا اور اس نے بتایا بھی نہیں۔" اس کے پاس پڑی دوائی کو آٹھا کر وہ ہلکی آواز میں بولی۔

"مصطفٰی اتنی بے رُخی مجھے سمجھ نہیں آرہا میں سب کیسے ٹھیک کروں۔" وہ جیسے بے بسی کے مارے بولی تھی۔

"طبیعت ٹھیک نہیں پھر بھی صوفے پر سوگیا۔" اس کی طرف دیکھے نورے نے کہا۔ ابھی اسے کچھ دیر ہی ہوئی تھی سوئے ہوئے جب کسی آواز پر اس کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ آنکھیں مسلتے ہوئی اٹھی ادھر ادھر دیکھ تو ہلکی روشنی میں اسے صوفے پر سوتا مصطفٰی نظر آیا ۔ وہ کبھی ہاتھ نیچے کی جانب لے جارہا تھا کبھی وہ ہاتھ سے سر دبا رہا تھا ۔نورے کو کچھ عجیب لگا ۔ وہ اٹھی اور اس کی جانب آئی۔ مصطفٰی کو ٹھنڈ سے کانپتے دیکھ اس کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے۔

"مصطفٰی کیا ہوا۔؟" اسے ہلکا سا ہلاتے نورے نے پوچھا۔

"مصطفٰی۔" اب کی بار مصطفٰی نے تھوڑی تھوڑی آنکھیں کھولی تھی۔

"مصطفٰی تم ٹھیک ہو۔؟" اس کو آنکھیں کھولتے دیکھ نورے نے اس پر جھکے فکر مند لہجے میں پوچھا۔

NOVEL HUT

"م۔۔۔میں۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ پریشا۔۔ن۔۔۔نا ہوں۔۔" اس نے ٹوٹے پھوٹے الفاظ ادا کیے۔ نورے نے ہاتھ اس کے ماتھے پر رکھا تھا۔

"مص۔۔ اللہ اسے تو اتنا تیز بخار ہے۔" وہ اس کے تپتے ماتھے کو محسوس کرتے بولی تھی۔

"کیا کروں کسی کو اٹھاؤں کیا۔" اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ اس وقت کیا کرے۔

"مصطفٰی اٹھو بیڈ پر لیٹو۔" اس نے اسے سہارا دیتے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

نہیں ۔۔۔میں ۔۔۔یہی ۔۔پر ٹھیک ۔۔ہوں۔" مصطفٰی نے جانے سے انکار کیا۔ جسم کانپ رہا تھا۔

"مصطفٰی ضد مت کرو تمھیں پتا ہے میں تمھاری نہیں سنوں گی چلو اٹھو۔" وہ اسے سہارا دیتی اٹھی وہ نیم بے حوشی سی حالت میں تھا اس کا جسم آگ کی مانند تپ رہا تھا ۔ نورے

نے اسے آرام سے بیڈ پر لٹایا۔ اس کے سر کے نیچے تکیہ صحیح کرتے رضائی اس پر اوڑھی پھر صوفے سے رضائی اٹھاتے وہ بھی اس پر ڈالی اسے ٹھنڈ بخار کی وجہ سے لگ رہی تھی تبھی اس کا جسم تھوڑی تھوڑی دیر بعد کانپ رہا تھا۔

"اس وقت کسی کو جگانا مناسب نہیں ہوگا۔" دیوار پر ٹنگی گھڑی دیکھتے نورے نے سوچتے ہوئے کہا۔پھر اچانک زہن میں کچھ خیال آیا۔ تو وہ اسے چھوڑتے کچن کی جانب بڑھی تھی۔پندرہ منٹ بعد جب اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں سوپ تھا۔

NOVEL HUT

"مصطفٰی اٹھو یہ سوپ پی لو۔" اسے سہارا دیتے اٹھانے کی کوشش کی۔ اس کے سر کے پیچھے تکیے رکھے جس سے وہ ٹیک لگا گیا۔ آنکھیں بلکل تھوڑی تھوڑی کھلی تھی۔یہ سب بخار کا اثر تھا۔ نورے نے اس کے پاس بیٹھے سوپ اٹھایا تھا۔

چمچ بھر کر اس کی طرف بڑھایا۔ مصطفٰی نے ہلکی آنکھیں کھول اسے دیکھا تھا۔

"یہ پی لو مصطفٰی تمھیں آرام ملے گا۔" نورے نے آرام سے کہا تو مصطفٰی نے اسے دیکھتے منہ کھولا تھا۔ نورے نے آرام آرام سے اسے سوپ پلانا شروع کیا۔ وہ وقفے وقفے سے چمچ بھر کر اسے سوپ پلاتی رہی۔

"بس۔" مصطفٰی نے منہ پر ہاتھ رکھے سر بیڈ کی پشت سے لگایا۔ اسے کمزوری محسوس ہو رہی تھی۔ جسم جیسے ٹوٹ رہا تھا۔

NOVEL HUT

"یہ ختم کرو پورا۔" نورے نے تھوڑا سا بچا سوپ اس کی طرف دیکھاتے کہا۔ تو وہ منہ کے زاویے بگاڑتے وہ بھی اندر انڈیل گیا۔ اس کے منہ کے اُتار چڑھاؤ دیکھ نورے نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

" گڈ بوائے۔" اس پر رضائی اوڑھتے نورے نے کہا۔ پھر وہ ایک بار پھر کمرے سے غائب ہوئی تھی ۔ کچھ دیر بعد جب وہ واپس لوٹی تو ہاتھ میں ٹھنڈے پانی سے بھرا ایک کٹورا ساتھ میں ایک کپڑا تھا۔ مصطفٰی لیٹے ہوئے ہلکی آنکھیں کھولے اسے دیکھ سکتا تھا۔ وہ دوسری طرف سے آتے بیڈ پر مصطفٰی کے بائیں طرف بیٹھی تھی۔ پھر اس نے مصطفٰی کے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھنی شروع کی تھی۔ کپڑا ٹھنڈا پانی میں ڈبوئے نچوڑ کر اس کے ماتھے پر رکھتی جاری تھی۔ یہ عمل تقریباً آدھا گھنٹا جاری رہا۔

NOVEL HUT

"دکھاؤ ٹمپریچر چیک کروں۔" ہاتھ پونچھتے اس نے مصطفٰی کے ماتھے پر ہاتھ رکھا ۔ مصطفٰی نے آنکھیں بند کی تھی۔

"اب تو کافی کم ہوگیا ہے بخار۔چلو اب آرام کرو انشاءاللہ صبح تک بلکل ٹھیک ہوجاؤ گے۔" اس نے مسکرکر کہا۔ اور وہ کپڑا اور باقی چیزیں اٹھائے اٹھنے لگی جب مصطفٰی نے آنکھیں کھولے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"آپ یہی بیٹھ جائیں میرے پاس۔" نورے نے مڑتے اسے دیکھا تھا ۔ اس کی آنکھوں میں جیسے التجا کی تھی۔

"میں یہی ہوں تم سوجاؤ۔" نورے نرمی سے کہتے وہیں تھوڑا پیچھے کھسکتے بید کی پُشت سے ٹیک لگا گئی چہرہ اس کی طرف موڑا ۔ اس کے دیکھتے مصطفٰی نے ہلکا سا مسکرانے کی کوشش کی تھی۔ پھر وہ اسے دیکھتے دیکھتے نیند کی وادیوں میں کھو گیا۔ نورے نے ایک دو بار اور اس کا ماتھا چیک کیا تھا اب اس کا بخار اتر چکا تھا۔ نورے نے سکون کا سانس بھرے سر بیڈ کی پشت سے ٹکایا اور کچھ دیر میں اس کی آنکھ لگ گئی۔

اس نے آنکھیں کھولی تھی زہن بیدار ہوتے اس کے سامنے رات کا منظر گھوما اس نے اٹھتے ادھر ادھر دیکھا یکدم اس کی نظر اپنے بائیں طرف بیڈ کی پشت سے ٹیک لگائے نورے پر پڑی تھی ۔ رات کو وہ کتنی بے سکون تھی کبھی سوپ بنا رہی تھی کبھی پٹیا کر رہی تھی کبھی بار بار اس کا ماتھا دیکھ رہی تھی وہ سوچتے ہلکا سا مسکرایا۔ اس نے اسے یوں سوئے دیکھ برا لگا تھا لیکن اس نے اس کی نیند میں خلل نہیں ڈالا۔ شاید وہ اٹھ جاتی اگر وہ اسے لٹانے کی کشش کرتا اسے یوں ہی چھوڑے وہ فریش ہونے کی غرض سے اٹھنے لگا جب سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ لگنے سے کچھ نیچے گرا تھا۔ مصطفٰی یکدم پیچھے مڑا ۔ اس کی آنکھیں کھلی دیکھ اس نے اپنے آپ کو کوسا۔ اس سے اچھا تو وہ اٹھتا ہی نا یوں ہی بیٹھا رہتا اور اس کا چہرہ تکتا رہتا۔

NOVEL HUT

"مصطفٰی تم اٹھ کیوں گئے کیسی طبیعت ہے تمھاری۔" نورے نے اس کی طرف دیکھے فکر مندی سے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں اب ۔ آپ جاگ کیوں گئی سو جائیں پوری رات آپ میری وجہ سے سو نہیں پائی." مصطفٰی نے اسے دیکھتے کہا۔

"نہیں بس اب آنکھ ویسے بھی کھل گئی۔" نورے نے انگڑائی لیتے ہلکے انداز میں کہا۔

NOVEL HUT

"میں نے جگا دیا آپ کو۔" مصطفٰی کو برا لگ رہا تھا۔

"ارے نہیں مجھے صبح جلدی اٹھنے کی عادت ہے بھلے میں پوری رات نا سوئی ہوں۔" نورے مسکرا کر بولی۔

"تم بیٹھو میں فریش ہو کر آتی تمھارا ناشتہ تمھیں یہی پر مل جائے گا۔" وہ بیڈ چھوڑتی اٹھی۔

"نہیں میں آپ سے اتنی زحمت کیوں کرواؤں جب میں خود جا سکتا ہوں تو۔" اس کی طرف دیکھتے مصطفٰی نے کہا۔ وہ واشروم جاتے جاتے رُک کر اسے دیکھنے لگی۔

NOVEL HUT

"مصطفٰی تمھاری طبیعت۔" نورے نے جیسے یاد دلایا۔

"میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔" مصطفٰی نے آنکھیں جھپکاتے کہا۔

"اچھا چیک کرواؤ زرا۔" نورے نے قریب آتے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔بخار کے آثار اب واقعی نہیں تھے۔

"دیکھا اب بلکل بخار نہیں مجھے۔" مصطفٰی مسکرا کر بولا۔

"اچھا چلو میں فریش ہو کر آتی پھر ناشتے کے بعد تم نے دوائی لینی ہے۔" نورے نے جیسے لمبی سانس لیتے واشروم کا رُخ کیا۔پیچھے مصطفٰی اس کی فکر پر مسکرا کر رہ گیا۔وہ کہتی نہیں تھی لیکن وہ اب ظاہر کرنے لگی تھی اسے مصطفٰی عزیز تھا۔خود سے بڑھ کر عزیز تھا۔

☆★☆★☆★

"اسلام علیکم !۔" نیچے آتے دونوں نے مشترکہ سلام کیا۔ ناشتے کی ٹیبل پر خلیل صاحب اور ربینہ موجود تھے۔

"وعلیکم سلام۔" خلیل صاحب اور ربینہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے۔

NOVEL HUT

تھکن اُتر گئی۔" ربینہ نے نورے کہ طرف دیکھتے پوچھا۔

"جی بس تھوڑی بہت۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔

"مصطفٰی خیریت ہے تمھاری آنکھیں اتنی لال کیوں ہے طبیعت ٹھیک ہے تمھاری۔" خلیل صاحب نے چائے کا گھونٹ بھرے مصطفٰی کی آنکھوں کو دیکھتے سولا کیا۔

"نہیں بابا ٹھیک ہوں۔" مصطفٰی نے سادہ سے لہجے میں کہتے دھیان واپس کھنے کی طرف کیا۔

"کہاں ٹھیک ہو، بابا اسے پوری رات بخار رہا ہے۔" نورے نے پہلے اس کی طرف دیکھے کہا پھر انھیں اس کی طبیعت کی خبر دی۔

"بخار۔ تو ہمیں جگایا کیوں نہیں۔" ربینہ کو فکر ستانے لگی۔

"میں نے سوچا آپ تھکے ہوئے ہیں اس لیئے میں نے پٹیاں وغیرہ کی اور سوپ بنا کر دیا اس سے کافی آرام آیا۔" نورے نے تحمل سے تفصیل بتائی۔ تو ربینہ نے زرا سکون کی سانس لی۔

"اب کیسی طبیعت ہے۔؟" خلیل صاحب نے اس کی طرف دیکھے نرمی سے پوچھا۔

"اب تو بلکل فٹ ہوں بابا بس وہ کل اچانک ہی ہوگیا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ تو انھیں بھی تسلی ہوئی۔

"چلو بھئی اب ہماری بہو ہے تو ہمیں فکر نہیں رہی وہ تمھارا خیال رکھ لے گی۔"

"ہاں یہ تو ٹھیک کہا آپ نے بلکہ صرف نورے نہیں دونوں ہی ایک دوسرے کے خیال بخوبی رکھ سکتے ہیں۔" ربینہ نے واری ہوتے نظروں سے دونوں کو باری باری دیکھا۔ نورے نظر جھکا گئی تھی۔ مصطفٰی دل سے مسکرایا تھا۔

وہ ناشتہ کر کے فارغ ہونے ہی لگے تھے جب اچانک ڈور بیل بجی تھی۔

"اس وقت کون ہو سکتا ہے۔" خلیل صاحب نے اتھے ہر ہلکے بل ڈالے پوچھا۔

NOVEL HUT

"بانو۔" ربینہ نے آواز لگائی تھی۔

"جی کھولتی ہوں۔" وہ باہر آتی بولی اور پھر وہ دروازہ کھولنے باہر کی جانب بڑھی۔

"بی بی جی آپ کے سسرال والے آئے ہیں۔" پھولے سانس کے ساتھ واپس آتے وہ ہاتھ سے اشارہ کرتے ربینہ کی طرف دیکھتے بولی ۔

"میرے سسرال۔" ربینہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

"امی لوگ تو رات کو ہی واپس چلے گئے تھے پھر کون ہو سکتا ہے۔" خلیل صاحب بھی پُر سوچ ہو کر بولے ۔

"چلیں چل کر دیکھتے ہیں۔" مصطفٰی نے کہا تو وہ باہر کی جناب بڑھے تھے ۔

NOVEL HUT

"نگینہ تم۔" سامنے کھڑی عورت پر نظر پڑھتے خلیل صاحب نے کہا۔

"بھائی صاحب مجھے نورے سے بات کرنی ہے۔" انھوں نے جیسے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا بات کرنی ہے آپ کو۔" مصطفٰی نورے کے سامنے کھڑے ہوتے سخت لہجے میں بولا۔ نورے نے اس کے بازو پر ہاتھ رکھے اسے سامنے سے ہٹنے کو کہا۔ مصطفٰی نے سوالیہ انداز سے اس کی طرف دیکھا۔نورے نے آنکھوں میں ہی اسے تسلی دی۔وہ ایک طرف ہو کر کھڑا ہوگیا۔ نورے نے جیسے لمبا سانس بھرا تھا وہ مصطفٰی کو غصے سے باز رکھنا چاہتی تھی۔

"بچے مجھے معاف کر دو میں نے تم سے جو کچھ بھی کہا میں پوری رات سو نہیں سکی میں بہت نا سمجھ ہوں شاید جو میں نے انسان کو رنگ و روپ سے پہچاننے کی کوشش کی، کوئی

اور ہوتا تو مجھے گھری گھوٹھی سناتا لیکن یہ تم تھی جس نے اُف تک نہیں کیا یہ تمھاری اعلیٰ ظرفی ہے بیٹا ورنہ تو میں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی میں نے تمھارا دل دکھایا ہے بچے ہوسکے تو مجھے معاف کر دینا۔" نورے کے قریب جاتے انھوں نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنی چاہی۔

"آپ معافی مت مانگیں۔ ویسے بھی جو ہوا میں بھول چکی ہوں۔" نورے نے آگے بڑھتے ان کے ہاتھ تھامے کہا۔

NOVEL HUT

"بھولنا آسان تھوڑی ہوتا ہے بچے۔"

"لیکن میں سچ میں بھول چکی ہوں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"کیا تم نے مجھے معاف کر دیا۔" انھوں نے نورے کی طرف دیکھے سوال کیا۔ ہاتھ اب بھی نورے کے ہاتھوں میں مقید تھے۔ نورے نے ان کی آنکھوں میں دیکھا ان کی آنکھیں سرخ ہورہی تھی وہ رات و دینے کے درپر تھی۔

"جی میں نے آپ کو معاف کیا۔" نورے نے مسکرا کر انھیں تسلی دی۔ انھیں تھوڑا ہلکا محسوس ہونے لگا۔ مصطفٰی کو یقین تھا وہ یہی کہے گی ۔ وہ لڑکی ایک بڑے دل کی مالک تھی ۔

NOVEL HUT

"شکریہ بچے سچ کہا تھا مصطفٰی نے تم انمول ہو تم واقعی انمول ہو۔" نگینہ مصطفٰی کو نظروں میں بھرے مسکراتے ہوئے نم لہجے میں بولی ۔ نورے نے غرور سے اس کی جانب دیکھ تھا۔

"مجھے آپ سب سے بھی معافی مانگنی ہے میں نے جو کچھ بھی کیا اس۔ کے لئے میں دل سے معافی چاہتی۔" نگینہ نے رخ باقی سب کی جانب کیا۔

"ہماری بہو نے معاف کیا سمجھ ہم نے معاف کیا۔" خلیل صاحب نے مسکرا کر کہا ۔تو رہینہ بھی سر ہلاتے مسکرائی تھی۔

"مصطفٰی کیا تم اپنی پھپھو کو معاف نہیں کرو گے۔" نگینہ نے مصطفٰی کے سامنے آتے پوچھا۔ وہ ہاتھ اٹھائے اس کے سامنے جوڑنے لگی تھی۔

"ایسا مت کہیں آپ معافی مانگتی اچھی نہیں لگ رہی۔" مصطفٰی نے ان کے ہاتھ راستے میں ہی تھامے نرمی سے نیچے کیے۔

"تو تم مجھے معاف کیسے کرو گے جب میں معافی مانگوں گی ہی نہیں تو۔" انھوں نے مصطفٰی کی جانب دیکھے سوال کیا۔

"میں نے آپ کو معاف کیا پھپھو۔ یہ کوئی اور ہوتا تو شاید میں معاف نا کر پاتا لیکن میں آپ سے معافی نہیں منگوانا چاہتا تھا بس چاہتا تھا آپ کو پچھتاوا ہو جو کہ آپ کو ہے مجھے اور کچھ نہیں چاہیئے۔" مصطفٰی کے نرمی سے کہنے پر وہ دل سے مانی تھی انھیں پچھتاوا ہوا تھا شدید رات کو مصطفٰی کے کہے گئے الفاظ ہی ان کے کانوں میں گونج رہے تھے اتنے عرصے کی سوچ ایک رات میں بدلی تھی۔ مصطفٰی نے ان کی آنکھیں کھولی تھی۔

NOVEL HUT

"ہاں بچے مجھے سچ میں پچھتاوا ہے میں نے ساری عمر غلط سوچا غلط کیا لیکن تمھارے لفظوں کا جادو چل گیا جو بات میں پوری عمر نہیں سمجھ پائی وہ ایک رات میں سمجھ گئی۔" آنسو ان کی آنکھوں سے بہے تھے۔

"اب روئیں مت آئیں بیٹھیں۔" مصطفٰی نے بازو ان کے کندھے پر پھیلائے کہا۔ پھر وہ انھیں اپنے ساتھ لاتے صوفے پر بٹھا گیا۔

"نگینہ تم واپس نہیں چلی گئی۔" جب گفتگو ہلکی ہونے لگی تب ربینہ نے انھیں مخاطب کرتے کہا۔

"نہیں میں واپس نہیں گئی تھی میں رات کو ایک دوست کے ہاں رُک گئی تھی۔"

"اور واپس کیسے جاؤ گی۔" خلیل صاحب نے ان کی جانب دیکھتے پوچھا۔

"دائم بھی یہی ہے وہ مجھے ساتھ لیتا ہوا جائے گا۔" ان کے جواب پر خلیل صاحب سر ہلا گئے۔

"میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔" نورے کہتی کچن کی جانب بڑھی تھی۔

نگینہ کے آتے جیسے رونک سی لگی وہ لوگ بیٹھے نا جانے کون کون سے وقت کی باتیں یاد کرتے بتانے لگے تھے۔ نورے مسکرا کر انھیں باتیں کرتا دیکھ رہی تھی ۔ اسے مسکراتا دیکھ مصطفٰی بھی مسکرایا ۔

"وہ باجی باہر ان کو لینے کوئی آیا ہے ۔" بانو نے آتے سب کو متوجہ کیا۔

"لگتا ہے دائم آگیا۔" نگینہ نے صوفے پر سے اٹھتے ہوئے کہا۔ مصطفٰی دائم سے ملنے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

"اتنی جلدی تھوڑی رُک جاتی۔" ربینہ ان کے ساتھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں اس نے بتایا تھا اسے تھوڑا وقت لگے گا جب میں یہاں آرہی تھی وہ ویسے بھی سویرے نکل جاتا لیکن جب میری اس سے بات ہوئی تو اس کا کچھ کام رہتا تھا تو وہ اس وقت تک رکا ابھی وہ ساتھ ہے تو مجھے آسانی ہے پھر آگے مسئلہ ہوگا اور وسے بھی آنا جانا لگا رہے گا اب تو اپنی بھی اپنی بہو کو بھی تو وہاں لے جانا ہے اگلی بار اسے لینے آوں گی۔" نگینہ نورے کے گال پر ہاتھ رکھے خوش دلی سے بولی۔

"ہاں ضرور۔" ربینہ مسکرا کر بولی۔

"چلو اب میں نکلتی وہ انتظار کر رہا۔" کہتے وہ باہر کی جانب بڑھی جہاں مصطفٰی پہلے سے دائم کے ساتھ کھڑا باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ نگینہ کو آتے دیکھ وہ مصطفٰی سے گلے ملا خلیل صاحب اور ربینہ سے پیار لیتے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ نگینہ نے گاڑی میں بیٹھتے سب کی جانب ایک نظر دیکھ تھا اور پھر وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

NOVEL HUT

☆★☆★☆★

"باجی آج کھانے میں کیا بناؤں۔" بانو نے ربینہ کے سامنے آتے پوچھا۔ مصطفٰی، نورے اور ربینہ حال میں بیٹھے تھے۔ خلیل صاحب کمرے میں اپنے کچھ کام کرنے میں مصروف تھے۔

"تم ایسا کرو کچھ ایک قسم کی دال اور چاؤل بنادینا۔" انھوں نے نرمی سے کہتے ان کی نظر نورے کی جانب اٹھی جو کچھ پر سوچ نظر آئی۔ مصطفٰی موبائل چلانے میں مصروف تھا۔

"کیا ہوا بچے۔" ربینہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے محبت سے کہا۔ ان کی آواز پر وہ ہوش میں آئی تھی۔ مصطفٰی نے اس کی جانب نظر اٹھائی تھی۔

"ممی آج کا کھانا میں بناؤں۔" نورے نے جھجھکتے جھجھکتے کہا۔ مصطفٰی نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"نہیں نورے تم کیوں تنزیلہ ہے نا اور ویسے بھی تمھاری رسم ابھی پوری نہیں ہوئی۔" ربینہ نے پیار سے اس کی طرف دیکھے کہا۔

"رسم۔" نورے نے سوالیہ انداز زمیں کہا۔ سوچ میں تو مصطفٰی بھی مبتلا ہوا آخر ایسی کون سی رسم۔

"ہاں رسم ہمارے ہاں بہو اپنے مائکے جاتی ہے وہاں رکنے کے بعد جب واپس آتی ہے تب وہ سسرال میں چولہا جلاتی ہے۔" ربینہ نے نرمی سے اسے ساری تفصیل بتائی تو وہ سمجھتی سر ہلا گئی۔

"واہ کیا لاجک ہے۔" مصطفٰی نے کہتے ہاتھ اوپر کو اٹھایا بلکل بزرگوں کی طرح۔

"ہے تو اب تم زیادہ دماغ مت لگاؤ۔" ربینہ نے اس کی طرف دیکھے کہا تو وہ بچوں کی طرح منہ پُھلا گیا۔ نورے کو اس کی حرکت پر ہنسی آئی تھی۔

"تو بچے اب تم بتاؤ تم نے کب جانا ہے گھر۔" ربینہ نے رخ نورے کی جانب کیے پوچھا۔

"میں کیا کہہ سکتی ہوں آپ بتائیں۔"

"کل ہی چلی جانا پھر جتنے دن رُکنا چاہو رُک جانا۔" ربینہ نے مسکرا کر کہا تو نورے بھی سر ہلا گئی۔

"صرف ایک دن۔" مصطفٰی نے لقمہ دیا۔ مصطفٰی کو فکر ہونے لگی اگر وہ اپنی مرضی سے کچھ دن رہے گی تو وہ دس بارہ دن سے پہلے واپس نہیں آئی گی۔

NOVEL HUT

"تم سے کس نے پوچھا ہے۔" ربینہ نے بھنویں اٹھائی اس کی جناب دیکھتے کہا۔

"وہ اتنے دن وہاں کیا کریں گی۔" اس نے اپنی صفائی پیش کی۔

"کیا کرے گی اس کا اپنا گھر ہے وہ جو کرنا چاہے کر سکتی ہے۔" ربینہ نے لاپرواہی سے کہا۔ مصطفٰی لب بینچ کر رہ گیا۔ نورے نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"اچھا پھر میں کیوں بیٹھا ہوں مجھ سے کوئی کچھ پوچھتا تھوڑی ہے جارہا ہوں میں۔" مصطفٰی بوچوں کی طرح ناراض ہوا تھا۔ منہ بناتے وہ وہاں سے رفُو چکر ہوا۔

"اس کی باتوں پر دھیان مت دو یہ تو ہے ہی پاگل۔" ربینہ نے اس کے جاتے ہنستے ہوئے نورے سے کہا۔

"وہ پاگل نہیں ہے ممی۔" نورے کو ان کا ایسا کہنا جیسے برا لگا۔

"اچھا اچھا شوہر کی غیر موجودگی میں بیوی اس کی طرف داری کر رہی ہے چلو بھئی ہم اب کیا ہی کہہ سکتے ہیں۔" ربینہ نے سانسوں والے انداز میں کہتے دوسری جانب دیکھا۔

"ایسی بات نہیں ہے ممی وہ بس ۔۔" نورے نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے کہا تھا اسے لگا شاید وہ اس سے ناراض ہو گئی ہیں۔

"ہاں ہاں سمجھ گئی۔" ربینہ مسکرا کر بولی تو وہ شرمیلی سی مسکراہٹ منہ پر سجائے سر جھکا گئی۔

☆★☆★☆★

"اہم اہم۔"اس نے گلا کھنکار کر کسی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھ پھر واپس نظریں گھما گیا۔

"بالکونی میں کیوں کھڑے ہو۔" نورے نے اس کے ساتھ کھڑے ہوتے پوچھا۔ ہاتھ میں پکڑے دونوں چائے کے کپ سے بھاب اُڑھ رہی تھی۔

"دل کر رہا تھا بس۔" مصطفٰی نے بنا دیکھے جواب دیا۔

"اچھا۔" وہ جانتی تھی وہ اس کے جانے پر اداس ہے۔ تبھی یوں بچوں کی طرح منہ پھلائے بیٹھا ہے۔

"لو چائے پی لو۔" اس کی جانب کپ بڑھائے نورے نے مسکرا کر کہا۔

"اس ٹائم چائے کون پیتا ہے۔" اسکے ہاتھ میں چائے کا کپ دیکھے وہ بولا۔

"میرا دل کر رہا تھا سوچا تمھارے لیے بھی بنادوں۔" اس نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔ تو وہ ایک نظر اسے دیکھتے ایک کپ اس کے ہاتھ سے تھام لیا۔نورے نے لب دبائے ابھرنے والی مسکراہٹ روکی۔

"یہ انگوٹھی۔" چائے پیتے اس کی نظر اس کے بائیں ہاتھ میں پہنی انگوٹھی پر پڑی۔

"یہ میری ہے۔" نورے نے ہاتھ میں پہنی انگوٹھی کو دیکھے کہا۔

"لیکن یہ تو۔" مصطفٰی کی نظر اس انگوٹھی پر ٹک سی گئی تھی۔

"یہ کہاں سے لی۔" نظر اٹھاتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

NOVEL HUT

"جب منگنی کے لئے پسند کرنے گئی تھی تب مجھے یہ پسند آئی تھی۔ کیوں پوچھ رہے ہو تم۔" نورے نے اسے پوری تفصیل بتانے کے بعد واپس اسے دیکھا۔

"یہ وہی انگوٹھی ہے جو میں نے آپ کے لئے لی تھی کہ جب میں آپ کو پروپوز کروں گا تو یہ آپ کے ہاتھ میں پہناؤں گا ۔ دیکھیں یہ تو میں نے واپس کر دی تھی لیکن میری چیز آپ تک پہنچ گئی۔" مصطفٰی کی بھوری آنکھوں میں چمک اتری تھی۔

"یہ تم نے پسند کی تھی میرے لئے۔" نورے نے حیرانگی سے پوچھا ۔یعنی اس نے منگنی والے دن جو انگوٹھی پہلے پہنی تھی یہی وہ انگوٹھی تھی جو مصطفٰی نے اس کے لیے کی تھی اس پر مصطفٰی کی آنکھوں کے نشان درج تھے ۔نظر جھکاتے انگوٹھی کو دیکھتے نورے کی آنکھیں نم ہوئی تھی یہ کیسا کھیلا تھا قسمت کا۔

NOVEL HUT

"لیکن پہنائی کسی اور نے۔" مصطفٰی نے افسوس سے کہا۔

"تو لو خود پہنا دو۔" نورے نے انگوٹھی اتارتے اس کی جانب بڑھائی۔ مصطفٰی نے اپنے سامنے اس کے ہاتھ میں پکڑی انگوٹھی کو دیکھا ۔ پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس نے سر ہلایا ۔ جیسے وہ کہہ رہی ہو اب پہنا بھی دو۔ مصطفٰی نے گہرا سانس بھرتے انگوٹھی تھامی تھی۔ ایک گھٹنا زمین پر ٹکاتے وہ نورے کے سامنے بیٹھا نورے کو اُس کے اِس حرکت کی توقع ہر گز نہیں تھی ۔ وہ بس اس کا چہرہ تکتے رہ گئی۔ اس نے اس کا چہرہ تکتے ہاتھ آگے بڑھایا تو نورے نے آہستہ سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا تھا اس کی نظروں میں نظریں گاڑھے وہ انگوٹھی اس کے ہاتھ میں پہنا گیا۔

NOVEL HUT

"بھلے پہنائی کسی اور نے لیکن اس پر پہلا ہاتھ تو تمھارا لگا تھا نا۔" وہ اب اٹھتے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ مصطفٰی بنا کچھ کہے بس اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"مصطفٰی یہ رنگ منگنی والی نہیں ہے یہ میں نے خود پسند کی تھی جب ہم رنگ لینے گئے تھے اس رنگ کے ساتھ میں نے یہ رنگ لی تھی اور یہ میں نے تب سے لے کر اب تک ایک بار بھی نہیں اتاری۔" مصطفٰی کی آنکھیں پوری کھلی تھی ۔ اسے جیسے یقین نہیں آرہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے ایک لمبی سانس اندر کو کھینچی ۔

"آپ نے ہمارے رشتے کو قبول کر لیا۔" اسے آسمان کو تکتے دیکھ مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھے پوچھا۔

NOVEL HUT

"میں نے ہمارے رشتے کو اسی وقت قبول کیا تھا جب نکاح ہوا تھا۔" نہایت آرام سے اس کی طرف مڑے مسکرا کر کہا۔

"اور محبت۔" مصطفٰی کو نا جانے اس کی آنکھوں میں ایک الگ رنگ دکھا تھا بہت واضح۔

"وہ تم کرتے ہو نا۔" نورے نے مسکرا کر لاپرواہی سے کہا۔

"تو آپ نہیں کرتی کیا۔"

"پھر کبھی بتاؤں گی۔" اس نے کہہ کر کندھے اچکائے۔

"اور یہ پھر کب آئے گا۔" مصطفیٰ نے بے صبری سے پوچھا۔

"آجائے گا." نورے نے سادہ سے لہجے میں جواباً کہا۔

NOVEL HUT

"میں انتظار کر سکتا ہوں۔" مصطفٰی کی بات پر اس نے نظریں اس کی جانب اٹھائی۔

"لیکن میں تو ویسے بھی جانتا ہوں سب کچھ۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے گویا اعتراف کیا۔

"اچھا تو پھر میرے بولنے کا کیا فائدہ۔" وہ مسکرا کر ہلکے پھلکے انداز میں بولی۔ وہ سر جھکائے ہلکا سا مسکرایا۔

"لیکن میں آپ کے منہ سے سننا چاہتا۔" مصطفٰی نے بہت محبت سے کہا۔ نورے نے اس سے نظریں چراتے رُخ موڑا تھا۔گالوں میں جیسے سُرخی سی گُھلی تھی۔

"سوچوں گی۔" وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولی۔

"میں وہاں کچھ دن رکوں گی۔" بالکونی کے ساتھ ٹیک لگائے جیسے وہ مصطفٰی کو سنا رہی تھی۔

"کہاں۔" مصطفٰی نے آئیبرو اٹھائے سوال کیا۔

"سچ میں۔" یاد آنے پر جیسے اس کا چہرہ اتر کر رہ گیا۔

NOVEL HUT

"ہاں۔"

"چائے پیو ٹھنڈی ہو رہی۔" نورے نے اس کے ہاتھ میں پکڑے کپ کو دیکھ کہا وہ اپنی تو ختم کر چکی تھی مگر اس کے پاس ابھی تک پکڑی ہوئی تھی۔

"کیا آپ میری وجہ سے کہہ رہی ہیں۔" مصطفٰی نے اس کی جانب دیکھا۔

"نہیں میں اپنی مرضی سے کہہ رہی۔" پھر وہ مڑتے اندر کمرے کی جانب بڑھی ۔ وہ بھی سر ہلاتے اس کے پیچھے کمرے میں آیا۔ کپ ٹیبل پر رکھتے وہ صوفے کی جانب بڑھا۔

NOVEL HUT

"تم پھر سے صوفے پر جا رہے۔" اسے صوفے کی طرف بڑھتے دیکھ نورے نے پوچھا۔

"ہاں تو میں وہیں سوتا ہوں۔" مصطفٰی نے صوفے کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔

"لیکن کل تو تم بیڈ پر سوئے تھے۔" نورے نے جیسے اسے یاد دلایا۔

"وہ تو آپ چاہتی تھی نا۔" مصطفٰی نے کندھے اچکا کر کہا۔

"ہاں تو میں اب بھی یہی چاہتی۔" نہایت آرام سے گویا مصطفٰی کے سر پر بم پھوڑا۔

"کیا آپ یہ چاہتی کہ میں آپ کے ساتھ سوؤں۔" اس نے اپنی حیرانگی چھپاتے پوچھا۔

"ہاں۔" ایک لفظی جواب ملا۔

NOVEL HUT

"واقعی کیا۔" اسے واقعی شدید حیرانگی ہوئی۔

"ہاں بلکل۔" نورے نے نرمی سے سر ہلاتے کہا۔

"اس کے پیچھے کی وجہ۔" مصطفٰی کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی اس کی اچانک تبدیلی۔

"کوئی وجہ نہیں ہے تمھیں نیند اچھی آئے گی۔" نورے نے ہاتھ جھاڑتے رضائی ٹھیک کی۔

NOVEL HUT

"وہ تو مجھے صوفے پر بھی آجاتی ہے۔" مصطفٰی نے گویا اس سے اگلوانا چاہا۔

"زیادہ ٹرٹر نہیں کرو اب مینڈک کی طرح۔" نورے نے بیڈ پر بیٹھتے اس کی جانب دیکھتے ایک الگ انداز میں کہا۔

"اللہ اللہ شوہر کو کوئی مینڈک کہہ کر بلاتا ہے۔" سامنے کھڑے مصطفٰی نے حیرانگی سے پوچھا۔

"تو شوہر کیا بیویوں کی بات ٹالتے ہیں۔" نورے نے جیسے بیویوں والا رعب جھاڑا۔

NOVEL HUT

"آپ مجھ پریوں بیویوں والے حق نہیں جما سکتی۔"

"کیا تم مجھے روک سکتے ہو۔" نورے نے بھنویں اُچکا کر پوچھا۔وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔ وہ تو صحیح بیویوں والے روپ میں آگئی تھی۔ مصطفٰی سے کوئی جواب نا بن پایا۔

"آکر یہاں پر خاموشی سے سو جاؤ اور ہاں آتے ہوئے لائٹ بند کر دینا۔" رضائی اوڑھتے نورے نے زرا بلند آواز میں کہا تاکہ اسے زرا صاف صاف سنائی دے ۔تو وہ بتی بند کرتا خاموشی سے آتا دوسری جانب لیٹ گیا۔

نورے رضائی کے اندر منہ چھپائے جیسے گہری مسکراہٹ مسکرائی تھی اس نے گویا خود کو داد دی ۔ آنکھیں بند کرتے وہ سکون سے نیند کی وادیوں میں کھوئی تھی۔

NOVEL HUT

رگِ جاں سے قریب تریں

میرا سایا ساتھ تھا

اور مجھے خبر نہیں۔

☆★☆★☆★

"بیٹا جتنا دل کرے اتنا رکنا وہاں پر۔" اس سے ملتے ربینہ نے محبت سے کہا۔

"سامان گاڑی میں رکھوا آئے ہو مصطفٰی۔؟" مصطفٰی کی طرف دیکھے انھوں نے سوال کیا۔

"جی ممی۔" مصطفٰی نے نورے کی طرف دیکھتے کہا۔ نورے خود پر اس کی نظروں کی تپش بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔

"چلو بچے دھیان سے جانا۔" رمینہ سے ملتے وہ خلیل صاحب کی طرف آئی۔

"خیال رکھنا بچے۔" انھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے پیار سے کہا۔

"چلیں۔" مصطفٰی نے نورے کی جانب دیکھے کہا۔

"ویسے مجھے آپ کی یاد آئے گی۔" گاڑی میں بیٹھے ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی جب ۔ مصطفٰی کی آواز گاڑی یں گونجی۔

"اچھا وہ کیسے دو ہی دن تو ہوئے ہیں ابھی۔" اس نے مسکراہٹ ضبط کیے پوچھا۔

"ہاں تو میرے لئے یہی وقت بہت ہے پہلے آپ اتنی پاس تھوڑی ہوتی تھی تب اتنی یاد بھی نہیں آتی تھی اب تو۔" اس کے بچوں والے انداز پر نورے کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا دل کیا ہاتھ بڑھا کر اس کے گال زور زور سے کھینچے (کوچی کوچی)

"میں جلدی آجاؤں گی۔" نورے نے جیسے اسے تسلی دی۔ وہ بظاہر مسکرایا تھا مگر دل سے بہت اداس تھا۔

☆★☆★☆★

"ارے یہ کون آیا ہے۔" صوفے پر بیٹھے اخبار پڑھتے رحیم صاحب کی نظر جیسے ہی داخلی دروازے کی جانب اٹھی تو وہ مسکراتے ہوئے اٹھے اپنی جان سے پیاری لاڈلی کو دیکھ انھیں گونا سکون مل تھا ایک الگ خوشی محسوس ہو رہی تھی۔

NOVEL HUT

"ارے میری بچی کیسی ہو۔" اس کے سر پر ہاتھ رکھے رحیم صاحب بولے۔

"میں ٹھیک ہوں تایا جان ۔" اس نے مسکرا کر کہا۔ تو رحیم صاحب مصطفٰی کی جانب بڑھے۔

"مصطفٰی بچے سب ٹھیک ہے۔" مصطفٰی کے گلے لگتے رحیم صاحب نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"جی انکل سب ٹھیک۔" ان سے الگ ہوتے اس نے مسکرا کر جواب دیا ۔

NOVEL HUT

"آؤ آؤ بچوں بیٹھو۔" انھیں لیے وہ اندر کی جانب بڑھے۔

کچھ دیر میں تمام گھر والے آگئے تھے۔ نورے سب سے ملتے بہت خوش نظر آرہی تھی۔ ریحانہ کی اس سے ملتے آنکھیں بھیگی تھی۔

"خوش ہو بچے۔" نورے کو اپنے پاس بٹھاتے وہ پوچھنے لگے۔

جی تایاجان بہت خوش ہوں سب میرا بہت خیال رکھتے ہیں۔" نورے نے خوشی سے بتایا تایا جان اس کے چہرے کی خوشی بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

NOVEL HUT

"ہاں وہ تو اندازہ ہے مجھے خاص کر مصطفٰی تمھیں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دے گا ہینا مصطفٰی۔" رحیم صاحب نے مصطفٰی کی طرف دیکھے ناز سے کہا تھا۔

"جی بلکل۔" اس نے مسکرا کر نرمی سے جواب دیا۔

"چلیں آپ سب انجوائے کریں میں چلتا ہوں۔" مصطفٰی نے اٹھتے ہوئے کہا ۔

" بچے کھانے تک تو رُک جاتے۔" ابراھیم صاحب اس کے ساتھ اٹھے تھے۔

"نہیں مجھے کہیں جانا بھی ہے تو میں چلتا ہوں۔" اس نے سب کی طرف دیکھے کہا۔

NOVEL HUT

"اچھا بچے دھیان سے جانا۔" وہ ہمیشہ کی طرح جانے سے پہلے ان کی جانب جھکا تھا ۔ریحانہ نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ بنا نورے کی طرف دیکھے وہاں سے گیا تھا۔ نورے کو برا تو لگا لیکن پھر وہ گھر والوں کے ساتھ مصروف ہوگئی۔

☆★☆★☆★

"بروکب سے ویٹ کر رہا ہوں تمھارا۔" مصطفٰی پر نظر پڑھتے ہی وہ شروع ہوا۔

"کیوں میں کوئی تمھاری محبوبہ ہوں۔" مصطفٰی نے شرارت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"وہ نا سہی جگرا تو ہے نا میرا۔" اس کے کندھے پر بازو پھیلائے وہ مسکرا کر بولا۔

"اچھا۔" مصطفٰی نے چہرا موڑے اسے دیکھا۔

"ویسے تو شادی کب کر رہا۔" مصطفٰی نے ایک نیا عنوان نکالا۔

"میں بہت جلد۔" ارمان نے جیسے بات کو ہوا میں اڑایا۔ مصطفٰی کو اس کا کانفیڈنس بھایا۔

"لڑکی دیکھی کہ نہیں۔" مصطفٰی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

NOVEL HUT

" سمجھو دیکھ لی۔" اس نے کندھے آچکا کر کہا۔

"کون۔" مصطفٰی نے جاننا چاہا۔

"وہ۔۔" وہ کہتے کہتے رُکا۔

"بتانا۔" مصطفٰی نے اسے بولنے پر اُکسایا۔

"وہ عائشہ۔" ارمان نے ایک آنکھ بند کرتے کہا دوسری آنکھ بس ہلکی سی کھلی تھی۔ مصطفٰی سوچ میں پڑھ گیا۔اس نام کی تو سو ہزار لڑکیاں ہوتی ہیں وہ کس عائشہ کی بات کر رہا تھا۔ کچھ سوچتے سوچتے مصطفٰی کے زہن میں یک دم جھماکا ہوا تھا۔ وہ آنکھیں کھولے ارمان کی طرف دیکھنے لگا۔

"عائشہ کون ۔۔۔ کہی تم نور کی دوست کی بات تو نہیں کر رہے۔" مصطفٰی نے جیسے اندازہ لگایا۔

"ہاں وہی۔"

"تم اسے پسند کرتے ہو۔" مصطفٰی نے حیرانگی سے پوچھا۔ اس کے لیے یقین کرنا مشکل سا ہورہا تھا۔

"ہاں شاید ہماری ملاقات کچھ اچھی نہیں رہتی میں ان سے بہت کم ہی مل پایا ہوں کبھی کبھی تو بس دور سے ہی دیکھا ہے ایک دو بار تھانے سے لوٹتے وقت دیکھا اس دن بھابھی کے ساتھ مال میں دیکھا تھا اور پھر ولیمے والے کی دن کی ملاقات کا تو تمھیں پتہ ہے۔"

"ہمم میاں تو تم بھی کہیں نا کہیں محبت کے چکر میں پڑھ گئے ہو۔" مصطفٰی نے اس کی طرف دیکھے شریر سے لہجے میں کہا۔

"محبت کا تو پتا نہیں مگر لائف پارٹنر کے صورت میں ہاں مجھے وہ پسند ہے۔" ارمان نے بنا جھجھکے کہا تھا۔

"تو پھر کیا سوچا ہے۔" اس کی طرف دیکھے مصطفٰی نے سوال کیا۔

"یہی کہ تم بھابھی سے بات کرو اور میرے لئے رشتہ لے کر جاؤ اس کے لیے تم بھابھی کو مناؤ تب تک میں دادی سے بات کر لوں گا۔" ارمان نے مصطفٰی کی طرف دیکھے کہا۔

"تم فکر مت کرو سمجھو تمھارا کام ہوگیا۔" مصطفٰی نے اس کا ہاتھ ہلکے سے تھپکا تھا۔

"تھینک یو برو۔" ارمان مسکرا کر بولا بدلے میں وہ بھی مسکرایا تھا۔

☆★☆★☆★

"اسلام علیکم۔" فون کان سے لگاتے کی مصطفیٰ کی آواز گونجی۔

"وعلیکم سلام۔" ہلکی آواز میں جواب دیا۔

NOVEL HUT

"کیا کر رہی تھی آپ۔" مصطفٰی بالکنی میں کھڑے چاند کو تک رہا تھا۔

"میں بس ابھی باہر سے آئی کمرے میں ۔تم کیا کر رہے تھے۔" وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"میں بس آپ کو مس کر رہا تھا۔" مصطفٰی نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔

"اچھا اتنی جلدی مِس بھی کرنے لگے۔" کہتے نورے کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

NOVEL HUT

"ہاں عادت جو ہوگئی ہے۔" مصطفٰی نے اعتراف کیا۔

"کچھ دن کی اتنی پختہ عادت ہوگئی۔" نورے نے مسکرا کر پوچھا اسے اندازہ تھا۔

"بس یہی سمجھ لیجیئے۔" اس نے لب دبائے آنکھیں چھوٹی کی۔

"اچھا سنیں۔"

"ہاں۔"

"مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔" مصطفٰی لگاتار چاند کو تک رہا تھا گویا وہ اس میں اس کا چہرہ تلاش رہا تھا۔

"وہ۔۔آپ کب واپس آئیں گی۔" اس نے آنکھیں بند کرتے لبوں پر زبان پھیری۔

NOVEL HUT

"یہ ضروری بات تھی۔" نورے نے مسکراہٹ ضبط کی۔

"نہیں وہ تو الگ ہے پہلے آپ بتائیں کب آئیں گی۔"

"میں جلد آجاؤں گی ویسے تم کیوں پوچھ رہے؟ اس بارے میں تو ہم نے گھر میں بات کر لی تھی نا۔" نورے کو زرا تشویش ہوئی۔

NOVEL HUT

"ہاں وہ دراصل بات یہ ہے کہ میرا دوست ارمان آپ جانتی ہیں نا اسے۔" مصطفٰی نے بات شروع کی۔

"ہاں میں جانتی ہوں کیوں اسے کیا ہوا۔" وہ زرا غور سے سننے لگی۔

"اسے کچھ نہیں ہوا لیکن وہ کچھ چاہتا ہے۔"

"کیا چاہتا ہے وہ۔؟" نورے نے بھی اسی انداز میں پوچھا۔

"وہ چاہتا ہے ہم اس کا رشتہ لے کر جائیں مطلب آپ اور میں اس کی دادی بھی ہوں گی ساتھ۔" مصطفٰی نے اسے پوری بات بتائی۔

"وہ شادی کر رہا۔" اس نے حیرت سے پوچھا۔

NOVEL HUT

"کرنا تو چاہتا ہے اگر لڑکی مانے۔" مصطفٰی نے زرا سر کو جنبش دیتے کہا۔

"بھلا لڑکی کیوں نہیں مانے گی وہ اتنے پیارے ہیں وہ ضرور اسے دیکھ کر منع نہیں کر پائے گی۔" نورے نے خوش دلی سے کہا۔

"نہیں بات یہ ہے کہ وہ شاید اسے پسند نہیں کرتی۔" مصطفٰی نے اصل مسئلہ دریافت کیا۔

NOVEL HUT

"کیوں پسند نہیں کرتی۔"

"وہ جب بھی اس سے ملتا ہے تو وہ لڑنے مارنے پر آجاتی ہے۔"

"یہ کیسی لڑکی ہے عجیب سی۔" نورے نے ناک چڑھاتے کہا۔ مصطفٰی کو اس کے انداز سے ہنسی آئی تھی۔

"ویسے اس عجیب سی لڑکی کو آپ جانتی ہیں۔" مصطفٰی نے ہنسی ضبط کرتے کہا۔

"میں جانتی ہوں ؟ کون ہے مجھے تو کچھ یاد نہیں آرہا۔" اسے کوئی ایسی لڑکی تو یاد نہیں آرہی تھی۔

NOVEL HUT

"آپ کی کوئی بہت خاص۔" مصطفٰی نے چاہا وہ خود بوجھے۔

"میری کوئی خاص میری تو ایسی کوئی خاص۔۔۔نہی" کچھ کہتے کہتے اسے یکدم بریک لگا ۔

"ایک منٹ تم کہیں عائشہ کی بات تو نہیں کر رہے۔" نورے کو شک سا ہوا۔

"آجی آپ نے سہی پہچانا ۔" مصطفٰی نے کہتے بالوں میں ہاتھ پھیرا ۔ نورے کی آنکھیں پوری کُھلی تھی ۔

"جن کو آپ عجیب کہہ رہی وہ آپ ہی کی دوست ہیں نور میں انہی کی بات کر رہا ۔" اب مصطفٰی کو فکر لاحق ہوگی نا جانے اس کا کیا ردِ عمل ہوگا۔

"لیکن ارمان اس سے کہاں ملا ۔" نورے نے سوال کیا۔

"ارمان اسے پہلے سے جانتا تھا لیکن ملاقات ایسی کبھی نہیں ہو پائی پہلے بھی وہ ایک بار ملے تھے جب عائشہ اور وہ ملے تھے شائد اسے یاد نا ہو اب لیکن ارمان کو یاد ہے اور پھر ہمارے نکاح والی ملاقات کا تو آپ کو پتہ ہے۔" مصطفٰی نے جیسے پوری کہانی دریافت کی۔

"ہاں۔ وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا وہ واقعی اسے پسند کرتا ہے۔"

"بالکل وہ دل سے چاہتا اسے۔" مصطفٰی نے پختہ لہجے میں کہا۔

NOVEL HUT

"تو پھر میں پہلے ارمان سے بات کروں گی پھر ہی آگے کچھ سوچوں گی۔" نورے نے حل پیش کیا۔

"تو پھر آپ گھر آرہی ہیں۔" مصطفٰی نے سوچا شاید وہ اسی وجہ سے گھر آجائے۔

"فالحال تو نہیں۔" نورے نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔

"اچھا چلیں میں رکھتا ہوں اپنا خیال رکھیئے گا۔" مصطفٰی اداس ضرور ہوا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کا وہاں جانا بھی تو اس کی خواہش تھی شاید وہ گھر والوں کو مِس کر رہی تھی۔

"اوکے تم بھی ۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔ مصطفٰی نے الوداعی کلمات کہتے کال بند کی۔

"باجی آپ کو نیچے کھانے پر بلا رہے ہیں۔" نورے ابھی کچھ سوچتی کہ دروازے پر ہوتی دستک نے اس کی توجہ کھینچی ۔

"اچھا آپ جائیں میں آتی ہوں۔" اس نے آرام سے کہا تو بانو سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

کمرے میں سے آتی روشنی کو دیکھ اس کے قدم رُکے تھے ۔اس وقت تو سب کھانے کے لئے نیچے موجود ہوں گے پھر کمرے میں لائٹ کیوں جل رہی ۔ لائٹ بند کرنے کی غرض سے اس نے دروازہ وا کیا۔

"تائی۔" نسرین کے کمرے میں آتے اس کی نظر سامنے بیٹھی نسرین پر پڑھی ۔ قریب جاتے اس نے انھیں پکارا۔

"تائی۔" وہ شاید کسی گہری سوچ میں تھی جب دوسی بار پکارا تب جاکر انھوں نے نورے کو دیکھا۔

"آپ کھانا کھانے نہیں جارہی۔" نورے نے نرم سے لہجے میں پوچھا ۔

"نہیں مجھے بھوک نہیں۔" انھوں نے سرسری سا کہا۔ آنکھوں کے نیچے کے ہلکے وہ کافی کمزور دکھ رہی تھی شاید وہ اپنے کھانے پینے کا خیال نہیں رکھ رہی تھی۔

"کیوں بھوک نہیں چلیں سب کے ساتھ کھانا کھائیں۔" نورے نے ان کا ہاتھ تھامے کہا۔

"تم کس مٹی کی بنی ہو تمھیں اب بھی میری اتنی پروا ہے۔" نسرین بیگم اس کی حرکتوں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

NOVEL HUT

"اپنوں سے منہ نہیں موڑا جاتا تائی۔" اس کی اس بات کو وہ جھٹکا نہیں سکی سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ۔

"ہاں شائد تم ٹھیک کہہ رہی لیکن میں نے سب کو اپنا نہیں مانا تبھی سب مجھ سے رخ موڑ گئے ہیں۔" انھوں نے دکھ سے کہا۔

"کیوں آپ کو کوئی اپنا نہیں مانتا سب آپ کو اپنا مانتے ہیں سب بھول جائیں۔"نورے نے انھیں دلاسا دیا۔

"کیا تم سب بھول گئی ہو۔" اس کی آنکھوں میں جھانکتے انھوں نے پوچھا۔

NOVEL HUT

"ہاں میں سب بھول گئی ہو۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔بھول جانے میں ہی عافیت ہے اگر اپنوں سے ہی ناراضگیاں بدگمانیاں رکھیں گے تو خوش کیسے رہیں گے۔

"تم مجھے معاف کر پاؤ گی۔" انھوں نے نظریں اس پر جمائی رکھی۔

"میں نے آپ کو اسی دن معاف کر دیا تھا تائی غلطی شائد آپ کی بھی نہیں تھی غلط حالات بن گئے تھے ہمارے لئے۔" نورے نے ان کے پاس نیچے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"غلطی تو میری تھی میں تم سے معافی مانگنا چاہتی تھی لیکن میری ہمت نہیں ہو پائی مجھے معاف کر دو نورے۔" انھوں نے آنسو بھری آنکھوں سے اپنے ہاتھ اس کے سامنے جوڑنے چاہے تھے۔

NOVEL HUT

"آپ کیا کر رہی ہیں تائی پلیز ایسے مجھے شرمندہ مت کریں آپ بڑی ہیں آپ معافی نہیں مانگ سکتی۔" نورے نے ان کے ہاتھ تھامے تھے۔

"نورے تمھارا ظرف اتنا اعلٰی ہے کہ مجھے واقعی اپنا آپ تم سے چھوٹا لگتا ہے۔"انھوں نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔ان کی آنکھیں گیلی تھی ن

"ایسا نہیں ہے تائی آپ بڑی ہیں مجھ سے اور ہمیشہ رہیں گی اور سب بھول جائیں۔" نورے کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی پھر انھیں بھی اپنے ساتھ کھڑا کیا

"کیا باقی سب بھی مجھے معاف کر دیں گے۔" اس کا ہاتھ تھامے انھوں نے پوچھا۔

NOVEL HUT

"سب آپ کو معاف کریں گے آئیں کھانا کھانے چلیں۔" ان کو حوصلہ دیتی وہ انھیں لیے باہر کی جانب بڑھی کہا سب کھانے کی ٹیبل پر موجود تھے ۔

"مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے۔" نورے نے سب کو اپنے طرف متوجہ کیا۔

"میری خواہش ہے آپ سب تائی کو معاف کر کے پہلے کی طرح سب ہنسی خوشی رہیں۔" نورے نے مسکرا کر سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

" انہوں نے جو کیا تھا کیا اس کی کوئی معافی ہو سکتی ہے نورے اگر آج تمھاری زندگی خراب ہوتی تو کیا تب بھی تم یہی کہتی۔" تایا جان سب سے پہلے بولے تھے۔ انھیں آج بھی ان پر شدید غصہ تھا۔

NOVEL HUT

"لیکن ہوئی تو نہیں نا تایا جان اور جو بات ہوئی نا ہو اس کے بارے میں سوچ کر کیا فائدہ کیا آپ سب میرے لئے اتنا نہیں کر سکتے۔" نورے نے آنکھیں جھپکاتے معصومیت سے کہا تو سب اسے دیکھ کر رہ گئے کس مٹی کی بنی تھی وہ۔

"ریحانہ مجھے معاف کر دو میں نے سب بہت غلط کیا ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا۔" نسرین ریحانہ کے پاس جاتی معافی مانگنے لگی۔

"بھابھی آپ مجھ سے بڑی ہے آپ معافی مت مانگیں میں نے آپ کو معاف کیا۔" ریحانہ نے انھیں گلے لگایا تھا۔

"ابراھیم مجھ۔۔۔ے۔۔" وہ ابراھیم صاحب سے کچھ کہتی جب انھوں نے انھیں بیچ میں ہی روک دیا۔

"بھابھی آپ مجھ سے معافی مت مانگیں میں نے آپ کو معاف کیا شاید قسمت کو یہی منظور تھا شکر وقت رہتے سب سنبھل گیا اب آپ بھی سب بھول جائیں۔" ابراھیم صاحب نے دل سے کہا تھا۔

"تائی آپ ہماری ماں کی جگہ پر ہیں آپ ہم بچوں سے معافی مانگتی ہوئی اچھی نہیں لگتی آپ صرف ہمیں ڈانٹتی ہوئی ہی اچھی لگتی ہیں۔" ساحل نے انھیں اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

"شازم بچے اپنی ماں کو معاف نہیں کرو گے۔" نسرین بیگم آنکھوں میں آنسو لیے شازم کی طرف آئی تھی۔

" ممی یہ آپ کیا کر رہی ہیں آپ معافی مت مانگیں۔" ان کو اپنے سامنے ہاتھ جوڑے دیکھ اسے دکھ ہوا تھا۔

" میں نے تمھیں بہت مجبور کیا ان سب کے لئے بچے سب میرا قصور ہے مجھے سمجھنے میں بہت دیر لگ گئی ۔"انھوں نے روتے ہوئے کہا تو شازم نے بہت نرمی سے انھیں اپنے ساتھ لگایا تھا۔ کندھا ملتے ہی وہ روئی تھی اتنے دن کا دکھ درد باہر آرہا تھا پچھتاوے کے آنسو کے ساتھ سب بہہ رہا تھا بوجھ آہستہ آہستہ ہلکا ہو رہا تھا۔

NOVEL HUT

" لیکن ممی آپ کو اپنے کئے پر پچھتاوا ہے ہمارے لئے بس اتنا ہی بہت ہے اب بس رونا بند کریں آپ اب تو آپ کو سب نے معاف کر دیا اب تو سمائل کریں۔" ان کا چہرہ تھامے شازم نے مسکرا کر کہا تو بدلے میں وہ بھی گیلی آنکھوں سے مسکرائی تھی ۔ شازم

نے نرمی سے ان کا سر چوما تھا ۔ پھر انھوں نے رحیم صاحب کی طرف دیکھا جو ان کے دیکھنے سے ہی رخ موڑ گئے۔

"پاپا پلیز۔" شازم نے باپ کی طرف دیکھے جیسے منت کی ۔

"تایا جان میرے لئے بھی نہیں۔" نورے ان کے سامنے آتی بہت مان سے بولی تھی ۔ یہ وہ لڑکی تھی جس کی ہر خواہش وہ بچپن سے پوری کرتے آئے تھے پھر وہ کیسے آج منع کر سکتے تھے اسے ۔ انھوں نے آہستہ سے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا نورے بھی مسکرائی تھی اور باقی سب بھی ۔

"ویسے ممی آپ کی اس مرنے والی دھمکی پر سچ بتاؤں جان نکل گئی تھی میری لیکن میں یہ بات سب کے سامنے نہیں کروں گا یہ بات ایک ماں اور اس کے بیٹے کہ بیچ کی ہے تو آپ

وعدہ کریں آئیندہ کبھی ایسی بات نہیں دھرائیں گی آپ ۔" اس نے ماں کے سامنے ہاتھ پھیلایا ایسے وہ بچپن میں کرتا تھا ۔

"وعدہ بچے نہیں دھراؤں گی اب دوبارہ کبھی وہ سب۔" اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے وہ مضبوط لہجے میں بولی تھی ۔ ان کی بات پر وہ دل سے مسکرایا تھا ۔

"چلو بھئی اب سب بیٹھ کر کھانا کھاؤ ٹھنڈا ہوگیا ویسے بھی۔" رحیم صاحب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئے۔

NOVEL HUT

"میں گرم کر کے لاتی ہوں۔" ریحانہ نے برتن اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کی مدد کر دیتی ہوں۔" نورے بھی ان کی مدد کرنے چلی گئی ۔

"بابا میں نے سوچا میں آج واپس چلی جاؤں۔" کھانے کی ٹیبل پر نورے کی آواز گونجی تھی ۔

"گُل بچے اتنی جلدی کیوں۔" ابراھیم صاحب یک دم بولے ۔

"ارے کیوں ٹوک رہے ویسے بھی اب وہی اس کا گھر ہے وہ جانا چاہتی ہے تو جانے دو۔" رحیم صاحب نے انھیں ٹوکا ۔ تو وہ مسکرا گئے۔

"ویسے یہ بھی ٹھیک کیا بھائی صاحب آپ نے۔" انھوں نے ان کی کہی بات کو اہمیت دی۔

"ہاں بچے چلی جاؤ مصطفٰی لینے آئے گا تمھیں میں کال کر دیتا ہوں صبح تمھیں لینے آجائے۔" ابراھیم صاحب نورے کی طرف دیکھتے بولے۔

"نہیں بابا میں بھائی کے ساتھ چلی جاؤں گی۔" اس نے ساحل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

" اچھا بچے جیسا تم مناسب سمجھو میں اور بھائی صاحب کسی کام سے جارہے ہیں۔ تم اپنا دھیان رکھنا۔" ابراھیم صاحب اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے تھے۔

"جی بابا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ساحل وقت پر چھوڑ آنا اسے۔" رحیم صاحب نے ساحل کو دیکھتے کہا۔ تو وہ سر ہلا گیا۔

"سیدھا بولتی نا میڈم کہ آپ کو مصطفٰی کو سرپرائز دینا ہے۔" ساحل نے اس کے کان میں کہا۔ تو وہ اسے اپنی سیاہ آنکھوں سے دیکھ کر رہ گئی۔ وہ آرام سے پیچھے ہو کر بیٹھ گیا۔

"تنگ نہیں کرو میری بچی کو۔" ریحانہ نے اس کے سر پری سی لگائی۔ نورے نے اسے دیکھتے آنکھیں گھمائی تھی جیسے کہنا چاہ رہی ہو اب بولو کچھ۔ وہ منہ بنا کر رہ گیا۔

"امی میں چیزیں سمیٹ لوں اپنی۔" اپنے ماں کے ساتھ کام ختم کرتے وہ ان سے کہنے لگی۔

"نورے بیس منٹ تک تیار ہو جاؤ گی۔" ساحل اس کی طرف آتے پوچھنے لگا

" جی بھائی بس چیزیں سمیٹنی ہیں بس۔"اس کی بات پر وہ سر ہلا گیا۔

" چلو میں بھی دوست سے ملنے جا رہا تھا ویسے بھی تمھیں چھوڑ کر پھر وہاں چلا جاؤں گا تم ریڈی ہو جاؤ۔" اسے کہتے وہ وہاں سے چلا گیا۔

نورے کو کچھ وقت ہی لگا تھا تیار ہونے میں اور وہ تیار ہو کر نیچے آگئی تھی ۔ پہلے ماں اور تائی سے ملی۔

"اپنا دھیان رکھنا نورے۔" ریحانہ اس کے گلے لگتے کہنے لگی ۔

"جی امی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"تائی سب بھول جائیں اور سب کے ساتھ خوشی خوشی رہیں میں نا سنوں کہ آپ دوبارہ سے اداس ہو کر کمرے میں چھپ کر بیٹھی ہیں۔ اگر آپ کو تایا جان تنگ کرے تو مجھے بتائیے گا ہم دونوں مل کر ان کی پٹائی کریں گے ۔" تائی کے پاس آتے اس نے کہا۔ تو وہ اسے گلے سے لگا گئی آج سہی معنوں میں نورے کو انھوں نے قبول کیا تھا دل سے ۔ وہ

کبھی اس کے دل کی خوبصورتی کو جن ہی نہیں سکی تھی۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے سمجھ انسان کو آتو جاتی ہے مگر دیر سے۔

"ممی آپ کی ٹیم تو خطرناک ہوگئی ہے۔" ماں کے کان کے پاس جھکتے شازم نے کہا۔

"تو آپ کو کیا پرابلم ہے۔" نورے نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھے تو کوئی پرابلم نہیں۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"ویسی تائی اب آپ ان کی شادی کروا دیں بڈھے ہوگئے ہیں اب تو۔" نورے نے تائی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے شریر لہجے میں کہا۔

"واٹ میں بڈھا کہاں سے ۔۔۔" شازم کا تو منہ ہی کھلا رہ گیا ۔ اس نے ماں کو دیکھا جو اب ہنس رہی تھی ۔

"چلیں امی اللّٰہ حافظ ۔" نورے نے ماں کی طرف ہاتھ لہرایا ۔

"میں بڈھا ہوں کیا ممی ۔" اس نے ماں کی طرف دیکھتے پوچھا ۔

NOVEL HUT

" بچے ویسے ٹھیک تو کہہ رہی نورے اب عمر ہو گئی ہے تمھاری ۔۔" انھوں نے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا ۔

"میری عمر ممی آپ بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا رہی مجھے بات ہی نہیں کرنی آپ سے۔" وہ ناراض ہوتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

"ارے کہاں جا رہے ہو۔" پیچھے سے ماں کی پکار پر وہ زرا دیر کو رکا کر مڑا تھا۔

"جہاں بھی جاؤں گھر نہیں آوں گا۔" اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تو نسرین سر نا میں ہلاتی ہنسی گی

NOVEL HUT

"یہ بچے بھی نا۔"

"بھائی سامان رکھ دیا آپ نے میرا سارا کہیں رہ نا جائے کچھ۔" گاڑی میں ادھر ادھر نظر دوڑاتے نورے نے کہا۔

"ہاں سب رکھ دیا ہے کیا ہوگیا اگر رہ گیا دوبارہ لینے آجانا۔" ساحل نے اسے تنگ کرنے والے انداز میں کہا۔

"میں کیوں آوں آپ لادینا نا مجھے۔" نورے نے کندھے اچکائے۔

NOVEL HUT

"بھئی مجھے تو بہت کام ہے خود آجانا اپنے میاں کے ساتھ۔" اس نے اپنی جان چھڑواتے ہوئے کہا۔ نورے کا اس کی میاں والی بات پر رنگ بدلا تھا لیکن وہ جلد سنبھل گئی۔

"ہیلو بڈی مجھے زرا ڈراپ کر دے۔" گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے شازم نے کہا۔

"اگر آپ کی آنکھیں ہیں اور کام کر رہی ہیں تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ مجھ چھوڑنے جا رہے آپ بعد میں چلے جائیے گا۔" نورے نے پیچھے مڑتے اس سے کہا۔

"نہیں میرا کام امپورٹینٹ ہے پہلے مجھے لے جائے گا میرا بھائی ہینا برو۔" شازم نے ساحل کا کندھا تھاما۔

NOVEL HUT

"میں۔۔۔" ساحل کچھ کہتا کہ نورے نے بات شروع کر دی۔

"بلکل نہیں بھائی آپ پہلے مجھے چھوڑنے چلیں گے۔"

"پہلے میں ۔" شازم نے انگلی اپنے طرف کرتے ہوئے کہا۔

اچھا چپ کرو دونوں شازم ہم پہلے نورے کو چھوڑنے جائیں گے بابا کا آرڈر ہے "پھر میں تجھے لے جاؤں گا جہاں تو کہے اوکے۔" نورے کی آنکھیں چمکی تھی۔اس نے شکر گزار آنکھوں سے ساحل کو دیکھا تھا۔

"فائن۔" اس نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا پھر وہ سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"تم مجھ سے بات مت کرنا اب۔" شازم نے گلا کیا۔

"میں تو کروں گا۔"ساحل بھی کہاں پیچھے رہنے والا تھا۔

"یہ لو بھئی تمھارا گھر آگیا۔" گھر کے باہر گاڑی روکتے ساحل نے نورے سے کہا۔

"سامان نکال لیا سارا وہ نا ہو پھر کہے شازم نے چرا لیا۔" اس کی بات پر نورے کا منہ کھلا رہ گیا تھا۔

"کیا پتا ایسا ہو بھی سکتا ہے۔" نورے نے اسے اسی کی بات واپس لوٹائی۔

"واٹ اب میں تمھاری نظر میں چور بھی ہوگیا۔" اس نے حیرانگی سے پوچھا۔

"اس سے کم بھی نہیں۔"نورے نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

"ساحل اپنی بہن کا منہ بند کروا ورنہ تو۔"

"ورنہ تو کیا کر لیں گے آپ۔"

"میں تمھارے پیچھے کتا لگا دوں گا۔" شازم کو پہلے کچھ سمجھ نہیں آی پھر اسے یاد آیا اسے کتوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔

"کتا۔۔۔" نورے نے دہرایا اس کو چپ لگ گئی تھی رنگ مانو چہرے کا اڑھ چکا تھا صرف ایک لفظ سے اس نے نورے کا منہ ہی چپ کروا دیا۔

NOVEL HUT

"آپ سب یہاں۔" مصطفٰی جو ابھی ابھی باہر نکلا تھا ان تینوں کو وہاں دیکھے حیرت بھی ہوئی تھی اور نورے کی موجودگی پر وہ خوش بھی ہوا تھا۔

"مصطفٰی ہم تو نورے کو چھوڑنے آئے تھے۔" ساحل نے مسکرا کر کہا۔

"بھئی سنبھالو اپنی بیوی کو ورنہ ہمیں کھا جائے گی۔چل برو ہم نکلتے ہیں۔" شازم نے کہتے ساحل کا بازو تھاما۔ اور دونوں سیکنڈ میں گاڑی میں بیٹھے تھے۔

"میں کوئی بھوتنی ہوں جو کھا جاؤں گی۔۔" نورے پیر پٹخ کر رہ گئی۔

"نور وہ چلے گئے ہیں۔ اور آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں کچھ کہا کسی نے آپ سے تو مجھے بتائیں ۔" مصطفٰی نے اس کا غصہ دیکھتے پوچھا ۔ وہ کبھی یوں غصہ تو نہیں ہوئی تھی۔

"کچھ کہا دونوں نے مل کر دماغ چاٹ لیا میرا پورا راستہ۔" نورے نے غصے سے راستے کو دیکھے کہاں جہاں سے وہ ابھی گزرے تھے۔

"اچھا آپ یہ سب مجھے دیں اور اندر چلیں۔" اس کے ہاتھ سے چیزیں لیتے وہ اسے لیے اندر کی جانب بڑھا۔

NOVEL HUT

"نورے بچے تم آگئی۔" رہینہ کی دور سے ہی اس پر نظر پڑھ گئی۔

"اسلام علیکم خالہ۔"

"اوپس سوری ۔ ممی۔" اس نے ان کی آنکھیں چھوٹی ہوتے دیکھ اس نے اپنا جملی ٹھیک کیا تو وہ مسکراتے ہوئے اس سے گلے ملی۔

"ساحل کے ساتھ آئی ہو۔"

"جی۔" نورے نے ان کو دیکھتے جواب دیا۔

"وہاں سب کیسے تھے۔"

" سب ٹھیک تھے آپ کو سلام بھی دے رہے تھے ۔ اور امی آپ کو بہت یاد کر رہی تھی ۔"نورے نے خوشی سے سب کا حال بیاں کیا۔

"و علیکم سلام۔تو تم لے آتی ریحانہ کو ساتھ ۔" ریحانہ نے مسکرا کر کہا ۔

"جی وہ آج تو نہیں آسکی لیکن پھر کبھی آئیں گی۔"

"اچھا تم آرام کرو تھک گئی ہوگی۔" رینہ اس کا ہاتھ ہلکا سا ڈناتی بولی تھی۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں ۔ بابا کہا ں ہیں۔" خلیل صاحب کہیں نظر نہیں آرہے تھے ۔

"وہ تو کسی کلائنٹ سے ملنے گئے ہیں کہہ رہے تھے دوپہر تک واپس آجائیں گے۔" ان کی بات تحمل سے سنتے اس نے سر ہلایا۔

"خالہ میں کچھ بات کرنا چاہتی تھی آپ سے۔" اس نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ہاں بچے بولو۔" وہ پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ تھی۔

"وہ کیا میں سکول واپس سے جوائن کر سکتی۔" اس نے آنکھیں چھوٹی کیے معصومیت سے کہا۔

"ارے اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے تم ضرور جوائن کرو اور رُکو میرے پاس تمھارے لئے ایک اچھی خبر ہے۔" ربینہ اٹھتی اپنے کمرے کی طرف گئی۔

"کیا خبر ہے۔" اس نے مصطفٰی سے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا۔

"میں تو کچھ نہیں جانتا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"یہ لو۔" کمرے سے واپسی کچھ منٹ بعد ہوئی جب اُنھوں نے آکر ایک لفافہ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

"یہ کیا ہے خالہ۔؟" لفافہ تھامے اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"یہ پیپرز میں نے خود سائن کیے ہیں اور مجھے اس قابل تم ہی لگی بچے اب میری عمر ہو گئی ہے میں اب آرام چاہتی ہوں ۔ اور تمھیں اب ٹیچنگ کرنے کی ضرورت نہیں ٹیچرز کی سیٹس آلریڈی فُل ہیں۔ بلکہ تم تو اب ٹیچر سے بھی اعلٰی عہدے پر ہو گی کیوں کہ تم اب سے سکول کی ہیڈ ہو ۔ جب دل کرے چکر لگا لیا کرنا ۔باقی کا نظام فرزانہ دیکھ لے گی۔"
فرزانہ ان کی کافی وفادار تھی وہ بہت سالوں سے اس سکوں کی ٹیچنگ کر رہی تھی اب وہ کوارڈینیٹر کے عہدے پر فائز تھی ۔

NOVEL HUT

"لیکن خالہ یہ سب میں کیسے سنبھال سکوں گی۔" نورے نے لفافے کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

"تم ہی تو سنبھال سکوں گی سب کچھ ٹیچنگ کرتے تم نے وہاں اتنا سب سنبھال لیا تھا تو سوچو اب کیا نہیں کر سکتی تم ، میں نے کچھ سوچ کر ہی تو یہ زمہ داری تمھیں دی ہے بچے ۔

تمہیں میرے اس فیصلے سے کوئی اعتراض تو نہیں۔؟" ربینہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے پوچھا تھا۔

"نہیں خالہ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے اس قابل سمجھا میں وعدہ کرتی ہوں اپنی اس زمہ داری کو بخوبی نبھاؤں گی۔" اس نے دل سے کہا تھا۔ ربینہ مسکرا دی تھی۔ مصطفٰی بھی خوش نظر آرہا تھا۔

"انشاءاللہ۔" مصطفٰی نے زیرِلب کہا۔

"خالہ۔میں۔۔"

NOVEL HUT

"پھر سے خالہ۔" نورے نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"سوری ممی۔" اس نے اب کی بار کہا تو ربینہ مسکرائی۔

" وہ میں چاہتی آج کا کھانا میں بناؤں۔" اس نے پہلے ربینہ کی طرف دیکھا پھر مصطفٰی کی طرف۔

" بچے جو دل کرے وہ بناؤ اس میں پوچھنے والی کون سی بات۔" ربینہ نے خوش دلی سے کہا۔

"اب تم بنا ہی رہی ہو تو کچھ میٹھا بھی بنا دینا تمھاری پہلی رسوئی ہے تو۔" ربینہ نے ہاتھ نرمی سے اس کے گال پر رکھا تھا۔

"جی۔" نورے نے معزز انداز میں کہا۔

"اسلام علیکم بابا۔" کھنے کی ٹیبل پر چیزیں رکھتے اس نے خلیل صاحب کو سلام کیا وہ کچھ دیر پہلے ہی گھر لوٹے تھے۔

NOVEL HUT

"وعلیکم سلام بچے۔ آپ کب آئی۔" اُنھوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"جی بس صبح ہی۔"

"کچھ دن رہ لیتی وہاں پر اتنی جلدی آگئی۔" خلیل صاحب نے اس کی طرف دیکھے کہا۔

"بس میرا دل کیا میں اپنے گھر جاؤں تو میں آگئی وہاں پھر کبھی چلی جاؤں گی۔" مسکر کر کہا تو باقی سب بھی مسکرا دیے۔

"بلکل بچے یہی تو آپ کا گھر ہے وہ بھی آپ کا گھر ہے جب دل کرے آیا جایا کرنا ہماری طرف سے کوئی روک ٹوک نہیں۔" انھوں نے محبت سے کہا۔

"آج سب آپ کی بہو نے بنایا ہے۔" ربینہ نے اُن کی پلیٹ میں دال اور چاول ڈالتے کہا۔

"کیا واقعی۔" خلیل صاحب نے آنکھیں اُٹھائے پوچھا تو نورے مسکرائی تھی۔

"بھئی تو پھر مجھے جلدی کھانا چاہیئے نا۔" انھوں نے کہتے کھانا شروع کیا۔ ان کی بات پر مصطفٰی مسکرایا تھا۔

"واہ۔۔۔ ماشاءاللہ بچے کیا لزیز کھانا ہے۔ ویسے ہم تمھارے ہاتھ کا کھانا کھا چکے ہیں لیکن آج کے کھانے میں کچھ الگ مٹھاس ہے۔" پہلا نوالا لیتے ہی وہ اس ذائقے کے دیوانے ہوئے تھے۔

" شایدیہ اس وجہ سے کہ پہلے کھانا ہماری بھانجی نے بنایا تھا لیکن آج کا کھانا ہماری بہو نے بنایا ہے۔" ربینہ نے فخر سے بتایا تھا۔

"بلکل سہی کہا آپ نے۔" خلیل صاحب نے بھی اعتراف کیا۔

"یہ لو بچے۔" خلیل صاحب نے کچھ نوٹ اس کے سامنے کیے۔

"بابا یہ۔۔"

"رکھ لو بیٹا شگُن ہے شگُن کو نا نہیں کہتے۔" خلیل صاحب نےپیار سے کہا تو وہ نا نہیں کہہ سکی اس نے وہ نوٹ تھام لیے۔ مصطفٰی ساری کاروائی انجوائے کرتے مسکرا رہا تھا۔

"ہمارے ہاں بہو کو پہلی رسوئی پر کچھ نا کچھ ضرور دیتے ہیں لیکن فلحال اسی سے کام چلاؤ تمھارے لئے کچھ اچھا سا لوں گی۔" ربینہ نے اسے اپنے پاس بٹھاتے کہا۔

"ممی اس کی ضرورت نہیں ہے میرے لئے یہی کافی ہے۔" نورے نے مسکرا کر کہا۔

"وہ سب تو ہے بچے لیکن یہ سسرال والوں کی طرف سے تحفہ ہوتا ہے بہو کا۔" ربینہ نے سمجھاتے ہوئے کہا تو وہ سر ہلا گئی۔

NOVEL HUT

"بابا میں نے آپ دونوں سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔" نورے نے دونوں کی طرف دیکھتے کہا۔

"ہاں بچے بولو۔" خلیل صاحب متوجہ ہوئے۔

"وہ میں چاہتی تھی آپ دونوں ہمارے ساتھ ارمان بھائی کیلئے عائشہ کا ہاتھ مانگنے چلیں۔" نورے نے بلا جھجھک کہا۔

"ارمان مصطفٰی کا دوست۔" خلیل صاحب نے کہا۔

NOVEL HUT

"جی وہی۔"

"لیکن بچے یہ سب یوں اچانک۔اور ارمان کیلئے عائشہ کون۔" خلیل صاحب نے نورے کی طرف دیکھتے پوچھا۔

"بیٹا کہیں یہ تمھاری وہی دوست تو نہیں جس سے میں شادی پر ملی تھی ۔" یاد آنے پر ربینہ نے نورے سے پوچھا۔

"جی وہی ۔ ویسے وہ چاہتے تھے کہ میں اور مصطفٰی ان کا رشتہ لے کر چلیں ان کی دادی کے ساتھ لیکن میں نے سوچا یہ سب ہم سے زیادہ آپ بڑے بہتر سمجھ سکتے ہیں آپ کا تجربہ ہم سے زیادہ ہے ۔ وہ مصطفٰی کے ایک لوتے دوست ہیں جو بنا ماں باپ کے بڑے ہوئے ہیں ان کی زندگی میں آپ دونوں کی جگہ ماں باپ کے سماں انھیں بھی اچھا لگے گا اگر آپ ان کی اس خوشی میں ہمارے ساتھ شامل ہوں گے ۔" نورے نے بہت مان سے کہا تھا وہ دونوں منع کیسے کر سکتے تھے ۔

"بیٹا یہ تو بلکل ٹھیک کہا اور ہم ارمان بیٹے کی خوشی میں ضرور شامل ہوں گے وہ ہمارے لئے مصطفٰی کی طرح ہی ہے ۔ تو پھر کب چلنا ہے بتاؤ۔؟"

"آج ہی ۔۔" نورے نے کہا ۔

"چلو پھر تیاری کرو اور انھیں بھی بتا دینا۔" خلیل صاحب کہتے اٹھے تھے ۔

"نوریہ سب آپ نے کب سوچا اور مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔" ماں باپ کے جانے کے بعد مصطفٰی نے نورے کو مخاطب کیا۔

"وہ اس لئے کہ میں چاہتی تھی کہ جو تم نے مجھ سے میری ہی زبان سے میری دوست کو عجیب کہلوایا یہ اس کا بدلا تھا چھوٹا سا۔" نورے نے آنکھیں گھمائی۔

"لیکن میں نے کہاں کہلوایا آپ نے خود ہی کہا۔" مصطفٰی معصوم سی شکل بنا کر بولا۔

"اگر تم پہلے ہی اس کا نام لے لیتے تو میں ایسا نا کہتی۔" نورے نے حل پیش کیا لیکن اب تو کوئی فایدہ نا تھا۔

NOVEL HUT

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن آپ نے ۔۔۔" مصطفٰی کی بات اس نے بیچ میں روکی ۔

"اب تم یہ سب چھوڑو اور ارمان کو فون کرو کہ وہ تیاری کریں جانے کی۔" نورے نے جیسے حکمیہ انداز میں کہا۔

"اب میں جاؤں یا اور کچھ پوچھنا ہے۔" نورے نے اس کی طرف دیکھے کہا ۔ کیوں کہ وہ آنکھیں نکالے اسے ہی دیکھنے جا رہا تھا۔

"نہیں اور کچھ نہیں پوچھنا۔" اس نے سر دائیں بائیں ہلایا تو وہ سر ہلاتی جانے لگی۔

NOVEL HUT

"اچھا سنیں۔" وہ اب چند قدم ہی لے پائی تھی جب مصطفٰی نے اسے دوبارہ پکارا۔ وہ مڑ کر اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھنے لگی۔

"آپ نے تو کہا تھا آپ کچھ دن گزاریں گی پھر آپ اتنی جلدی کیسے آگئی۔" مصطفٰی نے دل کی سنتے اس سے آخر پوچھ ہی لیا۔

"کیوں تمھیں میرے جلدی آنے سے کوئی مسئلہ ہے۔" نورے نے آئیبرو اٹھا کر پوچھا۔

"نہیں ایسا تھوڑی کہا میں نے۔"

"ان ڈائریکٹلی کہنا تو یہی چاہ رہے ہو۔" نورے نے ہاتھ سینے پر باندھ کہا۔

"میں ۔۔۔" مصطفٰی سے الفاظ نہیں بن پائے کہ آخر وہ اب کیا کہے۔ لیکن اس کی ضرورت ہی نہیں رہی کیوں کہ نورے کی اگلی بات نے سب صاف کر دیا تھا۔

"مجھے اپنے گھر کی یاد آرہی تھی سو میں آگئی ۔ اب اور بھی کچھ پوچھنا ہے یا میں جاؤں۔"
اس نے محض سر کو نا میں جنبش دی تو وہ وہاں سے کچن کی طرف چلی گئی ۔ پیچھے وہ مسکرا کر رہ گیا۔ اس نے اپنا گھر کہا تھا اسے اپنے گھر کی یاد آرہی تھی یا یوں کہو شاید اسے مصطفٰی کی یاد آرہی تھی لیکن اس نے کہا نہیں وہ سوچ کر رہ گیا ۔

"کیسے ہو ۔" کمرے میں آتے اس نے ارمان کو کال ملائی۔

NOVEL HUT

"ٹھیک ہوں تو بتا۔"

"میں نے یہ بتانے کیلئے فون کیا تھا کہ بیٹا تیار ہو جا آج ہم تیرا رشتہ لے کر جا رہے۔"

"تو۔۔تو سچ کہہ رہا ہے۔" وہ بوکھلاتے ہوئے بولا تھا ۔ حیرت کے مارے اس سے بولنا مشکل سے ہورہا تھا ۔

"کیا میں تجھے جھوٹ بولوں گا۔" مصطفٰی نے بھنویں اچکائی۔

"نہیں ایسا تو نہیں ہے لیکن کیسے ہوا یہ سب تم نے تو کہا تھا بھابھی پہلے خود مجھ سے بات کریں گی۔" ارمان کو کچھ سمجھ نہیں آئی تھی نورے کے اس بات کی۔

"وہ شاید ایسے ہی کہا تھا انہوں نے لیکن میں جانتا ہوں وہ یقین کرتی ہیں تجھ پر۔" مصطفٰی نے اسے یقین دلایا ۔ اسکے کندھے سے کافی بوجھ ہلکا ہوا تھا ۔ پھر ادھر ادھر کی تھوڑی باتیں کرتے مصطفٰی نے کال بند کی تھی۔

☆★☆★☆★

NOVEL HUT

دروازہ کھلتے جیسے ہی عائشے کی نظر سامنے پڑھی تو وہاں ان سب کو کھڑے دیکھ اسے شدید حیرت ہوئی تھی وہ سب ساتھ اور اس وقت اس کے گھر کیا کر رہے تھے۔ خود پر قابو پاتے پہلے اس نے ادب سے سلام کیا۔

"اسلام علیکم ۔۔ !"

"و علیکم سلام بچے کیسی ہو آپ۔" دادی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ۔

"میں ٹھیک ہوں دادی آپ کیسی ہیں۔" اسے دادی کا انداز بہت بھایا تھا ۔

"کون آیا ہے عائشے ۔؟" پیچھے سے عائشے کے بابا کی آواز آئی تھی ۔

NOVEL HUT

"بابا وہ ۔۔" ابھی وہ کچھ کہتی جب دوسری طرف سے عائشے کی ماں آگے آئی تھی ۔

"ارے آپ آندر آئیں نا باہر کیوں کھڑے ہیں ۔" عائشہ کی ماں نے دادی سے سلام دعا کی ۔پھر سب کو اندر آنے کی پیشکش کی ۔

"عائشہ بچے بری بات انہیں اندر آنے کے بجائے تم نے دروازے پر کھڑا کیا ہوا۔" عائشے کی ماں نے زرا سا ڈانٹنے والے انداز میں کہا ۔ اور اتنے میں ہی ارمان کو ہنسی آئی تھی وہ پٹر پٹر۔ کتی زبان شاید صرف باہر والوں کے لئے تھی گھر پر وہ ایک معصوم سی گڑیا لگ رہی تھی۔ وہ سوچ کر رہ گیا ۔

NOVEL HUT

"جی وہ۔" اس سے کچھ بن نا پایا ۔

"کوئی بات نہیں ہم بچی سے حال چال پوچھ رہے تھے ۔" دادی نے محبت سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دی ۔

"کیسی ہو۔" نورے اس کے گلے لگتے اس کے کان میں بولی۔

"میں تو ٹھیک ہوں لیکن یہ سب اور تمھاری فیملی یوں اچانک ہمارے گھر۔" وہ اب بھی حیرت میں مبتلا تھی۔

"وہ سب بھی پتہ لگ جائے گا صبر رکھو چلو آؤ ہم تیار ہوتے ہیں۔" نورے اس کا ہاتھ تھامتی اس کے کمرے کی طرف جانے لگی۔

"تیار کیوں کوئی خاص بات ہے۔" اس کے پیچھے پیچھے چلتے عائشے نے کہا۔

"اُف ایک تو تم بولتی بہت ہو یار۔" نورے سر تھام کر رہ گئی۔

"یار یہ سب فارمیلیٹیز ضروری ہیں کیا۔" اپنے پاس بیٹھے مصطفٰی کے کان میں سرگوشی کی۔

"ضروری ہے میرے بھائی صبر رکھ تو اتنا اتاولا کیوں ہو رہا ہے۔" مصطفٰی نے اسے زرا تسلی دی۔

"نورے بس یار اتنا کون تیار ہوتا ہے اور ہم جا کہاں رہے ہیں گھر پر ہی تو ہیں۔۔ اور یہ گھونگٹ کیوں یہ ہٹاؤ۔" اپنے سامنے بکھری چیزوں کو دیکھتی وہ نورے سے کہنے لگی۔ ویسے تو وہ سجنا سنورنا پسند کرتی تھی مگر آج اسے یہ سب عجیب لگ رہا تھا۔ اوپر سے گھونگٹ اللہ اللہ۔۔

"ہاں ویسے یہ اوور لگ رہا اسے ہٹا رہنے دیتے ہیں۔" نورے نے بھی گھونگٹ ہٹانا مناسب سمجھا باقی وہ کافی خوبصورت لگ رہی تھی تیار ہو کر۔

"چلو اٹھو اب۔" نورے نے اسے بازو سے پکڑتے اٹھایا۔

"کہاں۔" عائشہ کو سمجھ نہیں آرہا تھا یہ ہو کیا رہا ہے اس کے ساتھ۔

"نیچے اور کہاں۔" نورے نے بھی اسی انداز میں کہا۔

"بچے یہ لو اور سب کو سرو کرو۔" نیچے پہنچنے پر اس کی ماں اس کے ہاتھ میں کھانے پینے کی اشیاء کی ٹرے تھماتے ہوئے بولی۔

"ماما میں کیوں شانو کا کا کر لیں گے نا۔" عائشہ کو ان سب کے سامنے یوں جانا مناسب نا لگا ۔

"میں نے کہہ دیا نا اب جاؤ۔" ماں نے کہہ دیا بس کہہ دیا اب اس کے پاس کوئی جواز نہیں بچا تھا ۔

"وہ دیکھ۔" مصطفٰی نے نورے کے ساتھ عائشہ کو آتے دیکھ ارمان کا کندھ ہلایا تھا ۔ اس کے ہلانے پر جب اس نے اس طرف دیکھ تو دیکھتا ہی رہ گیا ۔ ہلکے ہلکے میک اپ میں اور سادہ سے جوڑے میں ملبوس وہ بہت نکھری نکھری سی اور خوبصورت لگ رہی تھی ۔ وہ نظریں ہٹا نہیں سکا ۔ مصطفٰی نے اسے ہلاتے ہوش میں لایا تھا ۔ تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا ۔

"ارے بچے آجاؤ ہمارے ساتھ بیٹھو یہاں۔" دادی نے اسے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

"اتنی پیاری بچی ہے ہماری بلکل پھولوں جیسی۔" اس کے گلوں پر ہاتھ پھیرتے دادی بہت نرم لہجے میں بہت محبت سے بولی تھی۔ عائشہ کو بہت پیاری لگی تھی۔ اس کی اپنی دادی نہیں تھی لیکن ان میں اسے اپنی دادی کی جھلک نظر آئی تھی۔

NOVEL HUT

"ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں آپ کی بچی کو ہمیشہ خوش رکھیں گے۔" اس کا ہاتھ تھامتی دادی نے اس کے ماں باپ کی طرف رخ کرتے پر عزم لہجے میں کہا۔

"ہمیں یقین ہے دادی۔" عائشے کے پاپا غلام اکبر نے مسکرا کر کہا تو دادی بھی مسکرا دی۔ عائشہ کو اب واقعی تشویش ہونے لگی۔

"ارمان بھائی آجائیں عائشے ہمیں اپنے گھر کا وزٹ کروائے گی۔" نورے نے اٹھتے ہوئے کہا تو ارمان باقی سب کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں بچے جاؤ دیکھ آؤ۔" عائشے کے پاپا نے بھی حامی بھری پھر عائشے کو اشارہ کیا تو وہ اٹھ گئی۔

NOVEL HUT

"نورے میں نے کب ۔۔۔ اور یہ سب کیا ہے یار۔" چلتے چلتے وہ نورے کے کام میں کھسر پھسر کرنے لگی۔

"چپ کر گھر آئے مہمان کے ساتھ بندہ زرا تحمل سے بات کرتا ہے۔ اوپر سے جب وہ تیرے رشتے کے لئے آئے ہوں۔" نورے نے اسے ٹوکا تھا۔

"واٹ رشتہ۔" عائشہ کا منہ تو کھلا ہی رہ گیا تھا۔

"ہاں۔" نورے نے جواباً سادہ سے لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ سب کب طے ہوا اور تم مجھے اب بتا رہی ہو۔" عائشہ اس سے سخت ناراض نظر آرہی تھی مگر اصل بات تو یہ ہے کہ یہ ناراضگی زیادہ وقت کی نہیں تھی۔

"پہلے بتاتی تو تم بھاگ نا جاتی۔" بظاہر سنجیدگی مگر نورے نے اس کا مزاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

"اب تو یہ مت کہنا کہ وہ لوگ ارمان کے لئے میرا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔" بنا اس کی پہلی بات کا اثر لئے اس نے ایک اور سوال پیش کیا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھتے عائشے نے پوچھا۔

"تم بلکل سہی سمجھی ہو ایسا ہی ہے۔" نورے نے بھی اس کی آنکھوں میں دیکھتے مسکرا کر کہا۔

"واٹ کبھی نہیں اس انسان کی تو میں شکل بھی نا دیکھو۔" اس نے جیسے ہاتھ اٹھائے تھے۔

"عائشہ آرام سے انہوں نے سن لیا نا تو۔" نورے نے اسے کچھ کہنے سے باز رکھا۔ ارمان مصطفٰی کے ساتھ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

"تو سنیں میں کیا ڈرتی ہوں اس سے۔" اس نے بھی ہار کہاں ماننی تھی۔ نورے سر پیٹھ کر رہ گئی کہ لڑکی سدھرنے والی نہیں تھی۔

"نور آپ زرا میرے ساتھ چلیں کچھ کام ہے۔" مصطفٰی اس کے نزدیک آتے کہنے لگا آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تو وہ جیسے پوری بات سمجھ گئی۔

"کیسی ہیں آپ۔" ن دونوں کے جاتے ارمان نے بات کا آغاز کیا۔

"م۔میں ٹھیک ہوں۔" عائشہ نے سادہ سا جواب دیا لیکن اس کی طرف دیکھ نہیں ۔

"اس میں بھابھی کی کوئی غلطی نہیں ان سے میں نے کہا تھا مجھے آپ سے اکیلے میں کچھ بات کرنی ہے۔" ارمان نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"جی کیا بات کرنی ہے آپ کو مجھ سے بتایں میں سن رہی ہوں۔" عائشے کو تپ تو چڑھی تھی لیکن وہ کنٹرول کر گئی ۔

"آئی نو آپ کی نظروں میں میری امج کچھ اچھی نہیں ہیں لیکن یقین جانے میں برا نہیں ہوں۔" اس کی طرف دیکھتے ارمان بہت دل سے بولا تھا ۔ واقعی وہ ایک اچھا انسان تھا (لیکن یہ لڑکی مانے تو نا) ۔

NOVEL HUB

"مجھے پتا ہے آپ کیسے ہیں۔" عائشہ نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی۔

"دیکھیں اگر آپ کا رویہ ایسا رہا تو ہم بات کیسے کریں گے۔" ارمان کو اس کا رویہ بہت روڈ لگا تھا تبھی اس نے ایسا کہا۔

"اوکے فائن میرا رویہ ٹھیک ہے آپ کر سکتے ہیں بات۔" اس نے اپنے رویے میں زرا نرمی لاتے کہا۔

NOVEL HUT

"کیا آپ کو ہماری پہلی ملاقات یاد ہے۔" اس کی طرف دیکھتے ارمان نے پوچھا۔

"جی یاد ہے نکاح والے دن۔" بنا اس کی طرف دیکھے عائشے نے جواب دیا۔

"نہیں اس سے پہلے بھی ہم مل چکے ہیں۔" اس کا کہنا تھا کہ وہ سر اٹھا کر ٹکر ٹکر اسے دیکھنے لگی۔

"اس سے پہلے کب مجھے تو کچھ یاد نہیں۔" عائشے نے دماغ پر زور دیا لیکن پھر بھی کچھ یاد نہیں آیا۔

NOVEL HUT

"آپ کو یاد ہے آپ پر غنڈوں نے حملہ کیا تھا۔" ارمان نے اسے اتنا عرصہ پہلے اس کے ساتھ ہوئے ایک انسڈنٹ کی یاد دلائی۔

"غنڈوں نے ۔۔؟" عائشہ نے بہت دھیان لگ کر سوچا تو اسے سب یاد آیا تھا اس کے سامنے اس رات کے مناظر گھومنے لگے ۔

'نو ماہ پہلے'

" تم لوگ اس بچی کو جانے دو گھر ۔"ایک ضعیف آدمی نے ان غنڈوں کو روکنا چاہا ۔ وہ کچھ گاؤں کے لڑکے تھے جو اکثر شراب کے نشے میں دھدر رہتے تھے ۔ اسی شراب نے انھیں غنڈا بنا دیا تھا کبھی چوری کبھی کیا کبھی کیا ۔

"اوئے بڈھے تو چپ کر ایک تو یہ شرافت سے اپنا پرس نہیں دے رہی اوپر سے نخرے بھی دکھا رہی ہے اسے تو ہم جانے نہیں دیں گے۔" ان میں سے ایک غنڈا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"ان سے تمیز سے بات کرو وہ بڑے ہیں تم لوگوں سے۔" عائشے نے اپنے ڈر کو پیچھے رکھتے انھیں زرا تمیز دلانی چاہی (کیا غنڈوں میں تمیز ہوتی ہے ؟؟)

"اوئے بے بی کو برا لگ گیا۔ ہم تو ایسے ہی بات کریں گے کیا اکھاڑ لو گی ہمارا۔" وہ الٹا اسی سے سوال کرتے اس کی طرف بڑھا تھا۔عایشگ کی روح فنا ہو رہی تھی وہ اس لمحے کو کوس رہی تھی جب وہ اس راستے سے آئی۔

"دیکھو میرے پاس مت آؤ میں پولیس کو فون کر دوں گی۔" اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ عائشے نے کہا ایک غنڈا اس بوڑھے آدمی کو پکڑے ہوئے تھا ۔ وہ علاوہ اتنا سونسان تھا کہ کسی بچے کی آواز تو دور کسی جانور کی آواز بھی نہیں تھی ۔

"تو کرو کس نے روکا ہے۔" اس غنڈے نے جیسے اس کا مزاق اڑایا ۔ اس کی بات پر باقی چار بھی ہنسنے لگے ۔

"دیکھو میں سچ کہہ رہی ہوں۔" عائشہ نے کہتے اپنے بیگ سے فون نکالا ۔ تب تک وہ ایک غنڈا اس تک پہنچ چکا تھا ۔ اس نے ہاتھ بڑھایا عائشہ نے زور سے آنکھیں میچی تھی وہ بھاگ بھی نہیں سکتی تھی ان سب نے اسے ایک کونے میں گھر رکھا تھا ۔ پیچھے اگر کوئی گلہ سڑک ہوتی تو وہ بھاگ جاتی ۔

NOVEL HUT

"خبردار جو لڑکی پر ہاتھ اٹھانے کی بھی کوشش کی۔" اس غنڈے ک ہاتھ کسی نے اپنے مضبوط ہاتھ سے پکڑا تھا کچھ اس انداز میں جیسے وہ توڑ ہی ڈالے گا۔

ہیلمٹ پہنے وہ بندہ کالے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اس کی سبز آنکھیں ہیلمٹ کے شیشے میں سے نظر آرہی تھی۔

"تم کون ہو ہیرو جاؤ اپنا کام کرو ہمارے کام میں خلل نا ڈالو." دوسرا غنڈا بوڑھے آدمی کو چھوڑے اس کی طرف آیا۔

NOVEL HUT

"خلل تو اب ڈل چکا اور دیکھو ہیرو تم نے خود ہی کہا ہے تو ہیرو کے کام بھی دیکھو۔" کہہ کر اس نے زور سے اس غنڈے کے منہ پر مکّا مارا کہ وہ دور جا کر گر گیا۔ پھر اس نے دوسرا جو عائشے کے پاس ہاتھ ہوا میں روکے کھڑا تھا اسے خوب پیٹا۔ پھر باقی سب کو۔

"ہمیں معاف کر دو آئیندہ ایسا نہیں ہوگا ۔" آخری والے کو جاب مار پڑھ رہی تھی تو اس نے منت کرتے اس سے اپنی جان بخشوانی چاہی ۔

"آئیندہ ہوگا بھی تو جیل میں پائے جاؤ گے میں بھولا نہیں ہوں تم لوگوں کے چہرے ۔" اس نے انگلی اٹھا کر وارن کیا ۔ تو سب سر ہلاتے وہاں سے بھاگ گئے ۔

"جُگ جُگ جیو بیٹا تم نے اس لڑکی کو بچا لیا ۔" بزرگ آدمی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے دعا دی ۔

NOVEL HUT

"آپ ٹھیک ہیں ۔" اس کے پاس آتے اس نے نہایت آرام سے پوچھا وہ ڈری ہوئی تھی ۔

"جی میں ٹھیک ہوں ۔ تھینک یو سو مچ۔" آنسو پونچھتے اس نے شکریہ ادا کیا ۔

"اٹس اوکے آپ اتنی رات کو کیا کر رہی یہاں پر آپ کو پتا ہے نا اتنی رات کو لڑکی کا اکیلا رہنا سیف نہیں خاص کر کہ اس راستے پر۔" اس نے آرام سے اسے سمجھایا ۔ اسے رونا آرہا تھا اسے کسی بھی حال اب گھر پہنچنا تھا ۔

"جی میری گاڑی راستے میں خراب ہوگئی تھی میں نے سوچا یہ شارٹ کٹ ہے جلدی پہنچ جاؤں گی۔" اس نے ہلکی آواز میں کہا ۔

"شارٹ کے چکر میں آپ ادھر پہنچ آئی دیکھیں۔" اس کے کہنے پر اسے واقعی اپنی غلطی کا اندازہ ہوا تھا ۔

"آئیندہ خیال رکھیئے گا۔" ہیلمٹ والے لڑکے نے نرم لہجے میں اسے کہا۔

"جی۔" اس نے نیچے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آئیں آپ کو گھر چھوڑ دوں۔" اس نے اسے گھر چھوڑنے کی پیشکش کی۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی یہاں پاس میں ہی ہے میرا گھر۔" عائشے نے ہاتھ کے اشارے سے ایسے بتایا جیسے چند قدم کی ہی دوری پر ہے اس کا گھر حالانکہ ایسا نہیں تھا۔

"میں بھی اسی راستے جا رہا ہوں آپ کو بھی چھوڑ دوں گا آپ بھروسہ کر سکتی ہیں مجھ پر۔" اس نے عائشے کو یقین دلانا چاہا۔

"بھروسے کی بات نہیں ہے ۔۔۔ وہ ۔۔" وہ اپنی انگلیاں مڑوڑنے لگی ۔

"تو چلیں پھر آپ آلریڈی اتنا ٹائم ضائع کر چکی ہیں۔" وہ بائک پر بیٹھتا اس سے کہنے لگا ۔ تو وہ ایک اور لمحہ ضائع کیے اس کے ساتھ بائک پر بیٹھ گئی ۔

"بس یہی ہے میرا گھر۔" گھر کے پاس پہنچتے عائشے نے کہا ۔

NOVEL HUT

"تھینک یو ۔آپ نے آج میری بہت مدد کی۔" اس کی طرف دیکھتے عائشے نے کہا اس کا چہرہ ہیلمٹ سے ڈھکا ہوا تھا صرف اس کی سبز آنکھیں دکھائی دے رہی تھی جو بلا کی خوبصورت تھی (ماشاء اللہ) اس نے دل میں اعتراف کیا ۔

"آپ کی جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو میں یہی کرتا اٹس اوکے ۔ٹیک کیئر اب میں چلتا ہوں۔"
اس نے عائشے کی طرف دیکھتے سادہ سے لہجے میں کہا ۔ اس کی آنکھیں چھوٹی ہوئی تھی عائشہ نے اندازہ لگایا شاید وہ مسکرایا تھا ۔

حال

"لیکن یہ سب آپ کو کیسے پتہ۔" عائشے نے اس سے جاننا چاہا یہ سب آخر اسے کیسے پتا ۔

"آپ کی وہاں کسی نے مدد کی تھی ۔" ارمان نے ایک اور پوائنٹ سامنے رکھا ۔

"جی کی تھی لیکن یہ سب ۔۔" عائشہ نے بات شروع کی لیکن ادھے میں ہی اس کی بات ارمان نے کاٹ دی ۔

"وہ میں تھا۔" ارمان نے اس کی نظروں میں دیکھتے کہا ۔

"آپ۔؟؟" عائشے کا رنگ پل بھر میں بدلا تھا۔

NOVEL HUT

"جی وہ میں تھا۔"

"لیکن وہ تو ہیلمٹ پہنے ہوئے تھا میں چہرہ نہیں دیکھ سکی۔" عائشہ کو اس کا ہیلمٹ یاد آیا تھا اس لڑکے نے ہیلمٹ پہن رکھا تھا۔

"جی جب میں تھانے سے واپس آرہا تھا تو راستے میں کچھ لوگ کسی لڑکی کے ساتھ بد تمیزی کرتے دکھائی دیے تھے مجھے اتنا وقت نہیں ملا کہ میں ہیلمٹ اتارتا سو میں ایسے ہی آگیا۔" نہایت آرام سے پورا قصہ بیان کیا۔

"اس دن آپ نے مجھے ان غنڈوں سے بچایا تھا۔" ایک اور سوال عائشے نے پوچھا۔ وہ اب کافی حد تک نارمل انداز میں اس سے گفتگو کر رہی تھی۔

"جی۔ میں یہ سب آپ کو اس لئے نہیں بتا رہا کہ میں کوئی احسان جتا رہا بلکہ اس لئے بتا رہا ایک تو یہ آپ کی اور ہماری پہلی ملاقات تھی دوسرا اس لئے کہ آپ کا دل میری طرف سے

تھوڑا صاف ہو جائے کہ میں برا لڑکا نہیں ہوں۔" ارمان نے جیسے اب پتے کی بات بتائی تھی اتنا سب کچھ وہ صرف اس کی نظروں میں اپنی تصویر بنانے کے لئے کہہ رہا تھا۔

"میرا دل آپ کی طرف سے کبھی خراب نہیں تھا۔وہ تو۔"

"وہ کیا۔" ارمان نے اس سے اگلوانا چاہا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے اتنا کہا تو وہ مسکرا گیا۔

"اچھا تو پھر میں سمجھوں آپ ہمارے رشتے کے بارے میں سوچیں گی۔ آپ کو جتنا وقت چاہیئے آپ لے سکتی ہیں۔ میں منتظر رہوں گا۔" اس نے اسے آرام سے سوچنے کا کہا۔۔

"جی مجھے ۔۔" وہ کچھ اور کہتی کہ پیچھے سے نورے اور مصطفٰی حاضر ہوئے تھے۔

"ہاں جی میاں کر لی بات شات یا اور وقت لگے گا۔" مصطفٰی نے ارمان کو چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

"نہیں ہو گئی۔" ارمان نے مسکرا کر کہا۔

NOVEL HUT

"تو چلو اندر چلتے ہیں۔" نورے نے باری باری سب کو دیکھتے کہا۔ پھر وہ چاروں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"جی اب ہمیں بھی تو پتا لگے کہ ہماری بچی کیا چاہتی ہے۔" دادی نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ۔ وہ جو اپنے ماں باپ کے پیچھے صوفے کے پاس نورے کے ساتھ کھڑی تھی ان کی طرف دیکھنے لگی ۔

" بچے ادھر آؤ ہمارے پاس۔" دادی نے اسے اپنے پاس بلایا ۔تو وہ ان کے پاس جا کر بیٹھ گئی ۔

" بچے ہم نے تو تمھارے ماں بابا سے رضا مندی لے لی اب ہم سب تم سے سننا چاہتے ہیں تم کیا چاہتی ہو ۔ بلا جھجھک جو بھی تمھارے دل میں ہے کہہ ڈالو کوئی زور زبردستی نہیں۔" دادی نے بہت پیار سے اسے سمجھایا ۔

"جو تمھارا فیصلہ ہوگا بچے بابا آپ کے ساتھ ہے۔" اس کے بابا نے بھی اسے حوصلہ دیا ۔

"مجھے منظور ہے۔" اس نے نظر جھکاتے ہوئے کہا ۔ ارمان کا تو مانو حیرت و خوشی کے مارے برا حال ہوگیا ۔ اس کی رضا مندی سنتے وہاں بیٹھے تمام لوگوں کے چہروں پر خوشی بکھری تھی ۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ۔ بھئی مبارک ہو۔" دادی نے سب کو مبارکباد دی ۔ پھر انھوں نے ایک کنگن کا جوڑا نکالتے اس کی کلائی میں پہنادیے ۔

NOVEL HUT

"یہ بہت خوبصورت ہیں۔" عائشے نے کنگن پہنے مسکرا کر بولا ۔

"ہاں لیکن ہماری ہونے والی بہو سے کم ۔" دادی نے اس کی تھوڑی پکڑے کہا تو وہ شرمیلی مسکان مسکرادی ۔

"منہ میٹھا کرواؤ سب کا۔" غلام اکبر صاحب نے حکم جاری کیا۔

"مبارک ہو میرے بھائی اب تو رشتہ بھی پکا ہوگیا دلھا بننے میں کون سی دیر۔" مصطفٰی نے اٹھتے اسے گلے لگایا تھا۔

"ہاں ہاں شرما لو ویسے بنتا بھی ہے۔" اس کے چہرے کا گلابی پن دیکھ مصطفٰی نے اسے چھڑا۔ تو اس نے مصطفٰی کو کہنی ماری۔

"میری جان اب تو تم بھی دلھن بنے جا رہی۔" نورے نے عائشے کا ہاتھ تھامے کہا۔

"تم یقین جانو ارمان تمھیں بہت خوش رکھیں گے۔" نورے نے اسے یقین دلایا ۔

"نورے مجھے ان سے محبت تو نہیں وہ تو رشتے میں آہی جاتی ہے لیکن میرا دل مطمئن ہے وہ بہت اچھے ہیں میں نے انھیں ظاہر نہیں ہونے دیا لیکن میں ان کی آنکھیں پہچان گئی تھی۔" عائشے نے نورے سے کبھی کچھ چھپایا نہیں تھا۔

"نورے سب انتظار کر رہے باہر آپ کا آجائیں نکلنا ہے۔" مصطفٰی اس کے پیچھے آیا تھا ۔

NOVEL HUT

"اچھا میں آتی ہوں۔" نورے اسے آنے کا کہتی عائشہ سے ملنے لگی ۔

"اپنا دھیان رکھنا ۔ جلد ملاقات ہوگی ۔" نورے نے اس کے گلے لگتے کان میں کہا ۔

"ارمان بھائی ۔" گاری سے اترتے نورے نے ارمان کو پکارا کو گاڑی سے سامان اتارنے کے لیے جھکا تھا ۔ دادی اور ارمان ان کے ہاں کھانے پر رکے تھے ۔

"جی بھابھی ۔" ارمان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

"آپ واقعی بہت اچھے ہیں مجھے کوئی شک نہیں ہے اس بات کا کہ آپ میری دوست کو خوش رکھیں گے لیکن مجھ سے ایک وعدہ کریں ۔"

"جی بھابھی آپ بلا جھجھک کہیئے ۔"

"مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑے رہیں گے چاہے کوئی اس کا ساتھ دے نا دے لیکن آپ ہمیشہ دیں گے اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے بالکل اسی طرح جیسے مصطفیٰ مجھے کبھی تنہا نہیں ہونے دیتا ۔ آپ مجھ سے وعدہ کریں۔" نورے نے اس کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائی تھی ۔ کسی کو کیا پتا بھوری آنکھوں والا مسکراتے ہوئے سب دیکھ رہا تھا ۔

"وعدہ بھابھی میں آپ کو کوئی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔" اس کی ہتھیلی پر اپنی ہتھیلی رکھ اس نے بہت مان سے وعدہ دیا تھا ۔

NOVEL HUT

"ویسے آپ کی ایک اور غلط فہمی بھی دور کر دیتی ہوں میں۔" نورے نے جاتے جاتے اس سے کہا ۔

"کون سی غلط فہمی۔" ارمان نے حیرانگی سے پوچھا۔

"یہی کہ میری دوست آنکھیں پہچان جاتی ہے انھیں پڑھ لیتی ہے۔" نورے نے ایک ادا سے کہا اور اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"مطلب۔" ارمان نے پیچھے سے پکارا۔

"مطلب آپ خود سمجھ جائیں۔" کچھ فاصلے سے مڑتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا تھا۔

"او بدھو کتنا پاگل ہوں میں وہ مجھے الّو بنا گئی۔" کچھ لمحوں کا کھیل تھا اور وہ ساری کہانی سمجھ گیا۔

"کیا ہوا خود کو کیوں گالیاں دے رہا ہے خیر تو ہے کوئی مجرم بھاگ گیا کیا۔" مصطفٰی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"یار وہ عائشہ۔۔" اس نے آگے کچھ نہیں کہا وہ ابھی بھی حیرت میں مبتلا تھا۔

"ایک گھنٹہ نہیں ہوا ابھی اور تیری سوئی ابھی تک وہی اٹکی ہوئی ہے۔" مصطفٰی نے اس کا کان کھینچا تھا بلکل ہلکا سا۔

"یار اس کو پتا تھا اس دن اس کی مدد میں نے کی تھی۔" بلاآخر ارمان نے پوری بات اب بتائی تھی۔

NOVEL HUT

"اچھا تو وہ تیری فرقی لے رہی تھی۔" مصطفٰی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لے لی یہ بول۔" بول کر وہ خود بھی ہنسنے لگا یہ کس بندی سے اس کا پالا پڑھ گیا تھا مگر وہ رشتے کیلئے بھی راضی تھی وہ بس ڈرامے کر رہی تھی۔

"اچھا میرے بھائی اب پوری عمر کا جھیلنا ہے یہ تو تجھے چل آجا کھانا کھاتے ہیں۔" بازو اس کے کندھے پر پھیلائے مصطفٰی نے کہا۔ اور دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"پتر کدھر رہ گیا تھا۔" ارمان پر نظر پڑھتے دادی نے اسے مخاطب کیا۔

"دادی بس یہی باہر تھا۔" اس نے کان کھجاتے ہوئے کہا ۔

"ویسے تجھ سے ایک بات کہوں لڑکیوں کو نا کنٹرول میں رکھنا چاہیئے مطلب کے شروع شروع میں اگر آپ ان کی ساری باتیں ماننے لگ جاؤ نا تو وہ پھر یہ نہیں چھوڑتی انسان کو۔" مصطفٰی نے اس کے کان میں دھیرے سے کہا ۔

"اچھا بیٹا جیسے تو تو یہ طریقہ پر یکٹکلی کر کے مجھے بتا رہا ہے نا۔" ارمان نے سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھا۔

"اور نہیں تو کیا۔" مصطفٰی نے سینا تان کر کہا۔

NOVEL HUT

"جیسے میں جانتا نہیں ہوں تو کتنا رن مرید ہے۔" اسے ایک مُکّہ مارتے ارمان بولا ۔ جیسے اس کا مزاق اڑایا ۔

"اوئے اب تو مجھے یہ نہیں کہہ سکتا۔" مصطفٰی نے برا مانا ۔

"میں کہہ سکتا ہوں۔" ارمان نے اپنی سبز آنکھیں گھمائی۔

"مصطفٰی۔" نورے نے مصطفٰی کو پکارا ۔

"جی۔"

NOVEL HUT

"کھانا نہیں کھانا آج۔" نورے نو پوچھا۔

"ج۔۔جی کھانا ہے بس ابھی آیا۔" ہکلا کر کہا کیوں کہ اسے ابھی کچھ دیر کی اپنی کہی ہوئی بات یاد آئی۔ ارمان زور سے ہنسا تھا۔

"واہ بیٹا سمجھ گیا سمجھ گیا ویسے ایک سیکنڈ پہلے مجھ سے کوئی کچھ کہہ رہا تھا۔" ارمان نے اس کے آگے جھکتے کہا۔ مصطفٰی اس کے منہ پر ہاتھ رکھ گیا۔

NOVEL HUT

"چپ کر تو تیرے بھلے کے لئے ہی کہہ رہا تھا ورنہ جیسے ابھی تک الّو بنا تھا نا آگے بھی ایسا ہی بنا رہے گا۔"۔ مصطفٰی نے اسے ہلکا سا کندھا مارا۔

"میرا بھلا تو تو رہنے ہی دے فالحال تو اپنی سوچ ۔ جا جا بیٹا کھانا کھالے ۔"ارمان نے اسے اس انداز میں کہا کہ مصطفٰی پیر پٹخ کر رہ گیا ۔

☆★☆★☆★

تو نور ہے

چاہت ہے

تو سرور ہے

سکوں ہے

تو جمال ہے

روحِ ساز ہے

تو گُلِ حیات ہے

"کیا کر رہے ہو یہاں ۔" کمرے میں آتے ہی نورے کی نظر مصطفٰی پر پڑھی جو بالکنی میں کھڑے نا جانے آسمان پر کیا تک رہا تھا ۔

NOVEL HUT

"میں چاند کو دیکھ رہا تھا ۔" مصطفٰی نے دھیرے سے جواب دیا ۔ وہ بھی وہاں آکر اس کی ساتھ کھڑی ہو گئی ۔ اب دونوں کے ہاتھ ریلنگ پر جمے ہوئے تھے ۔

"اچھا اکیلے اکیلے ۔" اس کی بات پر وہ بنا اس کی طرف دیکھے ہلاکا سا مسکرا دیا ۔

"ویسے آج سب کتنے اچھے سے ہوگیا نا۔" آسمان پر نظریں ٹکاتے ہوئے نورے نے کہا ۔

"جی یہ تو ہے اور یہ سب آپ کی وجہ سے۔" مصطفٰی نے چہرہ ہلکا سا اس کی طرف کرتے ہوئے کہا ۔ ہلکی ہلکی ہوا اس کے گھنگھریالے بال بار بار اس کے ماتھے پر آرہے تھے ۔

"میری وجہ سے کچھ نہیں ہوا ہاں لیکن سب نے مل کر کیا ممی اور بابا کی وجہ سے عائشہ کے گھر والوں کے سمجھنے کی وجہ سے ۔ بس اب دونوں کی جلدی سے شادی ہو جائے تو مزہ ہی آجائے۔" نورے خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی اس کا بخوبی اندازہ مصطفٰی کو ہو رہا تھا ۔

"ویسے آپ خوش ہیں ارمان اور عائشے کے رشتے سے۔" یوں ہی اس کے دل کا حال جاننے کے لئے پوچھ لیا عائشہ کی طرف سے تو مطمئن تھا لیکن دل میں یہ تھا کہ کہیں اس کے دل میں ارمان کو لے کر کوئی شک و شبہ تو نہیں۔

"میں بہت خوش ہوں ارمان میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو ایک لڑکی چاہتی ہے کہ اس کے ہمسفر میں ہو وہ اسے خوش رکھے گا میں جانتی ہوں۔" تحمل سے جواب دیتے وہ واپس چاند کو دیکھنے میں مصروف ہوگئی۔

NOVEL HUT

"اور میرے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا۔" اس نے اب کی بار ریلنگ سے کمر ٹکاتے ہوئے نورے کی آنکھوں میں کچھ دیکھنا چاہا۔ نا جانے مصطفٰی کو کون سی بات کہاں یاد آئی تھی۔

"تمھارے بارے میں کیا۔۔؟" نورے کو پہلے تو سمجھ نہیں آئی وہ کس بارے میں بات کر رہا ہے۔

"یہی کہ میں کیسا لگتا ہوں آپ کو۔۔؟" بھوری آنکھیں سیاہ آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔ تھوڑی دیر کیلئے نورے کو چپ سی لگ گئی تھی۔

"تم اچھے ہو۔" بنا ایک اور لمحہ ضائع کیے نورے نے جواب دیا۔

NOVEL HUT

"صرف اچھا ہوں۔" آنکھیں جھپکاتے ہوئے شرارت سے پوچھا۔ بال واپس سے اس کے ماتھے پر آ گئے۔

"بہت اچھے ہو سب کا خیال رکھتے ہو، سب کی خوشی اپنے سے آگے رکھتے ہو۔" مسکرا کر جواب دیا پھر اسے دیکھا جس کے ماتھے پر ہوا کے جھونکے سے بال آگئے تھے وہ بار بار ہلکا سا جھٹکا دے کر پیچھے کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ہوا کوشش ناکام کر رہی تھی۔ نورے کو لگا شاید اسے الجھن ہو رہی ہے تھوڑا آگے بڑھتے اس نے ہاتھ کی آنگلیوں کی مدد سے آہستہ سے اس کے ماتھے سے بال پیچھے کیے۔ مصطفٰی اس کی کاروائی تکتا رہا اسے شدید حیرت ہوئی تھی مگر اس نے کچھ ظاہر نہیں کیا اور اپنی بات جاری رکھی۔ اپنا کام کرتی وہ واپس تھوڑا فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔

NOVEL HUT

"لیکن میں آپ سے آپ کی بات کر رہا۔" اپنے سامنے کھڑی نورے کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری کیا۔" سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

" اپنے بارے میں بتائیں کیا میں آپ کو آپ کے قابل نہیں لگتا ۔" مقابل اس کی آنکھوں میں دیکھتے گویا کچھ جاننا چاہ رہا تھا ۔ شاید ایسا کرنے سے وہ جان جائے جو وہ اس کی زباں سے نا جان سکے ۔

"ایسی بات نہیں ہے مصطفٰی ۔" نورے نے نظریں چرائیں ۔ پھر ہلکا سا اس کی طرف سے رخ موڑ گئی ۔

NOVEL HUT

"تو کیسی بات ہے جب سے ہمارا نکاح ہوا ہے کبھی ہم نے آرام سے بیٹھ کر بات تک نہیں کی پھر میں ایسا سمجھوں کہ آپ شاید مجھے قبول نہیں کر پائی ہیں ابھی تک یا ۔" اس کے سامنے آتے کی کوشش کرتے مصطفٰی نے کہا شاید وہ آج اس سے واقعی دل کی بات جاننا چاہ رہا تھا ۔

"مصطفٰی تم غلط سمجھ رہے ہو اگر میں اس رشتے کو قبول نا کر پاتی، تمھیں قبول نا کر پاتی تو آج میں یہاں تمھارے سامنے نا کھڑی ہوتی۔" وہ یک دم سے مڑتے اس کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ وہ جو اس کے سامنے آنے کی کوشش میں لگا تھا رُک گیا۔

"پھر آپ اتنی کھنچی کھنچی سی کیوں رہتی ہیں مجھ سے۔" ایک اور سوال پوچھا گیا۔

"ڈر اور شرمندگی کی وجہ سے۔" نورے نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔ مصطفٰی کو اس کی اس حرکت سے دکھ ہوا تھا وہ اس کے سامنے نظر جھکا کر بات کرے یہ مصطفٰی کو سخت ناگوار گزرا لیکن فالحال اس پر بات کرنے سے اس نے خود کو باز رکا اور وہ سننے لگ جو وہ کہہ رہی تھی۔

"کیسا ڈر کیسی شرمندگی۔" مصطفٰی جاننا چاہتا تھا کہ آخر وہ کیوں یہ سب کر رہی ۔

"یہی کہ میں نے جیسے تمھیں ٹھکرایا اس کے بعد بھی تم نے میری عزت بچائی مجھے اپنایا لیکن میں شرمندہ ہوں میں نے تمھیں بہت غلط کہا سب ۔ میں نے تمھیں سمجھا نہیں اپنے بابا کی مرضی ان کی خوشی کے لئے مجھ سے جو بن پڑا میں نے کیا لیکن میں نے تمھارا بہت دل دکھایا مصطفٰی مجھے بس یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ تم مجھے معاف نا کر سکے تو کیا ہوگا کہیں تم بدل جاؤ گے تو ۔۔۔۔" اس کی آنکھوں میں نمی جھلکنے لگی وہ نظر جھکا کر بات کر رہی تھی اسی لیے ابھی مصطفٰی نے اس کی آنکھوں کی نمی نہیں دیکھی تھی ۔

NOVEL HUT

"لیکن معافی کیسی میری تو نا آپ سے کوئی ناراضگی ہے اور نا میں آپ کو کسی غلطی کی سزا دے رہا ۔" اور رہی بات آپ کے ٹھکرانے کی تو وہ جو حالات تھے آپ کی جگہ کوئی بھی لڑکی ہوتی تو وہ یہی کرتی انفیکٹ ایک طرح سے غلطی میری بھی ہے مجھے جلدی اپنے دل کی

بات بتا دینی چاہیئے تھی لیکن حالات ایسے بن گئے ایسے میں غلطی ہم دونوں میں سے کسی کی نہیں ہے یہ ہماری قسمت تھی لیکن میں بہت خوش قسمت ہوں کہ قسمت نے آپ کو مجھ سے چھین کر واپس مجھے دلا دیا ورنہ تو میں زندہ کیسے رہتا ۔ اس کی پوری بات دھیان سے سنتی جیسے اس کے دل سو بوجھ کم ہو رہا تھا لیکن اس کی آخری بات نے اسے نظر اٹھانے پر مجبور کر دیا تھا ۔

"اللہ نا کرے تمھیں کبھی کچھ ہو۔" اسے اس کی بات سے شدید تکلیف ہوئی تھی ۔ اس کی آنکھوں کو دیکھتے وہ دکھ بھرے لہجے میں بولی تھی اور یہیں مصطفٰی کو یقین ہوا تھا کہ وہ اس سے محبت کرتی ہے شدید اور اس بات کا ثبوت اس کی آنکھوں کی رہی تھی ۔

("کیا محبت کرنے والے لفظوں کے محتاج ہوتے ہیں ؟، وہ تو بنا ایک دوسرے سے کچھ کہے آنکھوں سے ہی سب پڑھ لیتے ہیں ")

NOVEL HUT

"آپ میرے ساتھ ہیں تو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اور آئندہ کچھ بھی ہو جائے آپ مجھ سے بات کرتے ہوئے کبھی نظر نہیں جھکائیں گی آپ میرے سامنے آپ قابل عزت ہیں ، قابل احترام ہیں آپ پر نظر جھکانا نہیں بنتا آپ نظریں ملا کر بات کریں گی ہمیشہ جھکا کر نہیں اور نا آپ میرے سامنے کبھی روئیں گی مجھے آپ کی آنکھوں میں آیک آنسو تک برداشت نہیں۔" اس کی آنکھوں سے آنسو چنتے وہ بہت نرم لہجے میں بہت محبت سے بول رہا تھا اس کی باتیں دل کے تار ہلا رہی تھی ۔

"آپ سمجھ رہی ہیں نا میری بات۔" مصطفٰی نے اس کا ایک ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ تھاما ۔

NOVEL HUT

"میں کچھ پوچھا رہا ہوں نور آپ میری بات مانیں گی نا۔۔۔؟" اس نے اپنی بات واپس دھرائی ۔ نورے نے بھیگی پلکوں سے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا ۔ اور پھر مصطفٰی بھی ہولے سے مسکرا دیا ۔ اپنے دونوں ہاتھوں کے بیچ اس کا ہاتھ ہلکا سا دبایا ۔

" تم مجھے آپ کیوں کہتے ہو۔" باقی سب بھولتی وہ اب مصطفٰی سے یہ پوچھنے پوچھنے لگی ۔

"کیوں کہ مجھے اچھا لگتا ہے۔" مصطفٰی نے کندھے اچکاتے ہوئے لاپرواہی سے کہا ۔

NOVEL HUT

"لیکن تم مجھے تم کہہ سکتے ہو کوئی اشو نہیں۔" نورے نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" نہیں میں آپ کو تم نہیں کہہ سکتا۔" بھوری آنکھیں کچھ کہہ رہی تھی چاند کی روشنی میں وہ آج کچھ الگ چمک رہی تھی ۔

" پھر تم مجھے آپ بھی نہیں کہہ سکتے۔" نورے نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا ۔ مصطفٰی سر جھکائے ہلکا سا مسکرا دیا ۔ اسے نورے کے یہ بچوں والا انداز بہت بھا رہا تھا ۔

"میں کہہ سکتا ہوں ۔" مصطفٰی نے اپنی نظریں اس کی نظریں میں گاڑھے مسکراتے ہوئے کہا مصطفٰی کی نظریں کچھ بیاں کر رہی تھی کہ نورے دوبارہ کچھ نا کہہ سکی اور نا اسے لگا کہ وہ دوبارہ کبھی کہہ سکے گی ۔

" آپ آج بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" مصطفٰی نے محبت سے کہا ۔ وہ جو سر پر دوپٹہ رکھے اس کے سامنے کھڑی تھی اس کا رنگ بدلا تھا مصطفٰی نے یہ منظر دل تھام کر دیکھا تھا ۔

" اچھا کیوں ویسے پیاری نہیں لگتی۔" خود کو سنبھالتے اس بھی اپنا حصہ ڈالا۔

مصطفٰی کے سامنے ایک اور گلا نمودار ہوا۔

"آپ کب پیاری نہیں لگتی لیکن آج جو یہ چاندنی آپ کے چہرے پر پڑھ رہی اس سے آپ کے چہرے پر ایک الگ کشش دکھ رہی ہے۔" وہ اس کی ہر بات کا جواب تحمل سے دے رہا تھا اور نورے کو یہ یہ سب اچھا لگ رہا تھا اس کے محبت بھرے جواب وہ چاہتی تھی وہ یوں ہی اس سے سوال پوچھتی رہے اور وہ اس کا جواب دیتا رہے۔

" ایسی بات ہے تو پھر تو مجھے بھی کہنا چاہیئے تم سے۔" دونوں ہاتھ سینے پر باندھے وہ کہتی ہے۔

مجھ سے کیوں ۔ مصطفٰی نے آئبرو اٹھا کر سوالیہ انداز میں پوچھا ۔

"کیوں کہ اس چاندنی کے روشنی میں تم بھی بہت پیارے لگ رہے ہو اور تمھارے یہ گھنگھریالے بال بھی بہت چمک رہے ہیں۔" نورے نے اتنا سا کہا اور وہ سر جھکا کر دل سے ہنسا تھا ۔ نظروں ہی نظروں میں وہ اس کے صدقے اتارتی ہے ۔ (کوئی اسے بتائے یہ لڑکا ہنستا ہوا کتنا حسین لگتا ہے ماشاءاللّٰہ)۔

"کسی نے کہا تھا کہ انھیں میری سمائل بہت پسند ہے تو مجھے مسکراتے رہنا چاہیئے۔" مصطفٰی اس کا چہرہ تکتے آنکھیں چھوٹی کیے بولا تھا۔

"ہاں تو۔؟" نورے نے مسکراہٹ ضبط کرتے بظاہر سنجیدگی سے جواباً کہا۔

"تو کچھ نہیں ۔" سر کو جھکاتے لب آپس میں پیوست کیے جیسے وہ اپنی مسکراہٹ دبا رہا ہو۔ پھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ نورے اپنی بے ساختہ ابھرنے والی مسکراہٹ کو روک نہیں پائی۔ اسے مسکراتے دیکھ وہ جو مسکراہٹ دبائے کھڑا تھا وہ مسکرایا تھا۔ انھیں ایک دوسرے کو جاننے کے لیے لفظوں کی ضرورت نہیں پڑھتی تھی وہ بنا کہے ایک دوسرے کے دل کے حالات جان لیتے تھے۔

"یہ چاندنی مجھے بہت قریب لگتی ہے ۔" مصطفٰی نے چاند کر دیکھتے ہوئے کہا ۔ اس کے کہتے نورے نے بھی چاند کو دیکھا ۔

NOVEL HUT

"مجھے بھی میں جب جب تمھارے ساتھ ہوتی ہوں ایسا لگتا ہم دونوں چاندنی کے سائے کھڑے ہیں۔" چاند کو دیکھتے ہوئے نورے نے کہا پھر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھنے میں مصروف تھا ۔ اور پھر وہ آہستہ سے مسکرا دی ۔

" وقت ایک سا نہیں رہتا انسان کی زندگی میں مشکلات آتی ہیں لیکن وہ اگر ڈٹ کر مقابلہ کرے تو وہ مشکل آخر ٹل ہی جاتی ہے۔" مصطفٰی نے ایک جزب سے کہا کہ نورے اسے ہی تکتی رہ گئی ۔ اسے اپنی مشکلات یاد آئی تھی جب وہ اس کے ساتھ ہوتا تھا ۔

" تم صحیح کہہ رہے ہو تم ہمیشہ میرے کڑے وقتوں میں میرے ساتھ رہے ہو میری لاکھوں خامیوں کے باوجود تم نے مجھے کبھی مایوس نہیں ہونے دیا اور آج میں کھل کر کہتی ہوں کہ میں خوبصورت ہوں اور مجھے خوبصورت تمھاری محبت نے بنایا ہے ۔ میری زندگی کے اندھیرے تمھاری محبت کی روشنی نے ختم کئے ہیں مصطفٰی ۔" اتنی شدت سے نورے نے یہ سب کہا کہ نورے کی آنکھیں بھیگنے لگی ۔ مصطفٰی کے دل کو ایک سکون سا پہنچا تھا اس کے یہ سب کہنے سے ۔

NOVEL HUT

"آپ خوبصورت ہیں کیوں کہ آپ نورے گُل ہیں، آپ نڈر ہیں کیوں کہ آپ بہادر ہیں آپ اپنے لئے لڑ سکتی ہیں، آپ انمول ہیں کیوں کہ آپ نے خود کو ویسے قبول کیا جیسی آپ ہیں۔" اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامے اس کے آنسو صاف کیے وہ بہت نرم لہجے میں یہ سب کہہ رہا تھا اس کی ہر ایک بات ہر ایک لفظ سے محبت جھلک رہی تھی۔ وہ بالکل ساکت رہ گئی تھی کہا وہ اس سے اس قدر محبت کرتا تھا۔

"تم مجھ سے اتنی محبت کرتے ہو کہ مجھے لگتا تمھاری آدھی محبت مجھ پر قرض رہ جائے گی جسے میں تا عمر نہیں چکا سکوں گی۔" اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ ایک قطرہ اس کی آنکھ سے بہا تھا۔

جسے مصطفٰی نے اپنی انگلی سے چنا تھا۔

NOVEL HUT

"تو پھر اسے قرض ہی رہنے دیں اسی بہانے آپ کی محبت تو مجھے ملے گی۔" شریر سے لہجے میں کہتے اس نے نورے کو مسکرانے پر مجبور کر دیا اسے مسکراتا دیکھ اسے گویا ایک نا معلوم سکون سا ملا ہو۔

"میں بہت خوش قسمت ہوں مصطفٰی جو مجھے تمھارا ساتھ ملا ایک ہمسفر کے روپ میں ۔پہلے میں شاید ڈرتی تھی لیکن اب میں کھلے عام کہہ سکتی ہوں کہ مجھے اپنے ہمسفر سے محبت ہے ، مجھے تم سے بہت محبت ہے مصطفٰی اور یہ محبت یوں ہی رہے گی ہمیشہ۔" اتنے شدت بھرے لہجے نے مصطفٰی کو کچھ لمحوں کے لئے فریز کر دیا تھا۔

NOVEL HUT

"یہ کہتے آپ نے اتنا وقت لگا دیا نور۔" اس نے سوچا نہیں تھا کہ وہ یوں اچانک اس سے اظہار کر دے گی۔ اب کی بار مصطفٰی کی آنکھوں میں ہلکی نمی جھلکی تھی۔ مصطفٰی نے سر آسمان کی طرف ہلکا سا اوپر کو اٹھایا آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلا ایک لمبی سانس لے کر خود

کو سنبھالا ۔ اب رونے کا وقت نہیں تھا اب خوشی کا وقت تھا وہ شکر گزار تھا ۔ قدرت اس پر مہربان ہوئی تھی ۔

" خدا کرے ہمارا ساتھ یوں ہی بنا رہے ، ہم ہمیشہ ساتھ رہیں بلکل ایسے جیسے یہ چاند اور چاندنی ۔" نورے نا اس کا ہاتھ تھاما تھا اور اشارہ چاند کی طرف کیا تھا ۔

"انشاء اللہ ہم ہمیشہ ساتھ رہیں گے ۔"

NOVEL HUT

" اس چاندنی کے سائے ۔" نورے نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"اس چاندنی کے سائے۔" مصطفٰی نے بھی مسکراتے ہوئے وہی الفاظ دہرائے۔ دونوں کی نظریں پل بھر کے لئے بھی نہیں ہٹ رہی تھی۔

"یہ چاند کتنا خوبصورت ہے نا۔" نورے نے چاند کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"واقعی چاند بہت خوبصورت ہے۔" مصطفٰی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نگاہیں بس اسی کا طواف ک رہی تھی جو اس کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ نورے کے پاس کھڑا تھا یوں جیسے وہ اس کی ہر حرکت محسوس کر رہی تھی اسے محسوس ہوا تھا کہ وہ چاند کو نہیں دیکھ رہا تھا وہ اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں اس چاند کی بات کر رہی ہوں۔" نورے نے چاند سے نظر ہٹائے اسے دیکھا جو اسے ہی تک رہا تھا۔

"لیکن میں تو اپنے چاند کی بات کر رہا ۔" اس نے کچھ اس انداز سے کہا کہ نورے کو گویا چپ سی لگ گئی ۔

"مصطفٰی ۔۔" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا بات کیا کرے ۔بنا کچھ کہے اس نے رُخ موڑ لیا ۔

" اس چاند پر تو داغ ہیں، لیکن میرا چاند بے داغ ہے ۔"چند قدم کے فاصلے پر کھڑے مصطفٰی نے کہا ۔ اس کے لب مسکرا رہے تھے ۔ اپنے پیچھے سے اس کے الفاظ سنتے وہ اپنی ابھرنے والی بے ساختہ مسکراہٹ کو روک نہیں پائی ۔ گالوں پر ہلکی سی سرخی بھی بکھرنے لگی تھی ۔ مصطفٰی اس کا چہرہ دیکھے بغیر بھی جانتا تھا کہ وہ مسکرا رہی ہے ۔ سر ہلکا سا جھکاتے اس نے اپنے گھنگھریالے بالوں میں ہاتھ پھیرا ۔

"کیا ہو جو ہم یوں ہی بیٹھے رہیں اس چاندی کے سائے آسمان کو تکتے رہیں ۔" آسمان کو تکتے ہوئے وہ کچھ جنونی سے انداز میں بولی ۔ مصطفٰی مسکرا کر رہ گیا ۔

"کیا ہو جو ہم آپ کی خواہش کو آج پورا کر ڈالیں۔" چند قدم کا فیصلہ طے کرتے وہ اس کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہو گیا ہاتھوں سے اشارہ کونے پر پڑے جھولے کی۔ طرف کیا ۔ نورے نے چہرہ موڑے پہلے جھولے کو دیکھا پھر اسے دیکھا اس کے بکھرے بکھرے گھنگھریالے بال اس کا مسکراتا چہرہ وہ بھوری چمکتی آنکھیں کیا بروقت کوئی اتنا حسیں بھی ہو سکتا ہے وہ سوچ کر رہ گئی ۔

NOVEL HUT

"کیا سوچ رہی ہیں ۔" مصطفٰی نے اس کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا جو اس کے چہرے پر نظریں ٹکائے نجانے کہاں کھو گئی تھی۔

"نہیں کچھ نہیں۔" اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر چلیں۔۔" مصطفٰی نے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ سر اثبات میں ہلاتی اس کے ہمراہ چلنے لگی۔

"زندگی کتنی خوبصورت ہے نا۔" جھولے پر بیٹھتے کے چند سیکنڈ بعد نورے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

NOVEL HUT

"واقعی زندگی بہت خوبصورت ہے۔" مصطفٰی نے اس کا چہرہ تکتے ہوئے کہا۔ مصطفٰی کے کہتے نورے نے اسے دیکھا اس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ مصطفٰی کے چہرے پر بھی ایک گہری مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

زندگی میں اب بس خوشیاں تھی وہ دونوں ہمراہ تھے ایک دوسرے کی خامیوں کو چھپانے والے ۔ اب دونوں نے سنگ رہنا تھا ۔ ان کی زندگی میں اجالا ایسے تھا جیسے رات کے اندھیرے میں چاندنی ۔ اب دونوں نے اسی چاندنی کے سائے اپنی خوشحال زندگی گزارنی تھی ۔

ختم شدہ

NOVEL HUT

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her instagram here .

Novel-hut at your service

JazakAllah

NOVEL HUT

writer's instagram : iqra pervaiz